

شوہر اور بیوی کے حقوق پر دلپذیر تصنیف

شوہر اور بیوی کے حقوق

تالیف

ابو زین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شوہر اور بیوی کے حقوق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

شوہر اور بیوی کے حقوق پر دلپذیر تصنیف

شوہر اور بیوی کے حقوق

تالیف

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 37352022

نام کتاب	:	میاں اور بیوی کے حقوق
مصنف	:	ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
پبلشرز	:	اکبر بک سیلرز
تعداد	:	600
قیمت	:	150

ملنے کا پتہ

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 042 - 7352022

Mob: 0300-4477371

حسن ترتیب

احوالِ گذارش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَسَلَّامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ
وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَخُلَفَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

امابعد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت اور پیارے اسماء گرامی کے نام سے اور آقائے دو جہاں خاتم المرسلین، رحمتہ للعالمین، نورِ مجسم، خاتم النبیین، سید الکونین، شفیع المذنبین حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اُن کی آل پر اور اُن کے اصحاب پر لامحدود درود و سلام۔

اللہ تبارک وتعالیٰ معبود برحق ہے۔ عبادت اور پرستش کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

میاں اور بیوی پر جو حقوق واجب ہیں اگر دونوں انہیں پورا کرنے کی

کوشش کریں تو ہر گھر خوشی اور مسرت کا خزانہ بن سکتا ہے۔ اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب میں میاں بیوی کے تعلقات کو اخلاق اور روح کی ترقی میں رکاوٹ خیال کیا جاتا تھا۔ ہندوستان میں بدھ، جین، ویدانت وغیرہ سب کے ماننے والے اسی نظریے کے پابند تھے۔ عیسائی مذہب میں شادی نہ کرنا اور عورت سے بے تعلق رہنا روحانی ترقی کا کمال سمجھا جاتا تھا۔

اِسلام نے ان تمام نظریات کو جھوٹا قرار دیا اور میاں بیوی کے لیے الگ الگ حقوق مقرر فرمائے۔ اِسلام نے ہر عمر کے (بالغ ہونے پر) مرد اور عورت بلکہ آزاد اور غلام ہر ایک کے لیے نکاح ان کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ قرار دیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ: "اور اپنے میں سے غیر شادی شدہ عورتوں کا (خواہ وہ کنواری ہوں یا بیوہ) اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے صالحوں کا نکاح کر دیا کرو۔ اگر وہ غریب ہوں گے تو خداوند کریم ان کو اپنی مہربانی سے غنی (امیر) کر دے گا اور اللہ گنجائش رکھنے والا اور علم والا ہے۔"

مقصد یہ ہے کہ ازدواجی زندگی خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ اگر ایک فریق کی تقدیر میں غربت ہوگی تو ہو سکتا ہے کہ دوسرے کے مقدر میں امیری ہو اور اس طرح شادی کرنے کے بعد ایک کے ذریعہ دُوسرے کو فائدہ پہنچے۔

دوسری بات یہ ہے کہ گھر میں ایک کی بجائے دو کام کرنے والے ہوں گے اور جب اولاد ہوگی تو اور آمدنی کا ذریعہ بنے گی۔

تیسری بات یہ ہے کہ اکیلا آدمی اگر وہ سست اور نکما ہو تو کام کرنے سے

کتراتا ہے جب شادی ہو جائے گی اور اسے ذمہ داری کا احساس ہوگا تو وہ مجبوراً کوئی نہ کوئی کام کرے گا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ خدا بڑی حکمت اور وسعت کا مالک ہے وہ غیب کا علم جانتا ہے اور رازق ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے وُہ ہمارے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔

اِسلام نے باہمی محبت' میل جول اور پُرسکون زندگی گزارنے کا طریقہ بھی بتایا ہے: اور وہ یہ ہے کہ بیوی اپنے میاں کی فرمانبردار ہو اور میاں اپنی بیوی کی دِل جوئی کرے۔ دونوں اپنے اپنے حقوق کا خاص طور پر خیال رکھیں اور انہیں پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کریں۔ کوئی فریق بھی اپنے حقوق کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کرے اس طرح تلخی پیدا ہو جائے گی اور ان کی زندگی خوشگوار نہ رہے گی۔

اسلام نے مرد کو تھوڑا سا بلند رتبہ اِس لیے دیا ہے کہ وہ عورت کی دیکھ بھال کرتا ہے' اس کی خیر گیری کرتا ہے' اس کے تمام اخراجات کا بوجھ اُٹھاتا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ عورت مرد کے مقابلہ میں ذرا کمزور ہے مرد مشکلات میں پڑتا ہے اور عورت کی حفاظت اور عزت کی خاطر محنت و مشقت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح الفاظ میں فرمایا:

ترجمہ: "مرد، عورتوں کے سر دھرے ہیں' اس لیے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر بزرگی دی ہے اور اس لیے کہ مرد اپنا مال اُن پر خرچ کرتے ہیں تو نیک بیبیاں فرمانبردار ہوتی ہیں۔ اور غائبانہ نگہبانی کرتی ہیں کہ خدا نے ان کی حفاظت کی ہے۔"

حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ:

"تقویٰ کے بعد صالح عورت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کہ شوہر اس کو جو کہے وہ مانے' شوہر جب اس کو دیکھے تو وہ خوش ہو جائے

اور اگر شوہر اس کو قسم دے کر کچھ کہے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے اور شوہر گھر پر نہ ہو تو اپنے آپ کی اور اس کے مال کی پوری حفاظت کرے۔"

ایک اور موقعہ پر ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ:

"یارسول اللہ ﷺ! بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے؟"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب خود کھائے تو اس کو کھلائے جب خود پہنے تو اس کو پہنائے، نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے نہ اس کو بُرا بھلا کہے اور نہ گھر کے علاوہ اس کی سزا کے لیے اس کو علیحدہ کرے۔"

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا جو عورت خدا کی اطاعت کرے اور شوہر کا حق ادا کرے اور اسے نیک کام کی یاد دلائے اور اپنی عصمت اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے تو اس کے اور شہیدوں کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ پھر اس کا شوہر باایمان نیک خو ہے تو جنت میں وہ اس کی بیوی ہے ورنہ شہدا میں سے کوئی اس کا شوہر ہوگا۔ (طبرانی)

یہ جان لو کہ میاں بیوی کا آپس میں ایک ایسا ساتھ ہے کہ ساری عمر دونوں کی اسی میں گزرتی ہے اگر دونوں کا دل یعنی مزاج آپس میں ملے ہوئے ہیں تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدانخواستہ دونوں کے دلوں میں فرق آ گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے میاں کا دل ہاتھ میں لیے رہو اور اس کے آنکھ کے اشارے پر چلا کرو مثلاً اگر وہ حکم دے کہ رات بھر اٹھ کر ہاتھ

باندھے کھڑا رہا کرو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارہ کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔

اسی طرح اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو اور وہ اس کے نہ ملنے پر حسرت اور افسوس کرو اور بالکل اس کو اپنے منہ سے نہ نکالو خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو تمہارا غریب خاوند اپنے دل میں کہے گا کہ اس کو ہماری پریشانی کا کچھ بھی خیال نہیں کہ ایسی وے موقع فرمائش کرتی ہے۔ بلکہ میاں امیر ہو تب بھی جہاں تک ہو سکے خود بھی کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرو۔ البتہ اگر وہ تم کو خود سے پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لاؤں تو پھر کوئی حرج نہیں اُس کو بتلا دو۔ کیونکہ فرمائش کرنے سے بیوی اپنے خاوند کی نظروں سے گر جاتی ہے۔

اسی طرح اگر شوہر کو کسی بات پر غصہ آ گیا تو ایسی بات مت کہو جس سے اس کا غصہ اور زیادہ ہو جائے۔ ہر وقت مزاج دیکھ کر بات کرو۔ اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوشی ہی تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو اس سے ہنسی دل لگی نہ کرو۔ جیسا مزاج دیکھو ویسی باتیں کرو۔ کسی بات پر تم سے ناراض ہو کر روٹھ گیا تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بھی بنے اس کو منالو چاہے تمہارا قصور ہو یا نہ ہو اور شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو اور ہاتھ جوڑ کر اپنا قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور عزت سمجھو۔

زیر نظر کتاب "**میاں اور بیوی کے حقوق**" کی تالیف کا مقصد یہی ہے کہ اس میں ان تمام پہلوؤں پر بڑے اچھے اور مختصر طریقے سے روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ ہمارے پڑھنے والے قارئین اُن سے اچھی طرح استفادہ حاصل کر سکیں اور اپنی ازدواجی زندگی میں کسی بھی قسم کی دقت اور پریشانی سے محفوظ رہ سکیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے نیز اپنے پیارے حبیب آقائے دو جہاں حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے میرے تمام کردہ اور ناکردہ گناہوں کو معاف فرمائے۔ آمین ثم آمین

آخر میں اپنے پڑھنے والے قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں کوئی بھی غلطی یا لغزش پائے تو ہمیں ضرور آگاہ کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہوسکیں۔ شکریہ

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

نکاح

نکاح کا مفہوم:

نکاح کا لغوی معنی وطی اور باہم ملنے کے ہیں۔ نکاح کا معنی یہ بھی ہے کہ عورت کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا' عورت کے ساتھ ازدواجی تعلقات مرد کی اہم ضرورت ہے کیونکہ عورت مرد کے لئے پیدا کی گئی ہے' دیگر ضروریاتِ زندگی کی طرح نکاح بھی اشد ضروری ہے' نکاح عورت اور مرد کے مابین ایک ایسا بندھن بھی ہے جس سے مرد کی جائز نفسانی خواہشات کی تسکین ہوتی ہے۔

نکاح نبی کریم ﷺ کا رائج کردہ سنت طریقہ ہے جس میں مرد اور عورت میں ازدواجی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں' نکاح کا مطلب جنسی ملاپ ہے مگر شریعت کے اعتبار سے نکاح ایک معاہدہ ہے جو مرد اور عورت میں ہوتا ہے جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ نکاح کا مقصد نفسانی خواہشات کی تکمیل اور حصولِ اولاد ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ (سورۃ النور آیت ۳۲)

ترجمہ: "اور نکاح کرو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ اُن کو غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔"

شادی جنسی میلان کا بہترین طریقہ:

سید قطب شہید بیان کرتے ہیں کہ جنسی میلان کی تسکین کا بہترین طریقہ شادی ہے۔ اس گہری خواہش کے اندر فطرت اور قدرت کا یہی راز ہے۔ کہ لوگ نسل انسانی کے تسلسل کے مشکل کام کو خوشی خوشی سرانجام دیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم شادی کی راہ میں آنے والی تمام رکاوٹیں دور کر دیں تا کہ زندگی فطری انداز کے مطابق سادگی سے چلتی رہے۔ کسی خاندان کی تشکیل کے لیے پہلی رکاوٹ مالی رکاوٹ ہے۔ اس طرح لوگ محفوظ اور قلعہ بند نہیں ہو سکتے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل نظامِ زندگی ہے اس لیے وہ عفت و پاکیزگی کو تب ہی لازم کرتا ہے جب اس کے لیے اسباب بھی فراہم کر دے۔ اور سوسائٹی کے تمام انحراف کرتے ہیں وہ اس کے لئے مجبور نہ ہوں بلکہ اس کے سامنے جنسی تسکین کا صحیح راستہ موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام حکم دیتا ہے کہ ایسے نوجوانوں کے لیے شادی کی راہ ہموار کی جائے، جو شادی شدہ نہ ہوں۔

(تفسیر فی ظلال القرآن جلد چہارم صفحہ نمبر ۹۰۶)

اللہ کی مدد شامل حال ہونا:

نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق شادی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے۔ شادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت اور عنایت ہے۔ لہٰذا جو شادی اللہ تعالیٰ کی رضا کے پیش نظر کی جاتی ہے اس میں اللہ کی مدد

شامل حال ہو جاتی ہے۔اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"تین شخصوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ مبارک پر ضروری اور ایک لازمی جزو قرار دے دیا ہے'ایک تو وہ مکاتب جس کا ارادہ بدل کتابت ادا کرنے کا ہو۔دوسرا اس ارادے سے نکاح کرنے والا کہ وہ گناہ سے بچے اور پاک دامن رہے اور تیسرا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔" (نسائی شریف)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ تین آدمیوں کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے'ان میں پہلا مکاتب غلام ہے۔دوسرا نکاح کرنے والا اور تیسرا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔مگر اللہ مدد اس وقت فرماتا ہے جبکہ ان کی نیت میں اخلاص ہو۔

سنت کے مطابق نکاح کرنے والے کی نیت یہ ہو کہ وہ نکاح کے ذریعے اپنی عزت و عصمت کو محفوظ کر لے اور شادی کے بعد کسی دوسری عورت پر نظر نہ رکھے بلکہ اپنی تمام جائز نفسانی خواہشات اپنی بیوی سے پوری کرے تو ایسی نیت رکھنے والے کی مدد اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ اللہ کے فضل و کرم سے کسی کا محتاج نہ ہو گا۔

آدھے دین کا مکمل ہونا:

دین کو بگاڑنے میں انسانی جسم کے دو بڑے حصے بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں'یعنی شرمگاہ اور پیٹ۔کیونکہ ان کی وجہ سے بعض اوقات دین میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔جب کوئی آدمی شادی کر لیتا ہے تو اس طرح اس کی شرمگاہ محفوظ ہو جاتی ہے اور وہ نکاح کے ذریعے شرمگاہ کے فتنہ و فساد سے بچ جاتا ہے'جسے آدھے دین کی تکمیل سے تعبیر دیا گیا ہے۔

اس کے بعد جب کوئی اپنے پیٹ میں رزق حلال ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ سے

ڈرے گا تو اس کا باقی آدھا دین بھی مکمل ہو جائے گا۔ یہ ایک طرح کی تمثیل ہے کہ اپنے دین پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کے لئے شرمگاہ اور پیٹ کو دینی تقاضوں کے مطابق پورا کیا جائے۔

انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں' ایک مذہبی اور دوسرا سماجی۔ لہٰذا جب کوئی شادی کر لیتا ہے تو اس کی زندگی کا سماجی پہلو مکمل ہو جاتا ہے۔ اس لئے نکاح کو آدھا دین کہا گیا ہے اس کے متعلق حدیث یہ ہے!

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندے نے نکاح کر لیا تو نصف دین کو اس نے مکمل کر لیا اور باقی نصف کے لئے اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔" (بیہقی شریف)

مفلسی کوئی عذر نہیں:

مفلسی کے خوف سے نکاح نہیں چھوڑنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میری اُمت میں سے جو شخص مفلسی کے خوف سے نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

اس لئے کبھی اس خوف کو ذہن میں نہیں رکھنا چاہیے کہ میں غریب ہوں۔ یہ معاملات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ نکاح کے بعد اس کی مدد شامل ہو جاتی ہے۔ اس لئے غربت کے خوف سے نکاح نہیں چھوڑنا چاہیے۔

یہ بات ایک اور حدیث میں بھی ملتی ہے!

"ایک صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں رہا

کرتے تھے۔ رات کو بھی رسول اللہ ﷺ کے مکان میں رہتے تاکہ اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو فوری طور پر انجام دے سکیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! پہلی بات تو یہ ہے کہ شادی کر کے آپ کی خدمت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں ایک غریب آدمی ہوں' آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ پھر چند دن بعد دوبارہ آپ نے یہی فرمایا' اُنہوں نے وہی عذر پیش کئے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دوسری مرتبہ کی گفتگو کے بعد میں نے سوچا کہ آنحضرت ﷺ اچھی طرح واقف ہیں کہ میرے حق میں کیا چیز بہتر ہے اور یہ کہ کون سا عمل مجھے خدا تعالیٰ سے قریب کرے گا۔ چنانچہ اگر تیسری مرتبہ آپ نے مجھ سے شادی کے لئے کہا تو میں رضامندی ظاہر کر دوں گا۔ چنانچہ تیسری مرتبہ آپ نے اُن کو بلایا اور شادی کرنے کے لئے کہا۔ صحابی نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میں اس طرح خالی ہاتھ کیسے چلا جاؤں میرے پاس تو کچھ بھی نہیں؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے گٹھلی کے برابر سونا جمع کر دو۔ فوراً حکم کی تعمیل کی گئی اور ان صحابی رضی اللہ عنہ کو شادی کے لئے قبیلہ میں لے جایا گیا۔ شادی کے فوراً بعد آپ ﷺ نے فرمایا' ولیمہ بھی کر دو۔ شادی شدہ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے

پاس ولیمہ کرنے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے؟ آپ کے حکم پر ایک بکری لائی گئی اور فوراً ولیمہ کیا گیا۔"

(احیاء العلوم جلد دوم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نزدیک نکاح کی کس قدر اہمیت ہے۔ آپ نے صحابی کو بار بار نکاح کرنے کی ترغیب دلائی۔ پھر جب صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی تو ان کی شادی کا بھی نہایت سادگی سے اہتمام فرما کر ان کا گھر بسا دیا۔

حضور ﷺ کے فخر کا سبب:

سنت کے مطابق شادی قدرت کی طرف سے ایک مقدس بندھن ہے۔ اس سے دین کی مدد ہوتی ہے۔ اللہ کے دشمنوں اور غلط خواہشوں کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے شادی ایک مضبوط حصار و قلعہ ہے۔ شادی سے شیطان ذلیل اور رسوا ہوتا ہے۔ نکاح کے ذریعہ اُمت کے افراد میں اضافہ ہوتا ہے اور اُمت کی کثرت پر آنحضرت ﷺ کو فخر ہوگا۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے!

"شادی کرو زیادہ چاہنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے میں تمہاری کثرت پر باقی اُمتوں پر فخر کروں گا۔"

نکاح کی ترغیب:

نبی کریم ﷺ نے خود بھی نکاح کیا اور اپنی اُمت کو بھی تعلیم دی کہ جوانی کے عالم میں نکاح کرلو۔ اس لئے نکاح سرورِ دو عالم ﷺ کی سنت ہے۔ نکاح کرنے سے

انسان کئی قسم کی بیماریاں، شیطانی خیالات سے محفوظ رہتا ہے۔ اس لئے جو شخص بیوی کے حقوقِ زوجیت ادا کرنے پر قادر ہو اور اس کے گھریلو اخراجات ادا کرسکتا ہو اور مہر کی رقم دینے کی استطاعت رکھتا ہو تو اُسے ضرور شادی کرنی چاہیئے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں علقمہ اور اسود کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے فرمایا کہ ہم چند تہی دست نوجوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا، اے نوجوانو! جو تم میں سے عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ کو جھکاتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے تو اس کے لئے روزے ہیں کیونکہ یہ جنسی خواہش کو کم کرتے ہیں۔" (بخاری شریف)

ایک اور روایت میں نکاح کرنے کی ترغیب یوں دی گئی ہے کہ

"حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہیں منیٰ میں تنہائی میں لے کر گئے۔ میں ان کے قریب بیٹھا تھا، عثمان رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اگر تمہاری رائے ہو تو میں ایک کنواری لڑکی سے تمہاری شادی کردوں تاکہ اس کے ذریعہ تمہارا دل لگا رہے۔ لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے کوئی نہیں تو مجھے اشارہ سے بلایا۔ میں آیا تو آپ یہ فرمارہے

تھے، میں نہیں کہتا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچا رکھتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جو استطاعت (مالی) نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑ دیتا ہے۔" (ابن ماجہ)

راحت وسکون کا ملنا:

نکاح کے ذریعے دل کو سکون ملتا ہے۔ بیوی کے قریب بیٹھنا، اُس کے ساتھ دل لگی کی باتیں کرنا، یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے راحت اور سکون ملتا ہے۔ ازدواجی زندگی کا تمام خلاصہ سکون اور راحت قلب ہے۔ جس گھر میں یہ موجود ہیں وہ اپنی تخلیق کے مقصد میں کامیاب ہے۔

نکاح کا سب سے بڑا تحفہ سکون ہے، انسان کتنا ہی بڑا سرمایہ دار کیوں نہ ہو ازدواجی زندگی نے ایک ایسا لازوال سکون بخشا کہ انسان گھر میں آتے ہی آدھے غم بھول جاتا ہے۔ اس طرح نکاح کے ذریعے انسان کو راحت اور سکون ملتا ہے۔

شہوت کا خاتمہ:

نکاح کے ذریعے شیطان سے حفاظت ہوتی ہے، شہوت کا جوش اور ہیجان رفع ہوتا ہے، نگاہیں نیچی رہتی ہیں، شرمگاہیں بدکاری سے محفوظ رہتی ہیں، انسان اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لئے جناب سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"جس نے نکاح کیا اُس نے آدھے دین کو حفاظت میں کر لیا۔"

اور جو شخص نکاح نہیں کرتا گو فرج کو بچالے لیکن اکثر یہ ہے کہ آنکھ کو بدنگاہ

سے اور دل کو وساوس سے نہیں بچا سکتا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں کہ مریدوں سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر اس قدر شہوت غالب ہوئی کہ میں متحمل نہ ہو سکا۔ میں نے بہت دعا اور آہ وزاری کی۔ ایک رات میں نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہتے ہیں کہ تجھے کیا ہوا؟ ان سے میں نے حال عرض کیا' اُنہوں نے میرے سینے پر ہاتھ پھیر دیا اور جب میں جاگا تو سکون ہو گیا۔ جب ایک سال گزر گیا تو پھر شہوت پیدا ہوئی اور میں نے بہت زاری کی' اُنہی بزرگ کو پھر خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھ سے شہوت رفع ہو جائے' میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا' گردن جھکا میں نے جھکا دی۔ بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری' میں جب جاگا تو سکون ہو گیا۔ جب ایک سال گزرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی۔ پھر میں نے آہ وزاری کی اور ان بزرگ کو بھی خواب میں دیکھا وہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ اس چیز کا دفعہ کہاں تک خدا سے چاہے گا جس کو رفع کرنے کو وہ درست نہیں رکھتا ہے' پھر میں جاگا اور شادی کر لی حتیٰ کہ شہوت سے نجات پائی۔ (کیمیائے سعادت)

حصولِ استقامت:

نکاح سے استقامت بھی حاصل ہوتی ہے' یعنی عورتوں کے اخلاق پر صبر کرنا اور ان کی ضروریات مہیا کرنا اور اُن کو راہِ شرع پر قائم رکھنا اور یہ بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہترین عبادت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بیوی کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اہل وعیال کے لئے کسب حلال کرنا ابدالوں کا کام ہے۔ حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ چند بزرگوں کے ساتھ جہاد میں مشغول تھے۔ کسی نے پوچھا کوئی ایسا کام بھی ہے جو جہاد سے بہتر ہو۔

بزرگوں نے فرمایا' جہاد سے بہتر ہم کوئی کام نہیں جانتے۔ حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' میں جانتا ہوں' وہ کام یہ ہے کہ جس کے اہل و عیال ہوں وہ ان کو اچھائی کے ساتھ رکھے اور جب رات کو اُٹھے' اُن پر کپڑا نہ ہو تو انہیں کپڑا اُوڑھا دے' اس کا یہ عمل جہاد سے افضل ہوگا۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں تین خصلتیں تھیں جو مجھ میں نہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے لئے اور اپنے زن و فرزند کے لئے کسب حلال کرتے ہیں۔ میں فقط اپنے ہی لئے کسب کرتا ہوں۔

نکاح حصولِ اولاد کا ذریعہ:

نکاح کا ایک فائدہ حصولِ اولاد بھی ہے اور اولاد سے انسان کا چار طرح کا ثواب ملتا ہے۔

پہلا ثواب یہ ہے کہ آدمی کا پیدا ہونا اور بقائے نسل جو حق تعالیٰ کو محبوب و مرغوب ہے اس کے لئے کوشش کرتا رہے گا اور جو شخص حکمت آفرینش پہچانے گا اسے اس بات میں کوئی شک نہ رہے گا کہ یہ بات حق تعالیٰ کو محبوب ہے' جب مالک اپنے بندے کو زمین کاشت کے لئے دے' بیج عنایت کرے' بیلوں کی جوڑی' گوئی اور آلاتِ زراعت عطا کرے اور اس پر ایک ارادہ مسلط کرے کہ اسے کھیتی کرنے میں مشغول رکھے تو گو مالک زبان سے نہ کہے لیکن غلام اگر عقل رکھتا ہے تو اس کا مطلب و مقصد جان جائے گا کہ مجھ سے کھیت جتوانا' بیج کاشت کرانا اور درخت پیدا کرانا مقصود ہے۔ خداوند کریم نے بچہ دان پیدا کیا۔ آلاتِ مباشرت پیدا کئے۔ مردوں کی پشت اور عورتوں کے سینہ میں اولاد کا بیج پیدا کیا۔ شہوت کو مرد اور عورت پر مسلط کیا تو ان باتوں سے جو مقصودِ الٰہی ہے وہ کسی عقلمند سے پوشیدہ نہیں۔ اگر کوئی شخص بیج یعنی نطفہ ضائع کرے اور شہوت کو کسی حیلہ سے ٹال دے تو وہ پیدائش کے مقصد سے منحرف رہے گا۔ اس واسطے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اگلے بزرگ بے نکاح رہنے سے نفرت رکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں طاعون میں مریں اور خود اُن کو طاعون ہوا۔ فرمایا جب تک میں مروں میرا نکاح کر دو میں نہیں چاہتا کہ بے جورو مر جاؤں۔

دوسرا ثواب یہ ہے کہ رسولِ مقبول ﷺ کی موافقت کرنے میں نکاح کے ذریعے سے کوشش کرتا رہے گا تا کہ آپ کی اُمت زیادہ ہو کہ اس کے سبب سے آپ فخر کریں گے۔ اس لئے آپ نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا کہ اس کے اولاد نہیں ہوتی اور فرمایا کہ:

"اگر کھجور کی چٹائی گھر میں بچھی ہو تو بانجھ عورت سے بہتر ہے۔"

اور فرمایا!

"عورت بدصورت جننے والی، خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے۔"

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نکاح کرنا شہوت کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ شہوت کی خاطر خوبصورت عورت بدصورت سے بہتر ہے۔

تیسرا ثواب یہ ہے کہ اولاد سے دعا حاصل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جن نیکیوں کا ثواب منقطع نہیں ہوتا ان میں سے ایک اولاد بھی ہے کہ باپ کی موت کے بعد اس کی دعا برابر جاری رہتی ہے اور باپ کو پہنچتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دعا کو نور کے طباقوں میں رکھ کر مُردوں کو دکھاتے ہیں۔ اس طرح سے وہ راحت پاتے ہیں۔

چوتھا ثواب یہ ہے کہ لڑکا ہو اور باپ کے سامنے مر جائے تا کہ وہ اس مصیبت کا رنج برداشت کرے اور لڑکا قیامت میں اس کی شفاعت کرے۔ رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"بچے سے کہیں گے کہ جنت میں جا تو وہ مچل جائے گا اور کہے گا کہ اپنے ماں باپ کے بغیر ہرگز اندر نہ جاؤں گا۔"

رسولِ مقبول ﷺ نے کسی کے کپڑے کو پکڑ کر کھینچا اور فرمایا!

"جس طرح میں تجھے کھینچتا ہوں اسی طرح بچہ اپنے ماں باپ کو جنت میں کھینچے گا۔"

حدیث شریف میں آیا ہے کہ بچے جنت کے دروازے پر جمع ہوں گے اور دفعتاً چلانا اور رونا شروع کر دیں گے اور اپنے ماں باپ کو تلاش کریں گے۔ حتیٰ کہ ماں باپ کو حکم ہوگا کہ تم لڑکوں کی جماعت میں جاؤ اور ہر بچہ اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جائے گا۔

لڑکا اور لڑکی کا بالغ ہونا:

رشتہ کرتے وقت سب سے پہلے جو بات دیکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی بالغ ہیں اگر وہ بالغ ہو جائیں اور ان میں شادی کی ذمہ داریاں سنبھالنے کی قابلیت موجود ہو تو ان کی فوراً شادی کر دینی چاہیے۔ اس سے لڑکا اور لڑکی نفسانی بدکاریوں سے دور رہیں گے، نکاح سے دونوں کی نفسانی خواہشات قابو میں رہیں گی۔ اس لئے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے کہ جب لڑکا یا لڑکی بالغ ہو جائیں تو ان کی فوراً شادی کر دی جائے۔ اس بارے میں حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے، حضرت عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہوگئی اور وہ اس کا نکاح نہ کرے تو اگر وہ گناہ میں مبتلا ہوئی تو گناہ باپ کا ہو گا۔" (بیہقی فی شعب الایمان)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب لڑکی بارہ سال کی ہو جائے تو وہ بالغ ہو جاتی ہے۔ مگر بعض ٹھنڈے علاقے ایسے بھی ہیں جہاں لڑکی بارہ سال کی بالغ نہیں ہوتی۔ بہرکیف اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی لڑکی سن بلوغت کو پہنچ جائے تو اس کے والدین کو اس کی شادی کرنے میں جلدی کرنی چاہیے۔ ایسے ہی لڑکے کے بالغ ہونے پر بھی لڑکے کی شادی کر دینا مستحب ہے۔

نیک اور دیندار عورت سے نکاح کرنا:

جس طرح لڑکے میں دینداری کا پہلو دیکھا جاتا ہے اس طرح شادی کے سلسلے میں یہ بات بھی دیکھنی چاہئے کہ نکاح نیک اور دیندار عورت سے کرنا چاہئے۔ نیک عورت وہ ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرے اور شوہر کو خوش رکھے اور اس کی تابعداری کرے۔ اچھے نسب والی ہو اور حسین و جمیل ہو' بندے کے اہل و عیال سے اچھا سلوک کرے' شوہر کی زندگی میں بہار بن کے آئے' خوش کلام ہو یعنی ہر لحاظ سے سیرت اور صورت میں بہتر ہو۔ ایسی عورت سے شادی کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"عورت سے چار چیزوں کے باعث نکاح کیا جاتا ہے' اس کے مال' اس کے حسب و نسب' اس کے حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے' تیرے ہاتھ گرد آلود ہوں تو دیندار کو حاصل کرو۔" (بخاری شریف)

رشتہ کرتے وقت عورت میں جن خوبیوں کا دیکھنا ضروری ہے وہ اس کی خاندانی حیثیت' حسب و نسب' حسن و جمال اور اُس کی دینداری ہے۔ کیونکہ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت سے شادی کرے جس کا خاندان باحیثیت اور

عزت دار ہو اور عورت خوبصورت ہو۔ متقی اور پرہیزگار ہو تا کہ اس کی گھریلو زندگی پرسکون ہو اور اس کی اولاد آنے والے وقتوں میں باعزت رہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی یہی سنت ہے کہ پاکباز عورتوں کو شادی کے لئے منتخب کرو۔

ولی سے اجازت لینا:

ولی سے مراد وہ شخص ہے جو کسی عورت کا نکاح کرنے کا ذمہ دار ہو کیونکہ رشتہ داری کے اعتبار سے اسے نکاح کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح نکاح سے پہلے اس عورت کی رضامندی ضروری ہے۔ جس کا نکاح ہو ایسے ہی اس عورت کے ولی سے بھی نکاح کی اجازت لینا ضروری ہے، جس کی کفالت میں لڑکی ہوتی ہے۔ عورت کا سب سے پہلا ولی اُس کا باپ ہے، پھر اُس کے بعد اُس کا حقیقی بھائی، پھر چچا اور دادا وغیرہ ہوتا ہے۔ ولی کا عاقل اور بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔ بالغ عورت کا نکاح اس کے ولی کی اجازت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نکاح سے پہلے ولی سے اجازت لینا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

نکاح کا خطبہ:

نکاح کی محفل میں خطبہ نکاح پڑھنا بھی مسنون ہے۔ اس موقع پر خطبے سے مکمل طور پر فائدہ اٹھانے کی غرض سے مناسب ہے کہ نکاح پڑھانے والا یعنی نکاح خواں عربی کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی سنادیا کرے تا کہ تمام حاضرین خطبہ نکاح کے مفہوم کو پوری طرح سمجھ لیا کریں۔

نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ اس کے بعد منکوحہ سے اجازت حاصل کرکے دولہا کے سامنے اس سے مخاطب ہو کر یوں کہیں کہ فلاں

عورت فلاں کی بیٹی تمہاری زوجیت میں بعض اتنے مہر کے دے دی تم نے قبول کیا؟ دولہا اس کے جواب میں کہے کہ ہاں میں نے اتنے مہر میں اسے اپنی زوجیت میں قبول کرلیا۔ اس کے بعد دولہا اور دلہن کے لئے اچھی زندگی گزارنے کی دعا مانگیں۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز اور حاجت کے لئے تشہد سکھایا' فرمایا کہ نماز کا تشہد یہ ہے!" تمام زبانی' بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی ﷺ! آپ پر سلام ہو' اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ ہم پر اللہ کا سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفی (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" حاجت کا تشہد یہ ہے!" تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں' ہم اس سے مدد چاہتے ہیں اور بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کی برائی سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہی میں پڑا رہنے دے اُسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور یہ تین آیات پڑھیں۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمانی کی حالت میں۔ (۳:۱۰۲) اے لوگو!

اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ (۴:۱) میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفی (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔" تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہم اس سے مدد چاہتے ہیں اور بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کی برائی سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اُس نے بڑی کامیابی پائی۔"

نکاح سے پہلے استخارہ کرنا:

استخارہ کا فائدہ تسلی ہے کہ ہم کو ضرور خیر عطا ہو گی اور استخارہ کرنے اور نہ کرنے کے آثار میں فرق یہ ہے کہ استخارہ کے بعد اگر وہ مؤثر ہوا تو قلب میں ایسی چیز آ جائے گی جس میں بے احتیاطی (اور نقصان) ہو اور بغیر استخارہ ایسی چیز نہ آنے کا بھی احتمال ہے کہ ذرا غور کرنے سے اس کا مضر ہونا معلوم ہو سکتا تھا۔ مگر اس نے غور نہیں کیا اور بے احتیاطی سے اس کو اختیار کر لیا تو اپنے ہاتھوں جب مضرات کو اختیار کیا جائے تو اس میں خیر کا وعدہ نہیں۔ پس سمجھنا چاہیئے کہ استخارہ میں کامیابی کا وعدہ نہیں بلکہ حصول خیر (بھلائی حاصل ہو جانے) کا وعدہ ہے خواہ خیر ظاہری ہو یا باطنی۔

استخارہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ پہلے ہی دن اندازہ ہو جائے اور پتہ چل

جائے۔ اگر پہلے دن کچھ اندازہ نہ ہو تو پھر دوسرے دن استخارہ کرنا چاہیے اسی طرح سات دن تک کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"اے انس (رضی اللہ عنہ)! جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اس میں اپنے پروردگار سے سات مرتبہ استخارہ کر پھر جو چیز تیرے دل کی طرف سبقت کرے اس کو دیکھ لے بے شک خیر اسی میں ہے۔"

حق مہر کی مقدار:

نکاح کرنے پر جو خاص مقررہ مال یا رقم عورت کو دی جاتی ہے اسے مہر کہا جاتا ہے۔ مہر نکاح کی ضروری شرائط میں سے ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کر لے کہ مہر نہیں دیا جائے گا تو اس کا نکاح صحیح ہی نہ ہوگا کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

"جن عورتوں سے تم نکاح کرو ان کے مقرر شدہ مہر ان کو ادا کرو۔"

شوہر کے حقوق

اللہ عزوجل نے مرد کو عورت پر فوقیت اور فضیلت دی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد عورت سے پیدائشی طور پر قوی ہے، زیادہ ذہنی قوت کا مالک ہے اور عورت کی نسبت زیادہ انتظامی صلاحیتیں رکھتا ہے اور اپنے آپ کو محنت و مشقت میں ڈال کر مال کماتا ہے اور عورت پر خرچ کرتا ہے۔ ان خوبیوں کی بناء پر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ عزوجل نے اسی بات کو اپنے کلام میں یوں بیان فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط (البقرہ:۲۲۸)

ترجمہ: "اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔"

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ کچھ یوں ہوتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ط فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ط وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ

وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ○ (النساء:۳۴)

ترجمہ: "مرد نگران ہیں عورتوں پر اس لیئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں مردوں کی فضیلت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مرد اپنی کمائی سے عورت کی ہر لحاظ سے کفالت کرتا ہے اور اس پر بے دریغ اپنی دولت خرچ کرتا ہے اور اسے بیرونی طاقتوں کے ظلم وستم سے بچاتا ہے اس لیئے اسے برتری حاصل ہے چنانچہ ایک اور جگہ اللہ عزوجل یوں ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○ (الحجرات:۱۳)

ترجمہ: "اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔"

عورتیں درحقیقت انسانی جنس ہی سے پیدا کی گئی ہیں اور مردوں کی دلجوئی کے لئے بنائی گئی ہیں تاکہ مردوں کو ان سے محبت اور سکون حاصل ہو۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ؕ

(الروم:۲۱)

ترجمہ: "اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔"

کتاب وسنت کے مطابق خاوند کے حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔

اطاعت وفرمانبرداری

اچھی بیوی وہ ہوتی ہے جو خاوند کی فرمانبردار ہو۔ زندگی کے معاملات میں بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند کا ہر جائز کہنا مانے۔ عورت نے گھریلو طور پر بے شمار امور سرانجام دینے ہوتے ہیں جن کا تعلق خاوند کی معاشی حیثیت سے ہوتا ہے۔ اگر عورت اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہیں کرے گی بلکہ اپنی ناجائز باتیں خاوند سے منوائے گی تو گھر کا نظام درہم برہم ہوتا رہے گا اس لئے شریعت مطہرہ نے بنیادی طور پر عورت کے فرائض میں جو بات شامل کی ہے وہ خاوند کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان حسب ذیل ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا

وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ

اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ (مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۱۴)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کا حکم مانے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

حدیث بالا میں بتایا گیا ہے کہ جو عورت پانچوں نماز پابندی سے ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے اور خود کو برائیوں سے بچائے یعنی اپنے نفس کو محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کی ان باتوں میں فرمانبرداری کرے جن کی فرمانبرداری کا حکم شریعت نے اسے دیا ہے تو جو عورت زندگی بھر ان چار باتوں پر عمل کرتی رہے گی آخرت میں اس کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا۔

احادیث نبوی ﷺ کے مطابق جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور ان میں سے بعض دروازے مخصوص اعمال کے لئے نامزد ہیں مگر مندرجہ بالا نیک اعمال کرنے والی عورت جس دروازے سے چاہے گی جنت میں داخل ہو جائے گی اور یوں جنت میں داخل ہونا فرمانبردار بیوی کے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو خاوند کی فرمانبرداری کے بارے میں نہایت شیریں اور پیارے انداز میں یوں بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِيْرٌ

فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحٰبُهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرَ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَمَرَهَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَفْعَلَهٗ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۲۹)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار کے ایک گروہ میں تشریف فرما تھے، ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو چار پائے اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں لہٰذا ہمارا حق زیادہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا رب تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنے بھائیوں کی عزت کرو اور اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور اگر وہ اسے حکم دے کہ زرد پہاڑ سے پتھر کالے پہاڑ کی طرف اور کالے پہاڑ سے پتھر سفید پہاڑ کی طرف لے جائے تو اس کے لئے مناسب یہی ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے۔"

ایک اور حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت کم از کم سات

شب و روز خلوصِ دل سے اپنے شوہر کی تابعداری نیک کاموں میں کرتی رہے اور اسے خوش رکھے تو اس کی شرمگاہ پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (طبرانی)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هٰذَا یَا مُعَاذُ قَالَ اَتَیْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ یَسْجُدُوْنَ لِاَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ فَوَدِدْتُ فِیْ نَفْسِیْ اَنْ نَفْعَلَ ذَالِكَ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَفْعَلُوْا فَاِنِّیْ لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِغَیْرِ اللهِ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا تُؤَدِّی الْمَرْاَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰی تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَاَلَهَا نَفْسَهَا وَهِیَ عَلٰی قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۸۵۳)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ شام سے لوٹے اور حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا معاذ (رضی اللہ عنہ)! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں شام گیا تو میں نے دیکھا کہ اہل شام اپنے مذہبی اور عسکری رہنماؤں کو سجدہ کرتے

ہیں جو مجھے اچھا لگا اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ایسا ہی کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا اور اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ غیر اللہ کو سجدہ کرے تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہیں کرتی اور اگر شوہر اس سے مطالبہ کرے کہ خود کو میرے سپرد کر دو اور بیوی اس وقت پالان پر ہو تو بھی عورت کو انکار نہیں کرنا چاہیے۔"

ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ عورت کے لئے مرد کی رضامندی کو ہر وقت اپنے اوپر واجب عمل رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اگر عورت سے سخت ترین کام بھی کرنے کے لئے کہا جائے تو اس کے لئے اس کی تعمیل واجب ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ امْرَأَةً اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۸۵۲)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ دوسرے کو سجدہ

کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور اگر مرد اس بات کا حکم دے کہ سرخ پہاڑ سے سیاہ پہاڑ پر اور سیاہ پہاڑ سے سرخ پہاڑ پر پتھر منتقل کرے تو عورت کو چاہئے ایسا کرے۔"

یہی بات ایک اور روایت میں یوں بیان ہوئی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۱۵)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

ان احادیث میں خاوند کے حقوق کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے سوا کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور شرک ہے اور اگر رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ عزوجل کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتے تو عورت کو حکم دیتے کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور آپ ﷺ کے اس فرمان سے خاوند کے حقوق کا خاص دھیان رکھنے کی تاکید مقصود ہے۔

ایک بدصورت شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی اور اس کے حسن و جمال پر دنیا تعجب کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا تیری بیوی تیرے ساتھ کیسا سلوک روا رکھتی ہے اور تجھے کس نگاہ سے دیکھتی

ہے؟ اس نے عرض کیا وہ میری بہت قدر کرتی ہے اور میری اجازت کے بغیر گھر سے قدم باہر نہیں نکالتی اور اسے اپنے حسن و جمال کا کچھ لحاظ نہیں ہے بلکہ وہ میری خدمت کی جانب متوجہ رہتی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اس سے کہہ دو وہ جنتی عورتوں میں سے ہے کیونکہ وہ باوجود حسن و جمال کے اپنے شوہر کی تابعداری کرتی ہے۔

(طبرانی)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر عورت آخرت کی نجات چاہتی ہے اور جنت میں جانا چاہتی ہے تو حق تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرے اور اللہ عزوجل کی خوشنودی اسے اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک اس کا شوہر اس کے کام میں خوش نہ ہوگا۔ (طبرانی)

نیک بخت بیوی کا ملنا اللہ عزوجل کا بہت بڑا انعام ہے لہٰذا اللہ عزوجل کا بندہ بننے کے لئے تقویٰ اختیار کرنے کے ساتھ جس چیز کا انسان انتخاب کرتا ہے وہ نیک بخت اور خوبصورت بیوی ہے کیونکہ نیک بیوی کا انتخاب کرنے سے انسان کا دین کامل اور دنیا مکمل ہو جاتی ہے لہٰذا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا گو ہونا چاہئے کہ جب شادی کا ذریعہ بنے تو جو عورت اسے حاصل ہو وہ نیک بخت ہو۔

نیک بخت بیوی کی کچھ خصوصیات ہوتی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ خصوصیات یہ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ
كَانَ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا
لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ
اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا

نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهٖ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۸۵۷)

ترجمہ: "حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مومن نے اللہ کے تقویٰ کے بعد نیک بیوی سے بڑھ کر کوئی بھلائی حاصل نہیں کی، اگر اسے حکم دے تو اطاعت کرتی ہے، اس کی طرف دیکھے تو خوشی ملتی ہے، اگر اس پر بھروسہ کر کے قسم کھائے تو وہ اسے سچا کرتی ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اپنی جان اور اس کے مال کی خیر خواہی کرتی ہے۔"

نیک بیوی کی پہلی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کی فرمانبردار ہوتی ہے اور اس کی دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خوبصورت ہوتی ہے اور جب خاوند اس کی جانب دیکھتا ہے تو اس کے جذبات کو تسکین ملتی ہے اور جب وہ اسے کسی بات کی قسم دیتا ہے تو وہ اسے پورا کرتی ہے اور جب خاوند موجود نہیں ہوتا تو وہ خاوند کے لئے اپنے نفس کی حفاظت کرتی ہے اور خاوند کے مال کی نگہبان ہوتی ہے اور اس کے مال میں خیانت نہیں کرتی۔ الغرض نیک عورت کی یہ صفات ایسی ہیں کہ مرد کے لئے ایسی نیک بیوی کا ہونا دنیا میں جنت کی مثل ہے۔

پس ہر عورت کو چاہئے کہ خاوند کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر لازم کر لے کہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے خاوند کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے۔ اگر خاوند حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی رہو اور مجھے پنکھا جھلتی رہو تو عورت کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ

وہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی خاوند کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔ عورت کو یہ بھی چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے خاوند کو کیا کیا چیزیں اور کیا کیا باتیں پسند ہیں اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے وہ ناراض ہوتا ہے؟ اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے، پہننے، اوڑھنے اور بات چیت کرنے میں اس کا ذوق کیسا ہے؟ عورت جب اپنے خاوند کے مزاج کو خوب پہچان لے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ہر کام خاوند کے مزاج کے مطابق کرے اور ہرگز ہرگز خاوند کے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کرے اور نہ ہی کوئی کام کرے۔

اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا:

اُم المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شمار عرب کے امراء میں ہوتا تھا آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے غیر مسلم اقارب کی پرواہ کئے بغیر دین اسلام کی خدمت کی اور تبلیغ دین میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا تمام مال دین اسلام کی سربلندی کے لئے خرچ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی دولت سے غربائی، یتیموں، بیواؤں اور مساکین کی حاجت روائی کرتی تھیں۔ مشرکین جب نومسلموں پر ظلم کے پہاڑ توڑتے تھے اور تبلیغ دین میں رکاوٹیں کھڑی کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہا اس وقت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ بڑھاتی تھیں اور فرماتی تھیں۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ نہ ہوں اور بھلا کیا کوئی ایسا رسول آیا ہے جس سے لوگوں نے تمسخر نہ کیا ہو۔"

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ملال دور ہو جاتا تھا۔ الغرض اس پرآشوب دور میں آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی

کریم ﷺ کا ہر ممکن خیال رکھا اور ہر مصیبت میں حضور نبی کریم ﷺ کی مدد کے لئے تیار رہتی تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے بھی آپ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا۔

"میں جب کفار کی کوئی بات سنتا اور وہ مجھے ناگوار گزرتی تو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کرتا اور وہ میری ڈھارس بندھاتی اور میرے دل کو سکون ملتا اور کوئی رنج ایسا نہ تھا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی باتوں سے آسان اور ہلکا نہ ہو جاتا تھا۔"

(الاستیعاب جلد چہارم صفحہ ۲۸۳، مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۴۰)

میں تیرے حال پر راضی:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے بنی اسرائیل کی ایک عورت بڑی عابدہ تھی اور ان کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ ایک شہزادے نے اس سے منگنی کی درخواست کی تو اس نے نکاح سے انکار کر دیا اور پھر ایک لونڈی سے کہا کہ میرے لئے ایک عابد، زاہد اور نیک آدمی تلاش کرو جو فقیر ہو۔ وہ لونڈی، عابد اور زاہد کی تلاش میں نکلی اور ایک عابد و زاہد کو لے کر اس شہزادی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ شہزادی نے اس سے پوچھا کہ اگر تم مجھ سے نکاح کرنا چاہو تو میں تمہارے ساتھ قاضی کے پاس چلتی ہوں۔ اس نیک شخص نے آمادگی کا اظہار کیا اور وہ دونوں قاضی کے پاس چلے گئے اور وہاں ان کا نکاح ہو گیا۔ شہزادی نے نکاح کے بعد اس نیک شخص سے کہا تم مجھے اپنے گھر لے چلو۔ وہ بولا کہ اس کمبل کے سوا کوئی چیز میری ملکیت میں نہیں ہے، میں اسے رات کے وقت اوڑھتا ہوں اور دن میں پہنتا ہوں۔ شہزادی نے کہا میں تیرے حال پر راضی ہوں اور یہ کہہ کر شہزادی اس نیک شخص کے ساتھ چل دی۔

وہ نیک شخص دن بھر محنت مزدوری کرتا اور شام کے لئے اتنا جمع کر لیتا جس

سے افطار ہو سکے۔شہزادی بھی دن بھر روزہ رکھتی اور شام کو افطار کے بعد اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتی اور کہتی اب میں عبادت کے لئے فارغ ہوئی۔ایک دن اس نیک شخص کو کچھ نہ ملا اور اسے یہ انتہائی شاق گزرا اور وہ گھبرایا کہ میری بی بی روزہ سے گھر میں بیٹھی میری منتظر ہے کہ میں اس کے لئے کچھ لے کر آؤں۔یہ سوچ کر اس نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر بارگاہِ خداوندی میں دعا مانگی۔

"اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے تجھ سے دنیا کے لئے کچھ طلب نہیں کیا اور میں تجھ سے اپنی نیک بی بی کی رضامندی کے لئے طلب کرتا ہوں۔تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما کہ تو ہی بہترین رزاق ہے۔"

اسی وقت آسمان سے ایک موتی گرا۔وہ نیک شخص اس موتی کو لے کر اپنی بی بی کے پاس گیا اور جب اس بی بی نے وہ موتی دیکھا تو ڈرگئی اور کہنے لگی تم یہ موتی کہاں سے لائے ہو اور ایسا بیش قیمت موتی تو میں نے اپنے باپ کے پاس بھی نہیں دیکھا؟ وہ نیک شخص بولا میں نے آج رزق کی خاطر محنت مزدوری کی مگر مجھے کچھ بھی نہیں ملا اور میں نے سوچا کہ میری نیک بی بی روزہ افطار کرنے کی غرض سے میری منتظر ہوگی اور میں خالی ہاتھ گھر واپس کیسے لوٹوں؟ میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا مانگی اور اللہ عزوجل نے آسمان سے میرے لئے یہ موتی نازل فرمادیا۔شہزادی بولی تم اسی جگہ جاؤ جہاں تم نے اللہ عزوجل سے دعا مانگی تھی اور گریہ وزاری کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں یوں دعا مانگو اے اللہ! اے میرے مالک! اگر تو نے یہ موتی ہمیں دنیاوی رزق کے طور پر عطا فرمایا ہے تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر آخرت کے ذخیرہ میں سے عطا فرمایا ہے تو اسے واپس لے لے۔اس نیک شخص نے ایسا ہی کیا اور

اللہ عزوجل نے وہ موتی واپس لے لیا۔ اس نیک شخص نے واپس آ کر تمام حقیقت شہزادی کو بتائی تو شہزادی نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا اے اللہ! تو بڑا رحیم اور کریم ہے۔ (قصص الاولیاء)

نیک عورت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی عورتوں میں سب سے افضل ترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق فرمانبرداری کرتی رہے ماسوائے ان کاموں کے جو گناہ کے کام ہیں اور ایسی عورت کو رات اور دن میں ایسے ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں صبر کے ساتھ شہید ہوتے ہیں اور اس کے اجر کی توقع اللہ عزوجل سے رکھتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین)

بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے:

دین اسلام میں خاوند کے ازدواجی حقوق کی بہت اہمیت ہے بلکہ شریعت مطہرہ نے بیوی کے لئے خاوند کی اطاعت کو اس حد تک ضروری قرار دیا ہے کہ اگر عورت نفلی عبادت کرنا چاہے تو اس سے اجازت لے کر کرے لہٰذا کسی بیوی کو خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جب مرد کو عورت کی ضرورت ہو تو اس نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہو اور یوں خاوند کے حقوق کی ادائیگی میں خلل واقع ہوسکتا ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلَى

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ
فَقَالَتْ زَوْجِيْ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِيْ اِذَا
صَلَّيْتُ وَيُفَطِّرُنِيْ اِذَا صُمْتُ وَلَا يُصَلِّي الْفَجْرَ حَتّٰى
تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهٗ قَالَ فَسَالَهٗ عَمَّا
قَالَتْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُنِيْ اِذَا
صَلَّيْتُ فَاِنَّهَا تَقْرَأُ بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا قَالَ فَقَالَ
لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ سُوْرَةً
وَّاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ قَالَ وَاَمَّا قَوْلُهَا يُفَطِّرُنِيْ اِذَا
صُمْتُ فَاِنَّهَا تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا
اَصْبِرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَصُوْمُ امْرَأَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا وَاَمَّا قَوْلُهَا اِنِّيْ لَا اُصَلِّيْ
حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ
لَا تَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ فَاِذَا
اسْتَيْقَظْتَ يَا صَفْوَانُ فَصَلِّ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۲۸)

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے ایک عورت تشریف لائی اور عرض کیا میرا شوہر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ ہے اور میں جب نماز پڑھتی ہوں تو وہ مجھے مارتا ہے اور جب میں

روزہ رکھتی ہوں تو وہ روزہ توڑنے کا کہتا ہے اور وہ فجر کی نماز اس وقت پڑھتا ہے جب سورج طلوع ہونے والا ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس وقت صفوان رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تمام حقیقت دریافت کی۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جہاں تک اس کی اس شکایت کا تعلق ہے کہ یہ نماز پڑھتی ہے اور میں اسے مارتا ہوں تو یہ دو سورتیں پڑھتی ہیں جن سے میں اسے منع کرتا ہوں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سورت ہوتی تو وہ بھی لوگوں کو کفایت کرتی۔ صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جہاں تک روزہ توڑنے کا حکم ہے تو یہ مسلسل روزے رکھتی چلتی جاتی ہے اور روزہ ترک نہیں کرتی حالانکہ میں جوان آدمی ہوں اور زیادہ صبر نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جہاں تک اس کا یہ کہنا ہے کہ میں سورج نکلنے کے وقت نمازِ فجر پڑھتا ہوں تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے متعلق مشہور ہے کہ ہم اس وقت تک بیدار نہیں ہوتے جب تک سورج طلوع نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے صفوان (رضی اللہ عنہ)! جس وقت آنکھ کھلے نماز پڑھ لیا کرو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کو نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ حَقَّ الزَّوْجِ عَلٰى زَوْجَتِهٖ اَنْ سَاَلَهَا نَفْسَهَا

وَهِيَ عَلٰى ظَهْرِ بَعِيْرٍ اَنْ لَّا تَمْنَعَهٗ نَفْسَهَا وَمِنْ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ اَنْ لَّا تَصُوْمَ تَطَوُّعًا اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ جَاءَ تْ وَعَطَشَتْ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَلَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْهَا مَلَائِكَةُ السَّمَآءِ وَمَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ حَتّٰى تَرْجِعَ (براز)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ جب خاوند اسے اپنی خواہش کے لئے بلائے تو وہ فوراً آجائے خواہ وہ اس وقت سفر کے لئے اونٹ کی پشت پر ہو اور بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے اور اگر رکھے تو وہ قبول نہیں ہوں گے، وہ صرف بھوک اور پیاس ہے اور گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگر نکلی تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک کہ وہ لوٹ کر نہیں آتی۔"

خاوند کی اطاعت کے سلسلے میں عورت کو تاکید فرمائی گئی ہے کہ اللہ عزوجل کی فرضی عبادت کو مقدم رکھنے کے ساتھ اگر کبھی خاوند اپنی نفسانی ضرورت کے تحت نفل روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو اس کا حکم مان لے وگرنہ ایسی صورت میں عورت اگر اپنی مرضی سے خاوند کی رضامندی کے بغیر نفلی روزہ رکھے گی تو اس کا ایسا کرنا اللہ عزوجل کو پسند نہ ہوگا۔

قبولیت نماز کے لئے خاوند کو راضی رکھنے کی تاکید:

اللہ عزوجل نے عورت کے لئے اس بات کو بالکل ناپسند فرمایا ہے کہ اس کا خاوند اس کی ناپسندیدہ حرکات سے ناراض ہو چنانچہ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں اس بات کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ جس عورت کا خاوند اس سے ناراض رہتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ خاوند کو راضی رکھے تاکہ اس کی نماز قبول ہو کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق جس عورت کا خاوند اس سے ناراض رہتا ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

حدیث پاک یہ ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَّا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ وَلَا تُصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ فَيَضَعُ يَدَهٗ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَالْمَرْاَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسُّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَ

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء وما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۱۳۰)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی اوپر اٹھتی ہے۔ اول فرار ہونے والا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے مالک کی جانب واپس لوٹ آئے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے۔ دوم وہ عورت جس سے اس کا خاوند

ناراض ہو اور سوم نشے والا یہاں تک کہ وہ ہوش میں آجائے۔"

اس حدیث پاک میں عورت کو بڑے عمدہ انداز میں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو زندگی کے معاملات میں ناراض نہ کرے کیونکہ خاوند نے سارا دن بڑی مشقت کے ساتھ روزی کما کر اس کے لیے لانا ہوتی ہے جس سے گھر کی گزراوقات چلتی ہے۔ اگر وہ خاوند سے ناراض رہے گی تو خاوند ذہنی طور پر پرسکون نہ رہ سکے گا۔ اس طرح عورت کا ترش رویہ آمدن پر اثر انداز ہوگا جس سے گھریلو اخراجات متاثر ہوں گے۔ اس وجہ سے عورتوں کو حضور نبی کریم ﷺ نے تاکید کی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو کسی صورت میں بھی ناراض نہ کریں تاکہ گھریلو زندگی خوشحال رہے۔

نافرمانی کی مذمت:

عورت کو اپنے خاوند کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نافرمانی کرنے والی عورتوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ آخرت میں اگر وہ اپنا اچھا انجام دیکھنا چاہتی ہیں تو انہیں شوہروں کی فرمانبرداری کرنی چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّ دِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الحیض حدیث ۲۹۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن عیدگاہ جانے کے لئے نکلے تو راستہ میں عورتیں ملیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عورتو! خیرات کیا کرو کیونکہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ دوزخ میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ عورتوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو اور میں نے ناقص دین اور ناقص عقل رکھنے والی کسی ہوشیار مرد کی عقل کو تم سے زیادہ ضائع کرتے کسی کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف ہے یا نہیں؟ وہ بولیں بے شک۔ آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی ان کی عقل کا نقصان ہے اور جب عورت کو حیض آتا ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور نہ ہی روزہ رکھتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا بے شک۔ آپ ﷺ نے فرمایا پس یہی ان کے دین کا نقصان ہے۔"

اس حدیث کے مضمون سے عورتوں کو سمجھ جانا چاہئے کہ جو مقام مرد کا ہے وہ عورت کا نہیں ہے اس لئے بیوی کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے خاوند کی فرمانبردار ہو، اس کی اطاعت گزار اور خدمت گزار ہو کہ اسی میں اس کی نجات ہے۔

حق زوجیت

مرد کی نفسانی خواہشات کو پورا کرنا عورت کا فرض ہے یعنی بیوی خاوند کی خواہش کے مطابق اس کا حق زوجیت ادا کرے اور دلی طور سے اپنے خاوند سے محبت رکھے کیونکہ بیوی کی محبت ہی باقی تمام حقوق کی ادائیگی کا سبب بنتی ہے۔ اگر عورت کے دل میں اپنے مرد کے لئے محبت نہ ہو تو پھر مرد کی زندگی تلخ ہو جائے گی جس سے زندگی کی رعنائی اور سکون ختم ہو جائے گا اس لئے میاں بیوی میں محبت کا ہونا بہت ضروری ہے۔

وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۱۷)

ترجمہ: "حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شوہر اپنی بیوی کو حاجت پوری کرنے کے لئے بلائے تو عورت کو اس کا حکم ماننا چاہئے اگرچہ وہ کھانا پکانے میں مشغول ہو۔"

میاں بیوی کا آپس میں جو تعلق ہے وہ بڑا پرکشش ہے اور آپس میں ان کی جو

طبعی خواہش ہوتی ہے وہ کسی اور سے پوری نہیں ہوسکتی اس لئے دونوں کے لئے لازم ہے کہ جب ان میں سے کسی کو طبعی خواہش ہو تو دوسرا اس کی ضرورت کو بڑی وسعت قلبی کے ساتھ پورا کرے۔ اگر میاں بیوی آپس میں بشری تقاضوں کو پورا نہ کریں گے تو ایک دوسرے پر بڑی زیادتی ہوگی مگر اس میں مرد کو عورت پر کچھ فضیلت دی گئی ہے کہ مرد جب عورت کو اپنے مقصد کے لئے طلب کرے تو اسے خدمت کے لئے حاضر ہو جانا چاہئے۔

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ رَّجُلٍ یَّدْعُوْا اِمْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۰۷)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص اپنی عورت کو خوابگاہ میں بلائے اور وہ انکار کرے تو وہ ذات جو آسمان پر ہے اس سے ناراض ہو جاتی ہے جب تک کہ اس کا شوہر راضی نہ ہو جائے۔"

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کے بلانے پر انکار کر دیتی ہے تو اللہ عزوجل اس سے ناراض ہو جاتا ہے جب تک کہ اس کا خاوند اس سے راضی نہ ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور فرمان میں بتایا گیا ہے کہ فرشتے

اس پر لعنت کرتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَی الرَّجُلُ امْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانُ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحُ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۰۷)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ہم بستر ہونے کے لئے بلائے اور وہ انکار کر دے اور شوہر اس کے انکار پر رات بھر غضبناک رہے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔"

اللہ عزوجل نے مرد کو اتنا بلند مقام عطا فرمایا ہے کہ عورت کو ہر طرح سے پابند کیا گیا ہے کہ وہ مرد کی اطاعت کرے۔ اگر وہ خاوند کے بلانے پر نہ جائے اور اس کا خاوند اس سے ناراض رہے تو رات بھر فرشتے اس عورت پر خاوند کا حکم نہ ماننے پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ عورت کی کتنی بدنصیبی ہے کہ فرشتے اس پر لعنت کریں۔

اللہ عزوجل نے حیاء کو پسند فرمایا ہے اس لئے بیوی کے پاس جانے میں حیاء کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ بیوی کے ساتھ علیحدگی میں سوتے وقت اسلام کے مقرر کردہ آداب پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ صحبت سے قبل میاں بیوی کا جسم پاک ہونا چاہئے۔ بیوی کے ساتھ صحبت ایسے مقام پر کرنی چاہئے جہاں کسی کی نظر نہ پڑ سکے۔ بند کمرے میں بیوی کے ساتھ سونا بہتر ہے۔ صحبت کے وقت روشنی کو بند کر لینا چاہئے۔ ایک دوسرے کی شرمگاہوں کی طرف بالکل نہ دیکھا جائے۔ ہم بستری کے وقت چادر یا کوئی اور چیز

اپنے اوپر رکھنا بہت اچھا ہے۔ صحبت کے لئے نصف شب کے بعد کا وقت بہت موزوں ہے۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد صحبت سے اجتناب کرنا چاہئے تا کہ صحت متاثر نہ ہونے پائے۔

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ صحبت کرنے میں قبلہ کی طرف سے منہ پھیر لے اور اس سے محبت بھری باتیں کرے، پھر اظہارِ محبت سے اس کی حوصلہ افزائی کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مرد کو چاہئے کہ اپنی عورت پر جانور کی طرح نہ گرے اور صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ قاصد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بوس و کنار اور جب صحبت کرنا چاہے تو کہے۔

بِسْمِ اللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اور اگر

قُلْ هُوَ اللّٰهُ

پڑھ لے تو بہتر ہے اور کہے۔

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مِمَّا رَزَقْتَنَا

ترجمہ: "اے اللہ! دور رکھ مجھے شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو اس چیز سے جو تو نے مجھے عطا کی ہے۔"

حدیث شریف میں ہے جو شخص یہ دعا پڑھے گا اس کے ہاں جو فرزند پیدا ہو گا وہ شیطان سے محفوظ ہو گا اور انزال کے وقت اس آیت کریمہ کا دھیان رکھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا

"سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے آدمی کو پانی سے پیدا کیا پس کر دیا اس کو نسب اور سسرال والا۔"

اور جب منزل ہونے لگے تو رکے تاکہ عورت کو بھی انزال ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

"تین چیزیں مرد کی عاجزی کی نشانی ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کو دیکھے کہ اس سے دوستی رکھتا ہے اور اس کا نام دریافت نہ کرے۔ دوسری یہ کہ کوئی بھائی اس کی تعظیم و تکریم کو رد کر دے۔ تیسری یہ کہ بوس و کنار سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے لگے اور جب اس کی حاجت روائی ہونے لگے تو صبر نہ کرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہو جائے۔" (کیمیائے سعادت صفحہ ۱۹۸)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں چاند رات اور پندرہویں شب اور مہینے کی آخری شب میں صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتوں میں صحبت کرنے کے وقت شیطان حاضر ہوتے ہیں اور حالت حیض میں صحبت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے لیکن حیض والی عورت کے ساتھ برہنہ سونا درست ہے اور حیض کے بعد غسل سے پہلے بھی صحبت نہیں کرنی چاہئے۔ جب ایک مرتبہ صحبت کر چکے اور دوبارہ ارادہ کرے تو چاہئے کہ اپنا بدن دھولے۔ اگر ناپاک آدمی کوئی چیز کھانا چاہے تو اسے چاہئے کہ وضو کرلے اور اگر سونا چاہے تو بھی وضو کرلے اگرچہ نجس رہے گا کہ سنت یہی ہے اور غسل سے پہلے بال نہ منڈوائے، ناخن نہ کٹوائے تاکہ جنابت کی حالت میں اس سے بال و ناخن جدا نہ ہوں۔

(کیمیائے سعادت صفحہ ۱۹۸)

بیوی سے خلوت کے بارے میں چند احادیث ذیل ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُوْحِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمُ الْاٰیَۃَ اَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَیْضَۃَ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۰۵۲)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی جانب وحی نازل ہوئی تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں آگے یا پیچھے سے لیکن مقعد اور حیض والی سے بچتے رہنا۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَتٰی اِمْرَأَتَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنِی الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنِیْ ثُمَّ کَانَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ لَّمْ یُسَلِّطِ اللّٰہُ عَلَیْہِ الشَّیْطَانَ اَوْ لَمْ یَضُرَّہٗ (سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۹۱۹)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو وہ یوں کہے اے اللہ! دور کر دے مجھ سے شیطان کو اور دور کر دے شیطان کو اس سے جو تو مجھے عطا فرمائے۔ پھر ان کے ہاں جو اولاد ہوگی اللہ اس پر شیطان مسلط نہ کرے گا یا شیطان اسے نقصان نہ پہنچائے گا۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَأْتِيْ اَهْلَهُ بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ اَبَدًا

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۵۱)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے اگر اس وقت اللہ کا نام لے کر یوں کہے اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور اسے بھی شیطان سے دور رکھنا جو تو ہمیں مرحمت فرمائے پھر اگر ان کے مقدر میں ہے اور انہیں کوئی اولاد دی گئی تو شیطان کبھی اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا۔"

وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَآءَ فِيْ اَدْبَارِهِنَّ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۰۵۴)

ترجمہ: "حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا لہٰذا تم عورتوں سے ان کے پاخانہ کے مقام پر صحبت نہ کیا کرو۔"

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَّنْ اَتٰی اِمْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۰۵۴)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے وہ جو اپنی عورت کے مقعد میں بدفعلی کرے۔"

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ اللهُ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً فِی الدُّبُرِ (مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۰۵۶)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص کی جانب نظر رحمت سے نہیں دیکھتا جو مرد کے ساتھ یا عورت کے ساتھ اس کے مقعد میں جماع کرے۔"

بَهْزُ بْنُ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَوْرَاتُنَا مَا نَاْتِیْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا تُرِیَهَا اَحَدًا فَلَا تُرِیَنَّهَا قُلْتُ یَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يَّسْتَحْيِ مِنْهُ مِنَ النَّاسِ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۹۲۰)

ترجمہ: ”حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم کس حد تک ستر کھول سکتے ہیں اور کس حد تک چھپانا ضروری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی اور کنیز کے خلاف ہر کسی سے اپنا ستر بچاؤ۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر لوگ اکٹھے رہتے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہارے بس میں ہو کہ کوئی تمہارا ستر نہ دیکھے تو ہرگز ہرگز کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر ہم میں سے کوئی تنہا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا انسانوں کی نسبت اللہ سے زیادہ شرم کرنی چاہیے۔“

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى امْرَاَةً فَاَتَى امْرَاَتَهُ زَيْنَبَ وَهِيَ تَمْعَسُ مَنِيْئَةً لَهَا فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اِنَّ الْمَرْاَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ الشَّيْطَانِ وَتُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ فَاِذَا اَبْصَرَ اَحَدُكُمُ امْرَاَةً فَلْيَاتِ اَهْلَهُ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهٖ (صحیح مسلم جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۱۱ تا ۱۲)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول

اللہ ﷺ کی نگاہ ایک عورت پر پڑی تو آپ ﷺ اپنی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور وہ ایک چمڑے کو دباغت دینے کے لئے مل رہی تھیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے اپنی حاجت پوری کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب نکلے اور فرمایا عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے اور جب جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے پھر جب کوئی کسی عورت کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس آئے یعنی اس سے صحبت کرے اس سے اس کے دل کا خیال جاتا رہے گا۔"

الغرض جماع کے متعلق مستحب اور سنت یہ ہے کہ بسم اللہ سے اس عمل کو شروع کرے۔ پہلے سورۂ اخلاص پڑھے اور پھر اپنی بیوی سے ہم بستری شروع کرے اور دعا پڑھے جو سطورِ بالا میں بیان ہو چکی ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور مذکورہ دعا پڑھ لو اور اس صحبت سے اللہ عزوجل کوئی اولاد بخشے تو اس کے اور اس کی اولاد کے سانسوں کی گنتی کے برابر تمہارے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

کثرتِ ذکر کا انعام:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو تمام شیاطین اپنے آقا ابلیس کے پاس پہنچے اور کہنے لگے آج روئے زمین کے تمام بت سر کے بل اوندھے نظر آئے۔ یہ سن کر ابلیس نے کہا یقیناً آج کوئی نئی بات پیش آئی ہوگی، تم یہاں ٹھہرو میں زمین پر جا کر دیکھتا ہوں۔ ابلیس نے گھوم پھر کر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا۔ آخر ایک جگہ کچھ فرشتوں پر نظر

پڑی، فرشتے ایک بچے کو گھیرے ہوئے تھے۔ ابلیس اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور انہیں بتایا کہ آج رات ایک نبی علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں اور اب تک دنیا میں جتنے حمل ٹھہرے مجھے ان کی خبر رہی اور میری موجودگی میں وضع حمل ہوا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مجھے نہ اس عورت کے حمل کی اطلاع ہوئی اور نہ وضع حمل کا پتہ چلا شاید یہ اس عورت کی نیکی اور کثرت ذکر الٰہی کی وجہ ہے۔

غسل جنابت کا ثواب:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب مرد اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت نیک نیتی کے ساتھ کرتا ہے تو دنیا و مافیہا سے افضل ہو جاتا ہے، جب مباشرت کے بعد غسل کرتا ہے تو بدن کے جس بال پر سے پانی گزرتا ہے اس ہر بال کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور غسل کرنے بعد اگر اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے دو رکعت نفل نماز اس انداز سے پڑھے کہ ہر رکعت میں دس مرتبہ الحمد کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے تو اس کے عوض میں جو چیز اسے دی جاتی ہے وہ دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے سب سے افضل ہے اور بے شک اللہ عزوجل اس پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کی جانب دیکھو کہ اس سرد رات میں غسل جنابت کے لئے اٹھا ہے اور مجھے یاد کیا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

ایک حدیث کے الفاظ ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند کے لئے بنی سنوری رہے گی تو دو سو برس کی عبادت کا ثواب پائے گی بشرطیکہ خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ہو۔ (بیہقی)

احترامِ خاوند

بیوی کے لئے لازم ہے کہ گھریلو ماحول میں بات چیت میں، رہن سہن میں اور خاوند کے ساتھ ازدواجی تعلقات میں خاوند کے ادب اور احترام کو ملحوظِ خاطر رکھے اور گھر میں اس کے آرام کا خیال رکھے۔ کمائی کے سلسلے میں مرد تھک جاتا ہے اور جسم کا فطری تقاضا ہے اس لئے دن کے کاروبار سے خاوند جب گھر واپس آئے تو عورت کو چاہئے کہ اپنی ہر طرح کی مصروفیات ترک کر کے اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی دلجوئی کرے۔ گھر میں جس چیز کی اسے ضرورت ہو وہ فوراً مہیا کرے۔ اگر کھانے کی اسے ضرورت ہو تو اس کے آنے کے وقت پر کھانا تیار کر کے رکھے یعنی ہر طرح سے اس کے سکون کا انتظام کرے۔ ایسی بیوی انتہائی نیک ہوگی اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بے حد مقبول ہوگی۔ اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا اِمْرَأَةٍ مَّاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۱۶)

ترجمہ: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔"

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ عورت اپنے خاوند کو راضی رکھے تاکہ اس کا دین اور دنیا سنور جائیں۔ جس عورت نے تمام عمر اپنے خاوند کو خوش رکھا ہوگا جب وہ اس

دنیا سے جائے گی تو اس کا بدلہ جنت ہوگا لہٰذا مرد کا راضی ہونا عورت کے لئے بڑی چیز ہے کیونکہ عورت مرد کے لئے بنائی گئی ہے۔عورت جہاں دوسرے نیک کام کرتی ہے ان کے ساتھ اسے مرد کی خوشنودی کو بھی شامل کر لینا چاہیئے۔

خاوند کی فرمانبرداری کا تقاضا یہی ہے کہ شریعت کی حدود میں رہ کر اس کا کہا مانا جائے۔اگر عورت کی سوچ شریعت کے اس بنیادی اصول کے خلاف ہوگی یعنی وہ ہر وقت یہی توقع کرے کہ خاوند ہی اس کے لئے سب کچھ کرے اور حقوق کی آڑ میں وہ خاوند کو زیر رکھے تو اس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ ناراض ہوں گے اور آخرت میں بھی اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا کیونکہ قیامت کے دن جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی اس کی وجہ یہی ہوگی کہ زندگی میں وہ اپنے خاوندوں کو تنگ کرتی ہوں گی اور ان کا ادب واحترام نہ کرتی ہوں گی۔اللہ عزوجل عورت کو خاوند کے ساتھ اور خاوند کو بیوی کے ساتھ ادب واحترام سے رہنے کی سوچ عطا فرمائے۔

اللہ عزوجل نے مجھ پر بہت بڑا اکرم فرمایا ہے:

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا۔مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرانگی ہوئی کہ ایک حسین ترین عورت ایک ایسے مرد کی شریک حیات تھی جو انتہائی بدصورت اور تنگدست تھا۔میں نے اس عورت کے سامنے بھی اظہارِ حیرت کیا اور پوچھا کہ تم اس جیسے شخص کی بیوی بننے پر خوش ہو؟ اس نیک عورت نے مجھے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی کہ تم غلطی پر ہو۔میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کے بدلے میں مجھے اللہ عزوجل نے اس کی بیوی ہونے کی توفیق دی اور اللہ عزوجل نے مجھ پر یہ بہت بڑا اکرم فرمایا ہے اور یہ کہ ہماری رفاقت میں اللہ عزوجل کی مرضی شامل ہے پھر بھلا جو چیز اللہ عزوجل نے میرے لئے پسند فرمائی ہے میں اس پر راضی کیوں نہ

ہوں؟ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۸)

خاوند کو خوش رکھنے کا اجر:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند کی آراستگی اور بھلائی کے لئے کوئی چیز اٹھاتی یا رکھتی ہے اسے اس کے عوض میں ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے اور جو عورت اپنے خاوند کو خوش رکھتی ہے اور حاملہ ہوتی ہے اسے اتنا اجر دیا جاتا ہے جتنا رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے اور اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے اور جب اسے دردِ زہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر مرتبہ کے عوض میں بھی عورت کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

خاوند کے ادب واحترام کا ایک واقعہ:

ایک بدصورت شخص، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی اور اس کے حسن و جمال پر دنیا تعجب کرتی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا تیری عورت تیرے ساتھ کیسا برتاؤ کرتی ہے اور تجھے کس نظر سے دیکھتی ہے؟ اس شخص نے عرض کیا وہ میری بہت قدر کرتی ہے اور میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکلتی اور اسے اپنے حسن و جمال کا کوئی لحاظ نہیں بلکہ وہ میری خدمت کی طرف دھیان رکھتی ہے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس سے کہہ دے کہ وہ جنتی عورتوں میں سے ہے کیونکہ باوجود حسن و جمال کے وہ اپنے خاوند کی تابعداری کرتی ہے اور اس کی بدصورتی پر نہیں جاتی۔ (طبرانی)

بیوی پر خاوند کے حق کی ایک مثال:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک حسین دوشیزہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں جوان ہوں اور لوگ مجھے شادی کے پیغامات بھیجتے ہیں لیکن مجھے شادی پسند نہیں ہے لہٰذا آپ ﷺ فرمائیے کہ کیا میں شادی کروں یا نہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم شادی ضرور کرو اور اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اس دوشیزہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے بتائیے عورت پر شوہر کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا شوہر کے حقوق بے شمار ہیں اور تم اس کے حقوق کا اندازہ اس طرح لگا لو کہ اگر شوہر کا جسم سر سے پاؤں تک پیپ سے سڑ رہا ہو اور بیوی اپنی زبان سے اسے چاٹے تو بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکے گی۔ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۴)

عورت کو طعنہ زنی سے پرہیز کرنا چاہیئے:

عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ خاوند کو کبھی بھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے اور نہ ہی کبھی اس کے سامنے غصے میں چلا چلا کر بولے اور نہ ہی اس کی باتوں کا کڑوا اور تیکھا جواب دے اور نہ ہی کبھی اسے طعنہ مارے اور نہ کوسنے دے اور نہ ہی کبھی اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے اور نہ ہی خاوند کے مکان وسامان وغیرہ کو حقیر بتائے اور نہ ہی خاوند کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل و صورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے خاوند کے دل کو ٹھیس لگے اور خوامخواہ اسے سن کر برا لگے اور اس قسم کی باتوں سے خاوند کا دل دکھی ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ خاوند کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام لڑائی جھگڑے کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ

ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آن پہنچتی ہے یا بیوی اپنے میکے بیٹھے رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکے اور سسرال والوں دونوں میں بھی اسی طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور کبھی کبھی بات عدالتوں تک جا پہنچتی ہے اور کبھی کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ میاں بیوی کی زندگی بھی ایسے اختلافات سے جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان بھی لڑ جھگڑ کر اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

خاوند سے نرم لہجے میں بات کرنا:

خاوند کے احترام کے پیش نظر بیوی کو ہمیشہ خاوند سے نرم لہجے میں بات کرنی چاہئے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک یہ ہے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ اسْتَاْذَنَ اَبُوْبَکْرٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِیًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِیَلْطِمَهَا وَقَالَ لَا اَرَاكِ تَرْفَعِیْنَ صَوْتَكِ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَحْجِزُهٗ وَخَرَجَ اَبُوْبَکْرٍ مُغْضِبًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ خَرَجَ اَبُوْبَکْرٍ کَیْفَ رَأَیْتِنِیْ اَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَکَثَ اَبُوْبَکْرٍ اَیَّامًا ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا اَدْخِلَانِیْ

فِیْ سِلْمِکُمَا کَمَا اَدْخَلْتُمَانِیْ حَرْبِکُمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا

(سنن ابی داؤد جلد سوم کتاب الادب حدیث ۱۵۶۴)

ترجمہ: "حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اونچی آواز سنی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے تو انہیں طمانچہ مارنے کے لئے پکڑا اور فرمایا کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچی آواز کرنا دکھائی نہیں دیتا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روکا اور وہ غصہ میں باہر چلے گئے۔ جب وہ باہر چلے گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھا میں نے تمہیں ان سے کیسے بچایا؟ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کئی دن رکے رہے اور پھر دوبارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اس وقت دونوں (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) میں صلح ہو چکی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی اپنی صلح میں شریک کر لیجیے جیسا کہ میں اس دن آپ دونوں کی لڑائی میں شریک ہوا تھا چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تمہیں بھی (صلح میں) شامل کیا۔"

خاوند کے مال اور گھر کی حفاظت

خاوند کا اپنی بیوی پر ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ اس کے گھر اور مال کی حفاظت کرے۔شادی کے بعد میاں بیوی نے ایک نیا گھرانہ آباد کرنا ہوتا ہے۔خاوند کا کام ہے کہ وہ کما کر لائے اور بیوی کا فرض ہے کہ وہ اس مال کو سلیقے سے خرچ کرنے کے بعد جو مال بچے اس کی حفاظت کرے اور اس میں خیانت نہ کرے۔اس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ذیل ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّبَدَنٌ عَلَى الْبَلَآءِ صَابِرٌ وَّزَوْجَةٌ لَا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِيْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهٖ

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء وما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۱۳۲)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں وہ ہیں جسے وہ دی گئیں اسے دین و دنیا کی بھلائی دے دی گئی۔اول شکر ادا کرنے والا دل، دوم ذکر کرنے والی زبان، سوم تکالیف میں صبر کرنے والا جسم اور چہارم ایسی بیوی جو اپنے نفس اور اس کے مال میں بغاوت نہ کرے۔"

اس حدیث پاک میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کے مال کی حفاظت کرنی چاہئے اور اس میں کبھی بھی خیانت نہ کرے۔گھر کا تمام مال

چونکہ مرد کی کمائی سے بنتا ہے اس لئے اس میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ نہ دے اور اگر خاوند سے پوشیدہ طور پر عورت گھر کی چیزیں اپنے رشتہ داروں کو دے گی تو وہ خیانت کی مرتکب ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عورت کو ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

خاوند کا کام کمانا اور گھر میں لانا ہے اور وہ ہر وقت گھر میں نہیں بیٹھا رہ سکتا لامحالہ عورت کی تحویل میں مال چھوڑنا پڑے گا۔ اب یہ عورت کی دینداری اور سمجھداری ہے کہ اخراجات میں شوہر کی ہمدردی کرے، امانتداری کے ساتھ اپنے اوپر اور شوہر کی اولاد پر اور اس کے ماں باپ پر خرچ کرے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّهٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهٗ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ (سنن نسائی جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۱۴۳)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کون سی عورت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب خاوند اس کی جانب دیکھے تو اسے خوش کرے اور جب وہ حکم دے تو اس کی تعمیل کرے اور جان و مال میں اس کے خلاف نہ کرے۔"

بیوی پر لازم ہے کہ وہ خاوند کے مال کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کی حفاظت کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ عورت کے لئے حلال نہیں کہ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے ہاں! ایسا کھانا کھا سکتی ہے جس کے خراب

ہونے کا اندیشہ ہو۔ اگر بیوی خاوند کی رضامندی سے کھائے گی تو اسے خاوند کے برابر ثواب ملے گا ورنہ خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ کھائے گی تو خاوند کو اجر ملے گا اور بیوی گنہگار ہوگی چنانچہ والدین کا فرض ہے کہ وہ لڑکی کی بہترین تربیت کریں اور اسے ایسی تعلیم دیں جس سے وہ عمدہ رہن سہن اور خاوند سے بہتر برتاؤ کے آداب سیکھ جائے۔

گھر کی نگہبانی میں یہ امر بھی شامل ہے کہ بیوی امورِ خانہ داری میں دلچسپی لے اور اس سلسلہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگیوں کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے دھوتی تھیں اور سر مبارک پر تیل لگایا کرتی تھیں اور گھر کا تمام کام کاج اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا گھر کے تمام اندرونی کام مثلاً کھانا پکانا، چکی پیسنا، کپڑے دھونا، گھر میں جھاڑو لگانا وغیرہ سب خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں اور انہیں کاموں کے درمیان ہماری ضرورتیں دوا پلانا، نہلانا، کپڑے بدلوانا سب وقت پر کرتی تھیں اور خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ خواہ دو وقت کا فاقہ ہو جب تک شوہر اور بچوں کو کھانا نہ کھلا دیتیں خود ایک دانہ بھی نوش نہ فرماتی تھیں۔

حضرت اسماء بنت خارجہ رضی اللہ عنہا کی اپنی بیٹی کو نصیحتیں:

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسماء بنت خارجہ فزاری رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اس سے کہا اب تم اس نشیمن سے نکل رہی ہو جو تمہارا ملجا و ماویٰ تھا اور اب تم ایسے بستر پر جا رہی ہو جس سے تم ناواقف ہو اور تم ایک ایسے ساتھی کے پاس

جاؤ گی جس سے تم نے کبھی بھی الفت نہیں کی اور تم اس کے لئے زمین بن جانا وہ تمہارے لئے آسمان بن جائے گا اور تم اس کے لئے بچھونا بن جانا وہ تمہارے لئے ستون بن جائے گا اور تم اس کی کنیز بن جانا وہ تمہارا خادم بن جائے گا اور تم اس سے کنارہ کشی نہ کرنا وہ تم سے دور ہو جائے گا اور اس سے اس قدر دور نہ ہونا کہ وہ تمہیں بھول جائے اور اگر وہ تمہارا قرب چاہے تو اس کے قریب ہو جانا اور اگر وہ تم سے دور ہو تو تم بھی اس سے دور ہو جانا اور اس کی ناک، کان، آنکھ کی حفاظت کرنا تا کہ وہ تم سے عمدہ خوشبو کے علاوہ کچھ نہ پائے اور عمدہ بات کے سوا کوئی بات نہ سنے اور وہ تمہیں ہمیشہ خوبصورت ہی دیکھے۔ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۶)

اطاعت کا صلہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص سفر پر گیا تو چلتے وقت اپنی بیوی کو تاکید کی کہ میری واپسی تک مکان کی بالائی منزل سے نیچے ہرگز نہ آنا۔ اتفاق سے اس عورت کے والدین نیچے والی منزل میں رہتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد یوں ہوا کہ خاوند کی واپسی سے قبل اس عورت کا باپ بیمار ہو گیا۔ اس عورت نے کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تا کہ معلوم ہو کہ کیا وہ اپنے بیمار باپ کی تیمارداری کے لئے مکان کی بالائی منزل سے نیچے اتر سکتی ہے یا پھر اس پر اپنے خاوند کے حکم کی تعمیل فرض ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت پر اپنے خاوند کی اطاعت لازم ہے چنانچہ چند دنوں کے بعد اس عورت کا باپ بیماری کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکا اور وہ عورت اپنے خاوند کے حکم کے مطابق بالائی منزل سے نیچے نہ اتری مگر اسے بتقاضائے فطرت و بشریت دل میں بہت ملال ہوا۔ دوسری جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے ذریعے اسے پیغام بھیجا کہ اسے اپنے خاوند کی اطاعت کا یہ اجر ملا ہے کہ اس

کے باپ کی مغفرت ہوگئی ہے۔ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ نِسَاءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُوْ نِسَاءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغْرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۴۷)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی عورتیں اونٹ پر چڑھتی ہیں ان میں قریش کی نیک بخت عورتیں بہتر ہیں جو بچوں پر ان کے بچپن میں مہربان ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی خوب نگران ہوتی ہیں۔"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت میں دو خوبیوں کا ہونا لازم ہے یعنی عورت اپنی اولاد پر شفقت کرنے والی ہو۔ اس کی پرورش اور تربیت میں پوری محنت سے فرائض سرانجام دینے والی ہو، اولاد کو پالنے سے اکتاہٹ کا اظہار نہ کرنے والی ہو، مصائب پر ناشکری کرنے والی نہ ہو اور خاوند کا مال بڑے طریقے وسلیقے سے خرچ کرنے والی ہو۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شریعت کی نظر میں نیک و دیندار اور عمدہ سیرت و بلند کردار عورت وہ ہے جو اپنے گھر کی تعمیر اور اپنے مال کی حفاظت اور اپنے نفس و اولاد کی اصلاح میں مصروف رہے۔ نماز و روزے کی پابندی کرے اور اگر خاوند کی عدم موجودگی میں خاوند کا کوئی دوست یا جاننے والا آئے تو شرم وحیاء اور غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے کوئی کلام نہ کرے اور اگر زیادہ ضروری بات کرنا ہو تو

آواز بدل کر بات کرے یعنی اپنا طرزِ کلام جاذبانہ اور مٹھاس والا نہ رکھے۔ خاوند کی حلال آمدنی اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو قناعت کرے اور خاوند کی حرام کمائی سے ہر ممکن اجتناب کرے۔ پہلے زمانے کی نیک عورتیں ان باتوں کا بہت زیادہ دھیان رکھتی تھیں چنانچہ جب خاوند کمانے کے لئے گھر سے جاتا تو اس کی بیوی اسے یہ نصیحت کرتی تم حرام کمائی سے بچنا اور یہ یقین دلاتی تھیں ہم بھوک پر صبر کرلیں گے اور ہمیں تنگدستی کا بھی کچھ خوف نہیں ہے مگر دوزخ کی آگ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔

(احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۵)

رازق تو رب کی ذات ہے:

ایک نیک سیرت انسان نے کہیں جانے کے لئے سامانِ سفر باندھا تو اس کی بیوی کے علاوہ سب نے اس کے سفر کی مخالفت کی۔ بیوی کے رویے پر حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے سب لوگوں نے کہا تم اس سفر کے لئے کیسے راضی ہوگئی ہو جبکہ وہ تمہارے اخراجات کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑ کر جارہا ہے؟ اس کی بیوی نے اس موقع پر نہایت سبق آموز بات کہی اور کہا کہ میرا خاوند کمانے والا ہے اور وہ رازق نہیں ہے اور رازق تو رب کی ذات ہے۔ کمانے والا جارہا ہے مگر کھلانے والا رازق تو پہلے سے موجود ہے اور آج بھی موجود ہے۔ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۵)

خاوند کی خدمت گزاری کا صلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میری شادی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کے پاس نہ ہی زمین تھی اور نہ ہی کوئی جائیداد اور نہ ہی کوئی مال و دولت اور نہ ہی کوئی کنیز اور غلام بلکہ ان کے

پاس صرف ایک گھوڑا تھا اور ایک اونٹ تھا جو پانی لانے کے کام میں استعمال ہوتا تھا۔ میں خود گھوڑے کو گھاس و دانہ ڈالتی تھی اور پانی پلاتی تھی اور اس کا جسم ملتی تھی اور اپنے خاوند کے متعلقہ ہر امور کو انجام دیتی تھی۔ اونٹ کے لئے کھجوروں کی گٹھلیاں کوٹتی تھی اور اسے کھلاتی تھی اور ڈول سیتی تھی، پانی بھر کر لاتی تھی، آٹا گوندھتی تھی اور روٹیاں پکاتی تھی اور میلوں کی مسافت طے کر کے گٹھلیاں سر پر اٹھا کر لاتی تھی اور میری یہ حالت دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم بہت مبارک بیٹی ہو اور تمہاری آخرت بہت کامیاب رہے گی اور آپ ﷺ نے میرے لئے بے شمار دعائیں کیں۔

(احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۹، صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۲۰۸)

اصلاح و نصیحت کرنے کا حق

شریعت نے ایک حد تک مرد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ نافرمان اور بدکار عورت کی اصلاح کے لئے اسے مار سکتا ہے مگر پہلے عورت کو زبانی سمجھانا ضروری ہے اور عورت کو ناجائز مارنا درست نہیں ہے۔

سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَہُنَّ فَعِظُوۡہُنَّ وَاہۡجُرُوۡہُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡہُنَّ ۚ فَاِنۡ اَطَعۡنَکُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡہِنَّ سَبِیۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیۡرًا ﴿۳۴﴾ (النساء:۳۴)

ترجمہ: "جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور

انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی
کوئی راہ نہ پاؤ بے شک اللہ بلند بڑا ہے۔"

اس آیت میں اللہ عزوجل نے عورت کو مارنے کا جو حق دیا ہے اسے بڑی احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ عورت کو صرف اس نافرمانی پر پیٹا جا سکتا ہے جو خاوند کے حقوق کے متعلق ہو نہ کہ ہر غلط حکم کی اطاعت پر اصرار کیا جائے اور اس فرمانِ باری تعالیٰ کی تائید میں فرمانِ نبوی ﷺ یہ ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ عَلَيْهِ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۲۷)

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی
کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی عورت کو مارے اس سے
مارنے کا سبب نہ پوچھا کرو۔"

اس حدیث کے مطابق عورت کو اگرچہ اصلاح کے طور پر پیٹنے کا حق مرد کو دیا گیا ہے مگر دیگر احادیث کے مطابق اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ عورت کو صرف ضرورت کے مطابق اتنا پیٹا جائے کہ اس کی اصلاح ہو جائے اور شدید طرح سے مار پیٹ کر کے اس پر ظلم نہ کیا جائے۔

عَنْ اِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِي ذُبَابٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُنَّ اِمَاءَ اللهِ فَجَاءَ عُمَرُ اِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ
ذَئِرَ النِّسَاءُ عَلَى اَزْوَاجِهِنَّ فَأْمُرْ بِضَرْبِهِنَّ فَضُرِبْنَ

فَطَافَ بِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَائِفُ نِسَاءٍ کَثِیْرٍ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ لَقَدْ طَافَ اللَّیْلَۃَ بِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعُوْنَ امْرَأَۃً کُلُّ امْرَأَۃٍ تَشْتَکِیْ زَوْجَھَا فَلَا تَجِدُوْنَ اُولٰئِكَ خِیَارَکُمْ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۹۸۵)

ترجمہ: ”حضرت ایاس بن عبداللہ بن ذباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو ہرگز نہ مارا کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! عورتیں اپنے شوہروں پر غالب آگئی ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں مارنے کی اجازت دے دی تو ان کی پٹائی ہوئی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے گھرانے پر بے شمار عورتیں جمع ہوئیں۔ صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا رات کو محمد ﷺ کے گھرانے پر ستر عورتیں آئیں اور ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی اور تم ان مردوں کو بہتر نہ پاؤ گے۔“

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو مارتے ہیں وہ اچھے لوگ نہیں ہیں بلکہ بہتر لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپنی بیویوں کو نہیں مارتے۔ اگر بیوی کی جانب سے زیادتی بھی ہو جائے تو صبر کرتے ہیں یا ان کو اتنا زیادہ نہیں مارتے جو ان کی شکایت کا باعث ہو اور بیوی کی اصلاح کے لئے کبھی اس کی غلطی پر مار لینا تو جائز ہے مگر حد سے زیادہ مارنا خلافِ شرع ہے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا

فرمان یہ ہے۔

عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ الْاَحْوَصِ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّهٗ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْتَغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ لَكُمْ مِّنْ نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوْطِئَنَّ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ۔

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۸۵۱)

ترجمہ: "حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور پھر وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تم مجھ سے عورتوں کے معاملہ میں بھلائی کی وصیت لو اس لئے کہ وہ

تمہارے پاس قیدی ہیں تم ان سے (جماع کے سوا) کسی اور چیز کے مالک نہیں ہو یہاں تک کہ وہ کھلی بدکاری کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ان کے بستروں پر علیحدہ چھوڑ دو اور انہیں مارو مگر زیادہ سخت نہ مارو اور پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے لئے کوئی اور راستہ تلاش نہ کرو۔ تمہارا حق عورتوں پر ہے اور تمہاری عورتوں کا حق تم پر ہے۔ تمہارا بیویوں پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو پامال نہ کریں جسے تم ناپسند کرتے ہو اسے تمہارے گھر آنے کی اجازت نہ دیں اور تمہاری بیویوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھانا اور اچھا لباس مہیا کرو۔"

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی بہتری اور فلاح و بہبود کی کوشش کرے اور اسے اچھا کھانا اور اچھے کپڑے مہیا کرے اور اگر کسی بات پر اس کی سرزنش کرنی ہو تو خوابگاہ میں علیحدہ کرے اور حتیٰ الامکان مار پیٹ سے گریز کرے اور ناگزیر حالات میں معمولی طور پر مارنے کی اجازت ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں پر تہمت لگانے اور الزام تراشی سے بھی منع فرمایا ہے اور ایک روایت میں عورت کو اچھا بننے کا طریقہ یوں بیان فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَمْعَةَ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ وَذَکَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِیْ عَقَرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا اِنْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِیْزٌ عَالِمٌ مَنِیْعٌ فِیْ رَهْطِهٖ ثُمَّ ذَکَرَ النِّسَآءَ فَوَعَظَ فِیْهِنَّ فَقَالَ یَعْمِدُ اَحَدُکُمْ فَیَجْلِدُ

امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب التفسیر حدیث ۴۹۴۲)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کا ذکر کیا اور اسے زخمی کرنے والے کا بھی ذکر فرمایا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب ان میں سے ایک بدبخت اس کام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا یعنی ان میں ایک زور آور شریر شخص جو اپنی قوم میں ابوزمعہ کی طرح تھا اٹھ کھڑا ہوا اور اس کا نام قدار تھا پھر آپ ﷺ نے عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو اس طرح مارتے ہو جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے اور پھر اسی دن شام کو اسے اپنے پاس لوٹاتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں ہوا کے خارج ہونے پر ہنسنے سے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تم ایسے کام پر کیوں ہنستے ہو جو تم خود بھی کرتے ہو۔"

اس حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ بیوی کی اصلاح کے لئے بیوی کو پہلے زبانی سمجھایا جائے اور اس میں جو اخلاقی کمزوریاں ہوں انہیں دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر وہ زبانی سمجھانے سے سمجھ جائے تو بہت بہتر ہو گا اور اگر وہ

نرمی سے درست نہ ہو تو پھر ضرورت کے مطابق اس کی بہتری کے لئے اس کے ساتھ ذرا سا سخت رویہ بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔

خاوند سے محبت رکھنا

منکوحہ عورت میں خاوند کے لئے محبت کا جذبہ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ میاں بیوی میں اگر محبت ہوگی تو دونوں کی زندگی بڑی خوشگوار گزرے گی مگر زندگی میں کبھی تنگی و عسرت آبھی جائے تو محبت کی بناء پر بڑی آسانی سے گزر جائے گی۔ اگر عورت کے دل میں خاوند کی محبت بیٹھ جائے تو وہ ہر طرح کی تکلیف بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کر لیتی ہے۔ اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے نوجوانوں کو ترغیب دی ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو بعد میں تمہاری طرف مائل ہو جائے۔

وَعَنْ مَّعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۲۹۵۶)

ترجمہ: "حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محبت کرنے والی، بہت بچے جلنے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت پر دوسری امتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا۔"

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایسی عورت سے شادی کی جائے جس میں بیک وقت دو خوبیاں موجود ہوں یعنی ایک تو وہ خاوند سے محبت کرنے والی ہو اور دوسرے یہ کہ اس میں کثیر بچے جلنے کا وصف موجود ہو۔ اگر کسی عورت میں ایک وصف

موجود ہے لیکن دوسرا نہیں تو اس صورت میں نکاح کرنے کا مقصد پوری طرح حاصل نہ ہو سکے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے یہ کیسے پتہ چلے کہ نکاح میں آنے والی عورت میں کیا دونوں وصف موجود ہیں یا کہ نہیں؟ تو اس کے لئے جب رشتہ دیکھا جائے تو لڑکی کے رشتہ داروں سے ان دونوں باتوں کے بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ کسی خاندان اور کنبہ کا مشاہدہ اس کی کسی عورت کے لئے ان صفات کا معیار بن سکتا ہے چنانچہ ان اکثر لڑکیوں میں یہ صفتیں موجود ہوتی ہیں جن کے خاندان اور قرابت داروں میں ان صفات کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

بالعموم چونکہ اقرباء کے طبعی اوصاف ایک دوسرے میں سرایت کئے ہوئے ہوتے ہیں اور عادت و مزاج میں کسی خاندان و کنبہ کا ہر فرد ایک دوسرے کے ساتھ یکسانیت رکھتا ہے اس لئے کسی خاندان کی لڑکی کے بارے میں اس کے خاندان کے عام مشاہدہ کے پیش نظر ان اوصاف کا اندازہ لگا لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ

(سنن نسائی جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۱۴۴)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا پوری کی پوری مال و متاع ہے اور دنیا کی بہترین اور نفع بخش شے نیک عورت ہے۔"

اپنے خاوند سے محبت رکھنے کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو اپنے خاوند کے سامنے کسی دوسری عورت کی خوبیاں بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۲۲۴)

ترجمہ: "حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک عورت دوسری عورت سے نہ چمٹے پھر اس کا حال اپنے خاوند سے بیان کرے جیسے وہ اس عورت کو دیکھ رہا ہے۔"

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرانگی ہوئی کہ ایک حسین ترین عورت ایک ایسے مرد کی شریک حیات تھی جو انتہائی بدصورت اور تنگدست تھا۔ میں نے اس عورت کے سامنے بھی اظہارِ حیرت کیا اور پوچھا کہ تم اس جیسے شخص کی بیوی بننے پر خوش ہو؟ اس نیک عورت نے مجھے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی کہ تم غلطی پر ہو۔ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کے بدلے میں مجھے اللہ عزوجل نے اس کی بیوی ہونے کی توفیق دی اور اللہ عزوجل نے مجھ پر یہ بہت بڑا کرم فرمایا ہے اور یہ کہ ہماری رفاقت میں اللہ عزوجل کی مرضی شامل ہے پھر بھلا جو چیز اللہ عزوجل نے میرے لئے پسند فرمائی ہے میں اس پر راضی کیوں نہ ہوں؟ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۸)

گھریلو معاملات میں خاوند سے تعاون کرنا

پورا گھر عورت کی زیر نگرانی ہوتا ہے اور نظام کو چلانے کے لئے اسے خاوند سے تعاون کرنا چاہیے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالْاَمِیْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ فِیْ بَیْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۸۵)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اپنی رعایا کا جوابدہ ہے، بادشاہ اپنی رعایا کا حاکم ہے، آدمی اپنے گھر والوں کا حاکم ہے، عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد پر حاکم ہے الغرض تم میں سے ہر شخص حکومت رکھتا ہے اور وہ اپنی رعایا کا جوابدہ ہے۔"

عورت کو چاہیے کہ وہ سسرال میں جا کر اپنے میکے والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی بیان نہ کرے کیونکہ اس سے سسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے اس لئے سسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے

نفرت کرنے لگتے ہیں۔

گھر کے اندر ساس، نندیں، جٹھانی، دیورانی یا کوئی دوسری عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہئے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور یہ جستجو نہ کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلاوجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ میرے متعلق ہی کچھ باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خوامخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

عورت کو یہ بھی چاہئے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی کام کرنے لگے اس سے ساس نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ وہ اسے اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خودبخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی بالخصوص ساس، خسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہئے کہ ایسی باتوں سے ساس، خسر اور نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبہ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار اور خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور یوں عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ وہ ہرگز ہرگز میکے میں آ کر چغلی نہ کھائے کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی شکایت میکے میں آ کر ماں باپ سے کرنا یہ بہت ہی خراب اور بری بات ہے اور سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے

یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

جب تک ساس اور خسر زندہ ہیں عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری کرے اور خدمت کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے ورنہ یاد رکھو کہ خاوند ان دونوں کا بیٹا ہے اور اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر مارا تو یقیناً خاوند عورت سے ناراض ہو جائے گا اور یوں میاں بیوی کے مابین تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے۔ اس طرح اپنے جیٹھوں، دیوروں، نندوں اور بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی سے پیش آئے اور ان سب کی دلجوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

عورت کے سسرال میں ساس اور خسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس امید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور دلہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دلہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دلہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھنجھلاہٹ پیدا ہوگی۔ اس لئے گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ وفساد شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے وتکرار کی نوبت آجاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی زندگی بھر

ہر گز ہر گز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ہاں! اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے اپنے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تا کہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے اور اتفاق و اتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ترک کر دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوتی ہے وہ فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکے میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لئے میکے میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس، خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کے ناز اٹھانے کو تیار ہوگا اس لئے سسرال میں عورت کی ضد، ہٹ دھرمی، غصہ اور چڑچڑا پن عورت کے لئے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل ہو جاتی ہے۔

حفاظت عزت و عصمت

بیوی پر خاوند کا ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ خاوند کے لئے اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرے۔

اس کے متعلق اللہ عزوجل کا فرمان یہ ہے۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ (النساء:۳۴)

ترجمہ: "تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔"

پارسا اور نیک بیوی کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ خاوند کے لئے اپنی عصمت کی حفاظت کرے یعنی نکاح کے بعد اپنی ذات کو کبھی بھی کسی مرد کے حوالے نہ کرے کیونکہ عورت کی ذات مرد کی امانت ہے اس لئے عورت کا فرض بنتا ہے کہ کبھی بھی بدکاری کا نہ سوچے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۱۴)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کا حکم مانے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

یہ حدیث اگرچہ پہلے فرمانبرداری کے عنوان میں درج ہو چکی ہے مگر اسے دوبارہ یہاں اس لئے درج کیا گیا ہے کہ اس حدیث میں عورت کو حفاظت عزت و

عصمت کی تاکید بھی کی گئی ہے۔عورت کی شرمگاہ اس کے پاس مرد کی امانت ہے اور شادی کے بعد عورت مرد کی ہو جاتی ہے لہٰذا اپنی شرمگاہ کو مرد کی امانت سمجھ کر اس کی حفاظت کرنا عورت کا بنیادی فریضہ ہے اور اس کی حفاظت کے متعلق مزید فرمانِ نبوی ﷺ یہ ہے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ الْاَحْوَصِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهٗ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ ثُمَّ قَالَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْتَغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ لَكُمْ مِّنْ نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوْطِئَنَّ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۸۵۱)

"حضرت سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ

ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور پھر وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تم مجھ سے عورتوں کے معاملہ میں بھلائی کی وصیت لو اس لئے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں تم ان سے (جماع کے سوا) کسی اور چیز کے مالک نہیں ہو یہاں تک کہ وہ کھلی بدکاری کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ان کے بستروں پر علیحدہ چھوڑ دو اور انہیں مارو مگر زیادہ سخت نہ مارو اور پھر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان کے لئے کوئی اور راستہ تلاش نہ کرو۔ تمہارا حق عورتوں پر ہے اور تمہاری عورتوں کا حق تم پر ہے۔ تمہارا بیویوں پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو پامال نہ کریں جسے تم ناپسند کرتے ہو اسے تمہارے گھر آنے کی اجازت نہ دیں اور تمہاری بیویوں کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھانا اور اچھا لباس مہیا کرو۔"

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ فَقَالَ تَقْوَى اللهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ

(جامع ترمذی جلد اول باب نیکی وصلہ رحمی کا بیان حدیث ۲۰۷۰)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس عمل کی بدولت لوگ زیادہ جنت میں جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے

خوف اور حسن اخلاق کی وجہ سے۔ پھر پوچھا گیا کہ کس عمل کی بدولت لوگ زیادہ جہنم میں جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے۔"

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْتَحَنَّ بِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى۔

يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللهَ ؕ إِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الممتحنہ:۱۲)

قَالَتْ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا فَمَنْ أَقَرَّ بِهٰذَا مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ وَلَا وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهٗ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ

قَالَتْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا وَاللّٰهِ مَآ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَآءِ قَطُّ اِلَّا بِمَآ اَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا مَسَّتْ كَفُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّ امْرَاَةٍ قَطُّ وَكَانَ يَقُوْلُ لَهُنَّ اِذَآ اَخَذَ عَلَيْهِنَّ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا

(صحیح مسلم جلد پنجم کتاب الامارت صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰)

ترجمہ: "ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مسلمان عورتیں جب ہجرت کرتیں تو رسول اللہ ﷺ ان کا امتحان لیتے اس آیت کے موافق:

"اے نبی (ﷺ)! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

پھر جب کوئی عورت ان باتوں کا اقرار کرتی وہ گویا بیعت کا اقرار کرتی یعنی بیعت ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ جب اقرار لے لیتے تو فرماتے جاؤ میں تم سے بیعت لے چکا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ آپ ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کو نہیں چھوا البتہ زبان سے آپ

ﷺ ان سے بیعت لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے کوئی اقرار نہیں لیا مگر جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور آپ ﷺ کی ہتھیلی کسی عورت کی ہتھیلی سے کبھی نہیں لگی بلکہ آپ ﷺ صرف زبان سے فرما دیتے جب وہ اقرار کر لیتیں تو فرماتے میں تم سے بیعت کر چکا۔"

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَوْ مَاءَ يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَابَةِ اِمْرَأَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ وَّحَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْمَاتُوْا

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب الآداب حدیث ۴۷۵۹)

ترجمہ: "حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور کالے رخسار والی عورت قیامت میں ایسے ہوں گے اور یزید بن زریع نے درمیانی اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا اور وہ جاہ و جمال والی عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اپنے نفس کو یتیم بچوں کی وجہ سے روکے رکھا یہاں تک کہ وہ جدا ہو گئے یا مر گئے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پردہ کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک تابعی ابن اسحق رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے وہ آپ رضی اللہ عنہا سے ملنے آئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے

ان سے پردہ کیا۔ ابن اسحٰق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ رضی اللہ عنہا مجھ سے پردہ کرتی ہیں جبکہ میں آپ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھتا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم مجھے نہیں دیکھتے مگر میں تو تمہیں دیکھتی ہوں۔ (طبقات ابن سعد صفحہ ۱۸۴)

ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں اس دوران حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پردہ کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا وہ نابینا ہیں اور ہمیں نہیں دیکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ٦٧٨)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں جس کو یہ چیزیں مل گئی تو سمجھ لو کہ دین و دنیا کی بھلائی و راحت مل گئی۔ اول شکر گزار دل، دوم ذاکر زبان، سوم صابر بدن اور چہارم نیک بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کوئی گناہ نہیں کرتی۔ (طبرانی)

خاوند کی عیب جوئی کی ممانعت

بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کی عیب جوئی نہ کرے اور نہ ہی بدتمیزی والی زبان استعمال کرے بلکہ اپنے آپ کو خاوند کی غیبت سے بچائے۔ خاوند میں کوئی ناپسندیدہ عادت بھی ہو تو اسے دوسروں میں بیان نہ کرے مگر اکثر دیکھا یہ گیا ہے کہ اس کو برائی خیال نہیں کیا جاتا لہٰذا جو عورت دنیا اور آخرت میں اللہ عزوجل کی نظر میں اچھا رہنا چاہتی ہے تو اسے کبھی خاوند کی عیب جوئی نہیں کرنی چاہیے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خاوند کے

عیب کو بیان کرے وہ دوزخ کی آگ اپنے اوپر تیز کرلے اور اپنا ٹھکانہ دوزخ میں کرلے۔(طبرانی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں کسی پر عیب لگانے کے لئے ایسی بات کہے جس سے وہ آزاد ہے تو اللہ عزوجل پر واجب ہوگا کہ وہ قیامت کے دن اسے دوزخ کی آگ میں پگھلائے گا۔

(احیاء العلوم جلد دوم)

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ وَّاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب زبان کی حفاظت حدیث ۴۶۵۵)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن غنم رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے بہترین وہ ہیں جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے اور اللہ کے بندوں میں سے برے وہ ہیں جو چغلی کھاتے پھرتے ہیں، دوستوں کے مابین جدائی ڈالتے ہیں اور پاک لوگوں کے عیوب ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔“

پردہ کی باتیں بتانے کی ممانعت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور نبی کریم

ﷺ نے ایک مجلس میں مردوں کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو اپنی بیوی کی راز کی باتیں پوشیدہ رکھتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں یارسول اللہ ﷺ! ایسے لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اس فعل کو لوگوں سے بیان کرتا پھرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے ایسا کیا ویسا کیا؟ یہ سن کر لوگ خاموش رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم میں کوئی ایسی عورت ہے جو اپنے شوہر کی باتیں دوسری عورتوں کے سامنے بیان کرتی ہو؟ یہ سن کر عورتیں خاموش رہیں۔ کچھ دیر کے بعد ایک جوان عورت اپنے زانو کے بل کھڑی ہوئی اور آگے بڑھ کر عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ! ایسی باتیں مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو مرد یا عورتیں ایسی باتیں کرتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شیطان ایک شیطانیہ سے کوچہ و بازار میں صحبت کرتا ہے اور اپنی حاجت پوری کر کے چل دیتا ہے حالانکہ لوگ ان کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اے لوگو! یاد رکھو کہ ایسی حرکتیں کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

یہ تحمل اور قوتِ برداشت کا نتیجہ ہے:

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ شیخ الرئیس بوعلی سینا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت گھر پر نہ تھے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے کہا تم لوگ کتنے بے وقوف ہو جو کہ ایک جھوٹے اور مکار شخص کو ولی سمجھ کر اپنا وقت برباد کر رہے ہو اور جس شخص کو تم ولی سمجھتے ہو وہ اس

وقت میرے لئے جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے۔

بو علی سینا جنگل کی جانب چل دیئے اور راستے میں انہوں نے دیکھا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکڑیوں کا گٹھا شیر پر لاد کر آرہے ہیں۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور ڈر کے مارے ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ جب نزدیک آئے تو انہیں پکارا اے بو علی سینا! سامنے آجاؤ اور شیر سے نہ ڈرو۔ بو علی سینا حیران ہوئے اور عرض کیا کہ حضور! آپ کو میرے نام کا علم کیسے ہوا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ عزوجل نے میرے قلب کو روشن کر دیا ہے اس لئے وہ سب باتیں میرے دل میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بو علی سینا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کا واقعہ سنایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کے خیالات بتائے اور عرض کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے ولی اللہ ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی اتنی گستاخ اور بے ادب ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے بو علی سینا! دیکھو انسان کو اوقات میں رکھنے کے لئے ان کی بیویوں کو ایسی باتیں کرنی چاہئیں۔ میری بیوی ایک سادہ لوح بکری کی مانند ہے اور میں اس کی سادہ لوحی کو برداشت کرتا ہوں اور اسی تحمل اور قوت و برداشت کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس شیر کو قابو کر رکھا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک دن میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ اگر تم مجھے ہوا میں پرندوں کی مانند اڑ کر دکھاؤ تب میں تمہیں ولی اللہ مانوں گی اور میں نے اسے اڑ کر دکھایا مگر وہ بولی تم اڑتے تو ہو مگر تمہاری اڑان پرندوں والی نہ تھی اس لئے میں تمہاری ولایت کو تسلیم نہیں کرتی۔ (اخبار الصالحین صفحہ ۸۲)

اللہ عزوجل نے اپنے بندے کا بھرم رکھ لیا:

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کے متعلق بے شمار واقعات تذکرہ نگاروں نے بیان کئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت سے سخت

نالاں تھی اور اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کو مکاری اور فریب کاری کہا کرتی تھی۔ایک مرتبہ اس دور کے ایک بڑے بزرگ حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی سے کہا مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرو۔بیوی نے نہایت ناگواری سے کہا گھر میں کچھ ہوتو تیار کروں اور تمہارے جیسے قلاش شخص کے ہاں مہمان آتے ہی کیوں ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے نادان عورت! آہستہ بات کرکہیں مہمان تیری آواز نہ سن لیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے ایک نہ سنی اور بولتی گئی۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم اپنی زبان بند کرو اور کھانے کا انتظام وہ خود کردے گا جس نے مہمان بھیجے ہیں۔بیوی نے تمسخرانہ انداز میں کہا اچھا آج میں بھی تماشہ دیکھتی ہوں کہ تم کھانے کے لئے کیسے ڈرامہ کرتے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے پوچھا گھر میں کتنی روٹیاں ہیں؟ اس نے کہا چار روٹیاں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم وہ روٹیاں لے آؤ۔خادم وہ روٹیاں لے آیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ روٹیاں ایک ٹوکری میں رکھ کر اوپر کپڑا ڈال دیا۔پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا روٹیاں تقسیم کرتے وقت ان کے اوپر سے کپڑا ہرگز نہ ہٹانا اور جتنے لوگ موجود ہیں ان میں روٹیاں تقسیم کردو اور پھر اللہ عزوجل کی شان ملاحظہ کرو۔

خادم نے حکم کی تعمیل کی اور وہ حیران رہ گیا کہ اتنے مہمانوں نے روٹیاں کھائیں مگر روٹیاں ختم نہ ہونے میں آرہی تھیں۔خادم نے یہ بات حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کو بتائی تو اس نے فوراً ٹوکری سے کپڑا اٹھادیا اور کہا کہاں ہیں وہ روٹیاں جو تمہارے جعلی پیر نے بنائی ہیں؟ مگر اندر سے وہی چار روٹیاں برآمد ہوئیں۔وہ بولی میں نہ کہتی تھی یہ جھوٹ ہے اور اتنی روٹیاں کہاں سے آسکتی ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے

اللہ کی بندی! اگر تجھے یقین نہیں کرنا نہ کر اور اللہ عزوجل نے اپنے اس بندے کا بھرم رکھ لیا اور تمام مہمان شکم سیر ہو چکے ہیں۔ بیوی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنی تو وہ پیر پٹختی ہوئی چلی گئی۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۷۷)

خاوند کو ستانے کی ممانعت

خاوند کو ستانا کوئی اچھی بات نہیں ہے اور بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو مختلف طریقوں سے تکلیف پہنچاتی ہیں اور خود کو حق بجانب خیال کرتی ہیں حالانکہ انہیں چاہئے کہ وہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے خاوند کے ساتھ گھریلو تعلقات استوار رکھیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر خاوند کو دکھ پہنچا کر گھر کا سکون خراب ہو جاتا ہے اور میاں بیوی بلکہ بچوں کے لئے بھی زندگی گزارنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے۔ عورت کی اس بات کو حضور نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرماتے ہوئے حسب ذیل ارشاد فرمایا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤْذِيْ اِمْرَأَةٌ زَوْجَهَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ اَوْشَكَ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۲۰۱۴)

ترجمہ: "حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کو تکلیف پہنچائے تو جنت کی حوریں جو اس کے لئے مختص ہیں کہتی ہیں اللہ تجھے برباد کرے تو اسے تنگ نہ کر اور وہ تیرے پاس چند دنوں

کے لئے آیا ہے اور عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔"

اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ اہل ایمان کو اگلے جہان میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ جنت سکون اور چین کا مقام ہے اور جنت میں ہر جنتی کو مسرت ہی مسرت حاصل رہے گی اور غم و پریشانی بالکل نہ ہوگی جیسا کہ دنیاوی زندگی میں غم اور پریشانی ہوتی ہے۔ جنت میں مومن مردوں کے لئے اپنی نیک اور صالح بیویاں بھی ہوں گی اور ان کے علاوہ جنتی حوریں (عورتیں) بھی ہوں گی جو اس مومن مرد کو ہر اعتبار سے سکون و آسائش پہنچائیں گی۔

حور کا معنی ہے سفید رنگ والی عورت اور عین جمع ہے عیناء کی جس کا معانی ہے بڑی آنکھ والی عورت۔ یہ عورتیں حسن و جمال میں بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوں گی مگر دنیا والی جو عورتیں جنت میں داخل ہوں گی وہ ان سے زیادہ حسین و جمیل ہوں گی اور حوریں اور جنتی عورتیں مردوں کو ملیں گی۔ جنتی مرد بھی بہت زیادہ حسین و جمیل ہوں گے اور آپس میں ان مردوں اور ان دونوں قسم کی بیویوں کے درمیان بے انتہاء محبت ہوگی اور کسی کے دل پر کسی کی طرف سے ذرا بھی میل نہ آئے گا۔

یہ جنتی حوریں منتظر ہیں کہ اپنے پیارے شوہروں سے ملیں جو ان کے لئے مقرر ہیں لیکن جب تک یہ شوہر دنیا میں ہیں اس وقت تک ان سے ملاقات نہیں ہو سکتی اور مرنے کے بعد قبر کی زندگی گزار کر جب میدانِ حشر سے گزر کر جنت میں جائیں گے تو یہ حوریں انہیں مل جائیں گی تو ان حوروں کو اپنے شوہروں سے اب بھی ایسا تعلق ہے کہ دنیا والی بیوی جب جنتی مرد کو ستاتی ہے تو جنت میں ملنے والی حوریں کہتی ہیں اسے تنگ نہ کر اور یہ تیرے پاس چند دنوں کے لئے ہے اور عنقریب تجھے چھوڑ کر

ہمارے پاس آجائے گا اور ہم اس کی قدر کریں گی اور ہمارے ساتھ ہمیشہ رہنے والے شوہر کو تو تکلیف نہ دے۔

حوروں کی باتوں کو اگرچہ دنیاوی کان رکھنے والی عورتیں نہیں سن سکتیں مگر اللہ عزوجل کے سچے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ان کی یہ بات امت کی عورتوں تک پہنچادی ہے۔ جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں اور حرام سے بچتے ہیں، روزہ ونماز کی پابندی کرتے ہیں تو پھر ایسے لوگوں کو جب ان کی بیویاں زیادہ ستاتی ہیں تو ان کی اس ایذا رسانی سے متاثر ہو کر جنتی حوریں انہیں بددعا دیتی ہیں کہ تمہارا برا ہو اور تم اس چند روزہ دنیاوی مسافر کو تنگ نہ کرو اور یہ تم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے لہٰذا عورتوں پر لازم ہے کہ وہ حورعین کی بددعا سے بچیں۔

خاوند کی دل آزاری سے اجتناب

عورت کو چاہئے کہ اپنے خاوند کی صورت وسیرت پر طعنہ نہ مارے اور نہ کبھی خاوند کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں اس گھر میں کبھی سکھی نہیں رہی۔ ہائے ہائے! میری تو ساری عمر ہی مصیبت میں کٹی۔ اس اجڑے گھر میں آ کر میں نے کیا دیکھا ہے اور میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا ہے کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا۔ مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے! میں کسی پھکڑ اور دلدر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ الو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے یقیناً خاوند کی دل شکنی ہو گی اور ایسے طعنے اور کوسنے میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چھری پھیر دینے کے برابر ہیں۔

خاوند کو جب بیوی طعنے اور کوسنے دے گی تو یقیناً ان طعنوں اور کوسنوں کو سن کر وہ بیوی سے بیزار ہو جائے گا اور یقیناً محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی کشتی ڈوب جائے گی اور پھر اس پر تمام عمر بھر پچھتاوا ہوتا رہے گا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کو طعنے اور کوسنے دیتی رہتی ہیں اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُ النَّارَ فَاِذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلَى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

(صحیح بخاری جلد اوّل کتاب الایمان حدیث ۲۸)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دوزخ کو دیکھا تو وہاں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ کفر کرتی ہیں۔ لوگوں نے پوچھا کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اپنے شوہر کا اور احسان نہیں مانتیں۔ اگر تم ایک عورت کے ساتھ ساری زندگی احسان کرو پھر کوئی بات وہ تم میں دیکھے (جسے وہ ناپسند کرتی ہو) تو کہنے لگتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔"

اگر خاوند کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے خاوند کا غصہ زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور خاوند غصہ میں اسے برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ وہ خود روٹھ کر اور منہ پھلا کر بیٹھ نہ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے اپنے خاوند سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مانے اسے منائے۔

اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ خاوند ہی کا قصور ہو تب بھی عورت کو تن اور منہ بگاڑ کر بیٹھا نہیں رہنا چاہیے بلکہ خاوند کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرنا چاہیے اور اسے خوش کر لینا چاہیے کیونکہ خاوند کا حق بہت بڑا ہے اور اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اور اپنے خاوند سے معافی تلافی کرنے والی عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ اس عورت کے لئے بڑے فخر اور عزت کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے خاوند کو راضی کر لیتی ہے۔

خرچ میں خاوند سے تعاون کرنا

عورت کو چاہیے کہ خاوند کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آجائے اور خاوند کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لا سکے تو کبھی ہرگز ہرگز خاوند سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہرگز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے، نہ غصہ سے منہ پھلائے، نہ طعنہ مارے، نہ افسوس ظاہر کرے بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت خاوند سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے

کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن خاوند کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں! اگر خاوند خود پوچھے کہ میں تمہارے لئے کیا لاؤں تو عورت کو چاہئے کہ وہ خاوند کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے اور جب خاوند چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہئے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔ ایسا کرنے سے خاوند کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا اور اگر عورت نے اپنے خاوند کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے خاوند کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خاوند کے دل میں بیوی کی جانب سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر لڑائی جھگڑے کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اس ضمن میں فرمان ذیل ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ وَقَالَ اَبِيْ فِيْ حَدِيْثِهٖ اِذَا اَطْعَمَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا وَلَهٗ مِثْلُهٗ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب التجارات حدیث ۲۲۹۴)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بیوی شوہر کے گھر سے ضائع یا برباد کئے بغیر خرچ کرے یا فرمایا کھلائے تو اس کو بھی اس کا اجر ملے گا اور

شوہر کو اس لئے اجر ملے گا کہ اس نے کمایا اور بیوی کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا اور ان دونوں کے اجر میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔"

ہر بیوی کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر خاوند کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بے جا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے اس لئے کہ اگر عورت نے خاوند کو مجبور کیا اور خاوند نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیا اور اللہ نہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور میاں بیوی کی زندگی تنگ ہو جائے گی اس لئے ہر عورت پر لازم ہے کہ وہ صبر و قناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے اللہ عزوجل کا شکر ادا کرے اور خاوند کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے تمام اخراجات کو آمدنی سے ہرگز بڑھنے نہ دے۔

عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر خاوند غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لئے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا کام کاج خود کر لیا کرے اور اس میں ہرگز نہ عورت کی ذلت ہے اور نہ ہی شرم۔ صحیح احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ خود حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں اور کنوئیں سے پانی بھر کر اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں اور خود ہی چکی چلا کر آٹا پیستی تھیں چنانچہ اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے تھے مگر ان کے معمول میں کچھ فرق نہ آتا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

جب میری شادی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کے پاس نہ ہی زمین تھی اور نہ ہی کوئی جائیداد اور نہ ہی کوئی مال و دولت اور نہ ہی کوئی کنیز اور غلام بلکہ ان کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا اور ایک اونٹ تھا جو پانی لانے کے کام میں استعمال ہوتا تھا۔ میں خود گھوڑے کو گھاس و دانہ ڈالتی تھی اور پانی پلاتی تھی اور اس کا جسم ملتی تھی اور اپنے خاوند کے متعلقہ ہر امور کو انجام دیتی تھی۔ اونٹ کے لئے کھجوروں کی گٹھلیاں کوٹتی تھی اور اسے کھلاتی تھی اور ڈول سیتی تھی، پانی بھر کر لاتی تھی، آٹا گوندھتی تھی اور روٹیاں پکاتی تھی اور میلوں کی مسافت طے کر کے گٹھلیاں سر پر اٹھا کر لاتی تھی اور میری یہ حالت دیکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہت مبارک بیٹی ہو اور تمہاری آخرت بہت کامیاب رہے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے بے شمار دعائیں کیں۔

(احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۴۹، صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۲۰۸)

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنِيْ شُرَحْبِيْلُ ابْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِهَا شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذٰلِكَ مِنْ اَفْضَلِ اَمْوَالِنَا

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب التجارت حدیث ۲۲۹۵)

ترجمہ: "حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا بیوی اپنے گھر سے کوئی بھی چیز خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا کھانے کی چیز بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو ہمارے بہترین اموال میں سے ہے۔"

عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیونکہ خاوندوں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً خاوندوں کو چڑ ہو جاتی ہے اور خاوندوں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی وخرچ کا مجھ سے حساب مانگتی ہے اور اس چپڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے اور اسی طرح عورت کو یہ بھی چاہئے کہ اپنے خاوند کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے اور نہ ہی خاوند کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد وخرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خوامخواہ خاوند کے دل میں بیوی کے لئے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

عَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَآءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيْلَةٌ كَاَنَّهَا مِنْ نِّسَآءِ مُضَرَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ اِنَّا كُلٌّ عَلٰى اٰبَآئِنَا وَاَبْنَآءِنَا وَاَزْوَاجِنَا فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ قَالَ الرَّطْبُ تَاْكُلْنَهٗ وَتُهْدِيْنَهٗ

(سنن ابی داؤد جلد اول کتاب الزکوۃ حدیث ۱۶۷۳)

ترجمہ: "حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے بیعت لی تو اس وقت ایک بلند قامت

خاتون نے جو غالباً بنو مضر سے معلوم ہوتی تھی اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم اپنے والدین، بیٹوں اور شوہروں کے دست نگر ہیں ہمارے لئے ان کے اموال میں خرچ کرنا کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جلد خراب ہو جانے والی غذا تم اسے کھاؤ بھی اور ہدیہ بھی دو۔"

حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ اَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِهِ

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث ۳۲۸)

ترجمہ: "یحییٰ نے حدیث بیان کی ہے اور انہوں نے عبدالرزاق سے اور انہوں نے معمر بن راشد سے اور انہوں نے ہمام بن منبہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے اگر عورت اپنے خاوند کی کمائی میں سے اس کی اجازت کے بغیر لے اور خیرات کرے تو خاوند کو بھی آدھا اجر ملتا ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاوند سے پوچھے بغیر عورت اس کی کمائی سے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کر سکتی ہے البتہ یہ اس وقت ہے کہ جب عورت کو یہ علم ہو کہ خاوند عورت کے اس تصرف پر اس سے ناراض نہیں ہو گا۔

اختلافات کی صورت میں سمجھداری سے کام لینا

میاں بیوی میں بعض اوقات کسی نہ کسی بات پر ناراضگی اور جھگڑا بھی ہو جاتا ہے لہٰذا غصہ ٹھنڈا ہونے پر دونوں اسے رفع دفع کر دیں لیکن جذبات میں آ کر گھریلو اختلافات کو اس حد تک نہ بڑھائیں کہ نوبت علیحدگی تک پہنچ جائے۔ خدانخواستہ اگر کشیدگی بہت زیادہ بڑھ جائے تو پھر بھی طلاق دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اپنے آنے والے وقت کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ اگر بیوی سے اولاد ہو تو اس کے مستقبل کا خیال رکھنا چاہئے۔ اہل دانش سے مشورہ کرنا چاہئے اور خاندان کے کسی مخلص و ہمدرد شخص کے ذریعے اپنے اور بیوی کے مابین اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر نباہ کی کوئی صورت نکل آئے تو پھر ضرور اپنے گھر کو آباد کرنا چاہئے کیونکہ طلاق اچھی چیز نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی ایسے مواقع پر انتہائی دانشمندانہ اقدام اٹھانے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ لِيَ امْرَاَةً فِيْ لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْبَذَاءَ قَالَ طَلِّقْهَا قُلْتُ اِنَّ لِيْ مِنْهَا وَلَدًا وَّلَهَا صُحْبَةٌ قَالَ فَمُرْهَا يَقُوْلُ عِظْهَا فَاِنْ يَّكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبَلُ وَلَا تَضْرِبَنَّ ظَعِيْنَتَكَ ضَرْبَكَ اُمَيَّتَكَ

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء و ما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۱۲۰)

ترجمہ: "حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے

ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری بیوی زبان دراز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے طلاق دے دو۔ میں نے عرض کیا میری اس سے اولاد بھی ہے اور ایک عرصہ تک صحبت رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اسے نصیحت کرو اور اگر اس میں بھلائی ہوگی تو وہ نصیحت قبول کرے گی اور اسے لونڈی کی مانند نہ مارا کرو۔"

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ پہلے اپنی بیوی کو زبانی نصیحت و تنبیہ کے ذریعے زبان درازی اور فحش گوئی سے باز رکھنے کی کوشش کرو اور اگر اس پر تمہاری کسی زبانی تنبیہ یا نصیحت کا کچھ اثر نہ ہو تو پھر اس کو مارلیکن بے رحمی کے ساتھ نہ مارو اور اگر اس کے باوجود عورت نہ سمجھے اور طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو پھر ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے وگرنہ طلاق اچھی چیز نہیں ہے۔

بعض جاہل ایسے ہیں جو معمولی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر بعد میں وہ پچھتاتے ہیں اور علماء کے پاس جھوٹ بول کر مسئلہ دریافت کرتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ اس نے غصہ میں طلاق دے دی اور میری نیت طلاق دینے کی نہیں تھی اور غصہ میں بلا اختیار منہ سے طلاق کا لفظ نکل گیا اور کوئی کہتا ہے کہ میں نے جب بیوی کو طلاق دی تو اس وقت وہ ماہواری کی حالت میں تھی اور کوئی کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی تھی مگر بیوی نے اسے قبول نہیں کیا تھا حالانکہ ان کم علم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو جاتی ہے اس لئے کسی بھی اختلاف کی صورت میں انتہائی سمجھداری سے کام لینا چاہیئے۔

بیوی شوہر کی اجازت سے نفلی عبادت کرے

اسلام میں خاوند کے ازدواجی حقوق کی بہت اہمیت ہے بلکہ شریعت نے بیوی کے لیے خاوند کی اطاعت کو اس حد تک ضروری قرار دیا ہے کہ اگر عورت نفلی عبادت کرنا چاہے تو اس سے اجازت لے کر کرے لہٰذا کسی بیوی کو خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ جب مرد کو عورت کی ضرورت ہو تو اس نے نفلی روزہ رکھا ہوا ہو۔ اس طرح اس کے حقوق میں خلل واقع ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کسی عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کی موجودگی میں (نفلی) روزہ رکھے سوائے اس کے کہ خاوند کی اجازت حاصل ہو اور خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو اپنے گھر میں نہ آنے دے۔" (بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد شریف)

بے شک نفلی عبادت کی بہت فضیلت ہے مگر نفلی عبادت کرنے کے لیے عورت کو اپنے خاوند کی رضامندی کا خیال رکھنا چاہیے اور اُس کے اجازت کے بغیر نفلی عبادت میں مصروف و مشغول نہ ہو۔ ایک اور حدیث پاک میں آیا ہے:

"حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی جبکہ ہم حاضر خدمت تھے۔ وہ عرض گزار ہوئی میرے خاوند حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ مجھے مارتے ہیں جب میں نماز پڑھتی ہوں اور روزے چھڑا دیتے ہیں جب میں روزے رکھتی ہوں اور صبح کی نماز پڑھتے ہیں جب سورج

طلوع ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ حاضر خدمت تھے تو آپ ﷺ نے عورت کی شکایات کے متعلق ان سے پوچھا عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! جہاں تک اس کی یہ بات ہے کہ نماز پڑھتی ہوں تو یہ مجھے مارتے ہیں۔ تو یہ دو سورتیں پڑھتی ہے جن سے میں نے منع کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اگر ایک سورت ہوتی تو بھی لوگوں کو کفایت کرتی۔ اس کا یہ کہنا کہ روزے رکھتی ہوں تو روزے چھڑا دیتے ہیں۔ یہ برابر روزے رکھتی چلی جاتی ہے جبکہ میں جوان آدمی ہوں لہٰذا صبر نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت روزے نہ رکھے مگر اپنے خاوند کی اجازت سے۔ اس کا یہ شکوہ کہ میں نماز نہیں پڑھتا مگر سورج نکلے تو حضور ﷺ! ہم ایسے گھر والے ہیں کہ ہمارے متعلق مشہور ہے کہ ہم بیدار نہیں ہوتے مگر سورج طلوع ہونے پر۔ فرمایا: حضرت صفوان رضی اللہ عنہ! جب تم بیدار ہو جاؤ تو نماز پڑھ لیا کرو۔" (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اِس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ خاوند کی اجازت کے بغیر عورت نفلی روزہ نہ رکھے۔ یہی بات اور حدیث پاک میں یوں بیان ہوئی ہے:

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ جب خاوند اسے اپنی خواہش کے لیے بلائے تو وہ فوراً آجائے خواہ اس وقت وہ سفر کے لیے اونٹ کی پشت پر ہو اور بیوی پر خاوند کا حق یہ ہے کہ اس

کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے اور اگر رکھے تو وہ قبول نہیں ہوں گے وہ صرف بھوک اور پیاس ہے اور گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگر نکلی تو آسمان کے فرشتے' رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے سب اس پر لعنت کریں گے جب تک کہ وہ لوٹ کر نہیں آتی۔" (ابن براز)

معلوم ہوا کہ دین اسلام ایک بیوی کو نفلی عبادت کرنے کے لیے اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرنے کے لیے کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فرضی عبادت کو مقدم رکھنے کے ساتھ اگر کبھی خاوند اپنی نفسانی ضرورت کے تحت نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو اُس کا حکم مان لو۔ اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ عورت اپنے آپ کو ایسی (نفلی) عبادت میں مشغول نہ رکھے کہ جو اس کے اور اُس کے خاوند کے شہوانی جذبات کے درمیان حائل ہو۔

دین اسلام کی نظر میں صحبت کو بھی عبادت کی سی اہمیت حاصل ہے اور بیوی کو اپنے خاوند کا اِس معاملے میں حکم ماننے پر بہت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ عورت اگر اپنی مرضی سے شوہر کی رضامندی کے بغیر نفلی روزہ رکھے گی' تو اُس کا ایسا کرنا اللہ کو پسند نہ ہوگا۔

قبولیت نماز کے لیے خاوند کو راضی رکھنے کی تاکید:

اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے اِس بات کو بالکل ناپسند کیا ہے کہ اُس کا خاوند اُس کی ناپسندیدہ حرکات سے ناراض ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اس بات کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ عورت کا خاوند اس سے ناراض رہتا ہو تو اسے چاہیے کہ نماز پڑھنے کے ساتھ خاوند کو راضی رکھے تاکہ اس کی نماز قبول ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق

جس عورت کا خاوند ناراض رہتا ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے:

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ کوئی نیکی اُوپر اُٹھتی ہے۔ فرار ہونے والا غلام یہاں تک کہ اپنے مالکوں کی طرف واپس لوٹے اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھے۔ وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو۔ نشے والا جب تک ہوش میں نہ آئے۔" (بیہقی۔ شعب الایمان)

اس حدیث پاک میں عورت کو بڑے عمدہ انداز میں ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو زندگی کے معاملات میں ناراض نہ کرے کیونکہ خاوند نے سارا دن بڑی مشقت کے ساتھ روزی کما کر اس کے لیے لانا ہوتی ہے جس سے گھر کی گزراوقات چلتی ہے۔ اگر وہ خاوند سے ناراض رہے گی تو خاوند ذہنی طور پر پُرسکون نہ رہ سکے گا۔ اس طرح عورت کا ترش رویہ آمدن پر اثر انداز ہوگا۔ جس سے گھریلو اخراجات متاثر ہوں گے۔ اس وجہ سے عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو کسی صورت میں بھی ناراض نہ کریں تاکہ گھریلو زندگی خوشحال رہے۔

بداخلاقی کا جواب خوش مزاجی سے دے

دین اسلام نے "اخلاقیات" پر بہت زور دیا ہے خواں مرد ہو یا عورت اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ایک سے اخلاق سے پیش آئے کیونکہ خوش اخلاقی کی بدولت بے شمار انسانی کمزوریاں چھپ جاتی ہیں۔ اچھی صورت کے ساتھ اچھی سیرت

"سونے پر سہاگہ" کا کام دیتی ہے۔ بداخلاقی سے نہ صرف نفرت تنازعات اور دشمنی پیدا ہوتی ہے بلکہ کئی سماجی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بداخلاقی کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"دو یا تین منافق میں پیدا نہیں ہو سکتیں۔ حسن خلق اور دین کی سمجھ۔"

اگر کسی عورت کی شادی ایسے مرد سے ہو جائے جو اُسے پسند نہ ہو وہ مرد عورت کے مزاج کے خلاف ہو تو نیک سیرت بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر کو جہنم کا نمونہ نہ بننے دے ہر اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھے ہر وقت خوش رہے۔

عورت کے لیے ضروری ہے وہ اپنے خاوند کا احترام کرے اُس کے سامنے غصہ نہ دکھائے اور اپنی آواز دھیمی رکھے۔ بیوی شوہر کو کبھی طعنہ نہ مارے نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے نہ شوہر کے مکان و سامان وغیرہ کو حقیر سمجھے، نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل وصورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر برا لگے۔ اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آجاتی ہے یا بیوی اپنے میکہ میں بیٹھ جانے پر مجبور ہو جاتی ہے تو میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے یہ لڑائی صرف میاں بیوی کے درمیان نہیں ہوتی بلکہ دو خاندانوں کے درمیان ہوتی ہے جس سے دو خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

اگر عورت خوبصورت ہے اور خوب سیرت بھی ہے تو اپنے شوہر کے سامنے

اپنی خوبصورتی پہ نازاں نہ ہو اور نہ شوہر کو اُس کی بدصورتی کی وجہ سے حقیر سمجھے اور نہ کسی سبب سے اپنے شوہر پر فخر کرے۔ کیونکہ یہ سب قدرت کی طرف سے عطا کردہ ہے انسان کی اپنی کوئی حقیر نہیں۔

شوہر سے معذرت:

اگر بیوی سے کوئی غلطی یا کوئی کوتاہی ہو جائے یا شوہر کسی بات پر ناراض ہو جائے تو بیوی کو چاہیے کے معذرت کرے۔ شوہر سے معذرت کرنے میں بڑی تاثیر ہوتی ہے اور محبت و اپنائیت کا اظہار ہوتا ہے یہ بیوی کا بڑا پیارا اور اچھا انداز اسلوب ہوتا ہے صرف چند معذرت کے جملے کہنے سے شوہر کا غصہ دور ہو جاتا ہے اور وہ راضی ہو جاتا ہے اُس کا دل نرم پڑ جاتا ہے اور وہ پھر خوش ہو کر اپنائیت کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ رنج وغم دور ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ان عورتوں کے بارے میں بتاؤں جو جنت میں ہوں گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتائیے۔ فرمایا وہ عورت جو (اپنے شوہر سے) خوب محبت کرنے والی ہو، زیادہ بچے جننے والی ہو، اپنے شوہر سے معذرت کرنے والی ہو، جب عورت کو غصہ آ جائے یا اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے یا اس کا شوہر اس پر ناراض یا غصہ ہو تو وہ کہتی ہے (دیکھو) میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یا شوہر کے پاس آ کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتی ہے اور کہتی ہے میں تو (اس ناراضگی وغصہ کی حالت میں) آنکھوں

میں سرمہ (کاجل) بھی نہیں لگاؤں گی۔ جب تک تم راضی اور خوش نہ ہو جاؤ۔" (طبرانی)

جنتی عورت:

ایک بدصورت شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' اس کی بیوی نہایت خوبصورت تھی' اس کے حسن و جمال پر دنیا تعجب کرتی تھی' آنحضرت ﷺ نے پوچھا تیری عورت تیرے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہے؟ اور تجھے کس نظر سے دیکھتی ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میری بہت قدر کرتی ہے اور میری بلا اجازت گھر سے باہر نہیں جاتی اور اسے اپنے حسن و جمال کا کوئی لحاظ نہیں' بلکہ میری خدمت کی طرف دھیان ہے' یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا' اس سے کہہ دے کہ وہ جنتی عورتوں میں سے ہے کیونکہ باوجود حسن و جمال کے اپنے شوہر کی تابعداری کرتی ہے اس کی بدصورتی پر نہیں جاتی۔

اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی عورت:

اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک گاؤں میں گیا' مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ ایک حسین ترین عورت ایک ایسے مرد کی شریک زندگی تھی جو انتہائی بدصورت اور تنگ دست تھا' میں نے اس عورت کے سامنے بھی اظہار حیرت کیا' اور پوچھا کہ کیا تم اس جیسے شخص کی بیوی بننے پر خوش ہو؟ اس نیک عورت نے مجھے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور کہنے لگی! تم غلطی پر ہو' میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ اس شخص نے کوئی نیک کام کیا تھا جس کا صلہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی بیوی ہونے کی توفیق سے دیا اور اللہ نے مجھ پر یہ بہت بڑا کرم فرمایا اور یہ کہ ہماری رفاقت میں اللہ کی مرضی شامل ہے' بھلا جو چیز اللہ نے میرے لیے پسند فرمائی ہے میں اس پر راضی کیوں نہ ہوں؟ (احیاء جلد ۲ غنیۃ الطالبین)

اچھے اخلاق والی عورتوں کے لیے خوش خبری:

عورتوں کو اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اپنے خاوند کے سامنے پر غصے سے پرہیز کرنا چاہیے اور عورت کو صبر و شکر کرنا چاہیے اِس مناسبت سے یہاں ایک حکایت نقل کی جارہی ہے۔

ایک نیک عورت کے شوہر نہایت ترش مزاج اور غصیلی طبیعت کے آدمی تھے۔ دوسروں کے سامنے بھی بیوی کو برا بھلا کہہ دیتے اور ان کی بے عزتی کرتے لیکن وہ نیک عورت اس موقع پر شوہر کے کاندھے پر اعوذ پڑھ کر پھونکتی انہیں سمجھاتی' ان کی اصلاح کے لیے دعائیں کرتی اور ناراضگی و غصہ کا اظہار نہ کرتی' نہایت صبر و شکر کے ساتھ انہوں نے اپنی پوری زندگی گزاری تو ان کے انتقال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا گیا کہ سرخ جوڑے میں دلہن بنی بیٹھی ہیں اور بہت خوبصورت لگ رہی ہیں اور ان کی جاننے والی نیک عورتیں ان پر رشک کررہی ہیں۔

صبر و شکر کرنے والی بیوی کا واقعہ:

ایک شخص اپنی بیوی کے پاس پہنچا۔ یہ شخص بڑا بدصورت' پست قامت اور حقیر تھا، عورت بن سنور کر آراستہ تھی اور وہ خود بھی پہلے سے نہایت حسین و جمیل تھی۔ جب شوہر نے اسے دیکھا تو اس کی نظر میں اس کا حسن و جمال اور بھی زیادہ ہوگیا۔ شوہر بے ساختہ اسے نظر بھر کر دیکھنے لگا۔ اہلیہ نے کہا' تمہیں کیا ہوا؟ شوہر نے کہا' الحمد للہ! اللہ کی قسم تم اور بھی حسین لگ رہی ہو! اہلیہ نے کہا' مبارک ہو! ہم تم دونوں جنت میں ہوں گے۔ شوہر نے کہا لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ اہلیہ نے کہا' دیکھو! تمہیں مجھ جیسی بیوی ملی تم نے اللہ کا شکر ادا کیا مجھے تم جیسا خاوند ملا میں نے صبر و شکر کیا اور صبر و شکر کرنے والے

دونوں جنتی ہیں۔

ناراض خاوند کو راضی کرنا

میاں بیوی کے درمیان کسی بات پر رنجش کا پیدا ہو جانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ بات شروع سے چلتی آ رہی ہے۔ بعض اُوقات میاں بیوی کے درمیان جھگڑا معمولی معمولی باتوں پر ہو جاتا ہے۔ گھر میں جھگڑا ہونے سے میاں اپنی بیوی سے ناراض ہو جاتے ہیں ایسے حالات میں بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کو ناراض نہ ہونے دے یہ ایک اچھے اور نیک بیوی کی خوبی ہے۔

اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا والد حیی بن اخطب یہودیوں کے نامور قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نہایت حلیم الطبع، نیک دل اور صابرہ شاکرہ تھیں غزوۂ خیبر کے بعد ان کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہوا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بہت عزیز رکھتے تھے اور ان کی دلجوئی کا بہت خیال رکھا کرتے تھے، ایک مرتبہ سفر میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ساتھ تھیں۔ اتفاق سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا آپ بہت پریشان ہوئیں۔ سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود تشریف لا کر ان کی دلجوئی کی اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا، زینب (رضی اللہ عنہا)! تم صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو ایک اونٹ دے دو۔ اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت سخی اور بامروت تھیں مگر نہ جانے کیوں ان کی زبان سے نکل گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں۔

یہ جملہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تین ماہ تک حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کلام تک نہ کیا، پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوشش

کر کے ان کا قصور معاف کرایا' اس ضمن میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش فرماتی ہیں کہ سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی نے مجھے تقریباً ناامید کر دیا اور میں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی ایسی بات نہ کہوں گی۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ قبیلہ قریش سے تھیں' ایک دن اُس نے آپ سے اکتاہٹ محسوس کی' آپ نے کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے (یعنی چاہے تو اپنے آپ کو طلاق دے لے) تو وہ کہنے لگیں کہ کئی سال یہ اختیار آپ کے پاس رہا تو آپ نے اُس کی حفاظت کی اور اچھے طریقے سے نبھایا۔ اب جب ایک ساعت کے لیے میرے ہاتھ آیا ہے تو میں ہرگز اِس تعلق کو ضائع نہیں کروں گی بس آپ کو اُس کی یہ بات اچھی لگی اور آپ اُس سے راضی ہو گئے۔

عورت سے اگر کوئی غلطی ہو جائے اور وہ فوراً خاوند سے معذرت کرے تو خاوند اِسی بات سے راضی ہو جاتا ہے۔ اگر خاوند کچھ بُرا بھلا بھی کہہ دے تو عورت کو اُس کے غصے کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرنا چاہیے پھر معذرت کی جائے تو یہ خاوند کی رضا کا سبب ہوتا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آپسی تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے رہتے۔

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مابین کسی بات پر رنجش ہو گئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں شکایت لے کر پہنچیں۔ پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بیٹی! تم کو خود سمجھنا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بیوی کے پاس سے خاموش

چلا جاتا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس کا یہ اثر ہوا کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا' اب میں تمہارے مزاج کے خلاف کوئی بات نہ کروں گا۔

(طبقات ابن سعد و اصابہ حافظ ابن حجر)

چنانچہ جب کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مابین گھریلو معاملات کے بارے میں رنجش ہو جاتی تو حضور ﷺ دونوں میں صلح کرا دیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کرا دی اور گھر سے بڑے خوش خوش باہر تشریف لائے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا' یا رسول اللہ ﷺ! آپ گھر میں تشریف لے گئے تھے تو اور حالت تھی اور اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' میں نے ان دو افراد میں مصالحت کرائی ہے جو مجھ کو محبوب ترین ہیں۔(مدارج النبوۃ)

نبی کریم ﷺ کا اِس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں مصالحت کرنا لڑکی والوں کے لیے بہترین سبق اور نصیحت ہے۔آج کل اِس کے برعکس ذرا سی بات اگر لڑکے والوں کی طرف سے ہو جائے تو لڑکی والے اپنی بیٹی کو فوراً گھر میں لا کر بیٹھا لینے میں اور اکثر ایسے واقعات میں دیکھا گیا ہے کہ بات کوئی اتنی اہم بھی نہیں ہوتی لڑکی والے بھی رعب جمانے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

اُن کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ بیٹی کا شوہر اگر منت سماجت و خوشامد کرے اور اُن سے اپنی بیوی کی بھیک مانگے۔بعض اوقات اس کے برعکس بھی ہوتا ہے کہ شوہر بھی طیش میں آ کر بیوی کو طلاق دے دیتا ہے اس طرح ایک خاندان تباہ ہو جاتا ہے بیوی بچے دربدر بھٹکتے ہیں۔

اگر خاوند ناراض ہو جائے:

اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصہ میں بھر کر عورت کو برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مانے اسے منالے اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھے نہیں رہنا چاہیے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہیے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے۔ اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اپنے شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لیے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کر لے۔

جھگڑے سے بچاؤ کے لیے چند باتیں:

ابوالاسود دولی نے اپنی بیوی سے کہا جب تم مجھے ناراض دیکھو تو مجھے راضی کر لینا اور جب میں تجھے ناراض دیکھوں گا تو تجھے راضی کر لوں گا ورنہ ہم کبھی بھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

"جب محبوب معذرت کرے تو اس کی معذرت اس کے گناہ کو مٹا
دیتی ہے اور جو آدمی کسی کی معذرت قبول نہیں کرتا وہ گنہگار

رہے۔"

ایک حکیم ودانا کا قول ہے:

"غلطی کرنے والا اگر میرے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرے تو یہی بہتر ہے۔"

ایک نیک عورت اپنی بیٹی کو نصیحت کرتے ہوئے کہتی ہے: اے میری بیٹی! جب غصے کی حالت میں تمہارے شوہر کے مت سے کوئی غلط بات نکل جائے تو تم اُس سے ناراض نہ ہونا بلکہ خندہ پیشانی سے اُسے معاف کر دینا اِس طرح کی بُری بات تم نہ اُس کو کہنا' میں جب وہ اپنی غلطی کو محسوس کرے گا تو اپنی کوتاہی پر نادم ہوگا۔ میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے سے حسن ظن رکھنا اُن کے درمیان ہونے والے جھگڑوں کو بھلا دینا۔

میاں بیوی میں جھگڑوں کی وجوہات:

☆ میاں بیوی میں ضد کی عادت۔

☆ میاں بیوی کے مزاجوں کا نہ ملنا۔

☆ بیوی کا شوہر کے لیے بناؤ سنگھار نہ کرنا۔

☆ گھریلو اور بیرونی کاموں کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالنا۔

☆ ایک دوسرے کے اخراجات پر سوالیہ نشان۔

☆ مالی فقدان ضرورتوں کی تکمیل نہ ہونا۔

☆ دین سے دوری کا ہونا۔

☆ اللہ کے احکامات کو توڑنا۔

☆ بیوی کا گھر کو صاف ستھرا نہ رکھنا۔

☆ بیوی کا شوہر کے کسی کام کی تعریف نہ کرنا۔
☆ شوہر کے جذبات کی قدر نہ کرنا۔
☆ شوہر سے مسکرا کر بات نہ کرنا۔
☆ شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرنا۔
☆ شوہر کے کاموں میں نکتہ چینی کرنا۔
☆ شوہر کو تابع کرنے کی خواہش کا ہونا۔
☆ ساس کی خدمت نہ کرنا اور ساس سے جھگڑتے رہنا۔
☆ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا۔
☆ بیوی کا ملازمت کرنا۔
☆ بے پردہ گھومنا۔
☆ بیوی کا فضول خرچ ہونا۔
☆ شوہر پر اعتماد نہ کرنا۔
☆ شوہر کے حقوق ادا نہ کرنا۔

میاں بیوی کا جھگڑا کوئی نئی بات نہیں ہے اِس سے گھبرانے اور اس سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میاں بیوی کو چاہیے کہ وہ پہلے جھگڑے کی اصل بات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کریں اُوپر جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے بیوی ان باتوں پر غور کرے اگر کسی بیوی میں ایسی خامیاں موجود ہیں اُس کو چاہیے کہ وہ اِن خامیوں کو درست کرے۔ جن سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا نہ پیدا ہو۔

خاوند کے لیے بناؤ سنگھار:

خاوند کی محبت حاصل کرنے کے لیے عورت کو چاہیے کہ زیب و زینت کرے،

بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کرے' مہندی لگائے' شوہر کے لیے بنے سنورنے اپنے آپ کو شوہر کے سامنے بہت خوبصورت انداز میں پیش کرے اِس طرح عورت بہت اکرام سے شوہر کو اپنی طرف مائل کرے کی کم از کم ہاتھ پاؤں میں مہندی' کنگھی چوٹی' سُرمے کاجل وغیرہ کا اہتمام کرتی رہے۔ بال بکھرائے اور میلے کچیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا پھوہڑ پن عام طور پر شوہروں کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے خدا نہ کرے کہ شوہر عورت کے پھوہڑ پن کی وجہ سے متنفر ہو جائے اور دوسری عورتوں کی طرف مائل ہونا مقرر ہو جاتا ہے عورت کی زندگی خراب ہو جاتی ہے پھر سوائے رونے کے اور کچھ نہیں رہتا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ عورت اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے' مرد کے لیے ایک نعمت اور انسانیت پر احسان ہے اسلام عورت کو ایک بلند مقام دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی فطری آرائش کے جذبے کو ضرورت سے زیادہ نہ دباؤ۔

اسلام نے عورت کو سونے چاندی ریشم وغیرہ کے استعمال کی اجازت دی ہے' تاکہ ان چیزوں کی مدد سے وہ اپنا حسن بڑھائے' اپنے فطری تقاضوں کو پورا کرے' اسلام کے نزدیک عورت کا بناؤ سنگار ایک پسندیدہ فعل ہے' احادیث میں عورت کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ اپنے جسم کی آرائش کرے' اچھا لباس پہنے' زیورات پہنے' عطر و مہندی لگائے' صاف ستھری رہے' حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں یہ بات لکھی ہے کہ مرد ہو یا عورت تیل اور سرمہ وغیرہ لگانے میں بخل نہ کرے' اور غلاموں کی طرح گندہ نہ رہے۔

شوہر کے لیے بناؤ سنگھار:

بناؤ سنگھار عورت کا فطری حق ہے اسلام اِس جذبے کو بلکہ اور اُبھارتا ہے البتہ

وہ اِس جذبے کے لیے ایک مرکز مہیا کرتا ہے اور عورت کو تاکید کرتا ہے کہ وہ ساری زیب وزینت اور رعنائی صرف اپنے شریک حیات کے لیے کرے۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید فرمائی کہ:

"جب دور دراز کے سفر سے واپس آؤ تو اچانک گھر میں نہ چلے جایا کرو بلکہ اپنی عورتوں کو اتنا موقع دیا کرو کہ وہ بناؤ سنگار کر کے تمہارا استقبال کریں۔"

مگر اِن سارے کاموں کے لیے اسلام نے یہ شرط لگائی ہے کہ عورت بناؤ سنگھار کر کے بازاروں میں نہ گھومے اور نہ دوکانداروں کے لیے، عورت بناؤ سنگھار کر کے دوسروں کے سامنے نہیں آسکتی یہ اسلام میں ناجائز ہے۔ عورت کے لیے تاکید ہے کہ وہ بناؤ سنگھار اور آرائش حسن اخلاقی حدود میں رہ کر کرے، جہاں سے اور بے غیرتی کا مظاہرہ نہ کرے۔ ایسے لباس سے پرہیز کرے جو نفس و شہوت کی تحریک کا باعث بنتا ہو۔ اِس طرح حد سے گزرنے سے خود عورت کے لیے بھی خطرہ ہے۔ عورت کا بناؤ سنگھار صرف اپنے خاوند کے لیے ہونا چاہیے غیر مردوں کو دکھانے اور بے پردگی اختیار کرنے کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔

بیوی صفائی کا خاص خیال رکھے:

صفائی نصف ایمان ہے۔ صاف رہنا انسانیت کے سر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ ہر حال میں انسان کو صفائی کا خیال رکھنا چاہیے صفائی ستھرائی انسان کے وقار و شرافت کی آئینہ دار ہے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بدن، اپنے مکان و سامان اپنے دروازے اور صحن وغیرہ ہر چیز کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا ہر وقت دھیان رکھے۔ اِس سے عورت کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنی چاہیے۔

صفائی ستھرائی سے صحت و تندرستی بڑھتی ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو پھوہڑ اور میلے کچیلے رہنے والے لوگوں سے بے حد نفرت تھی۔ چنانچہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کا حکم دیتے رہتے اور اس کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

پھوہڑ عورتیں جو صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتی ہیں وہ ہمیشہ شوہروں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہتی ہیں بلکہ بہت سی عورتوں کو ان کے پھوہڑ پن کی وجہ سے طلاق مل جاتی ہے اس لیے عورتوں کو صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔

شوہر کے لیے زینت شوہر کا حق ہے:

شریعت کا حکم ہے کہ عورت کو شوہر کے لیے خوب زیب و زینت کرنا چاہیے اس صورت میں اس کو زینت کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

آج کل عورتوں کی یہ حالت ہے کہ شوہر کے سامنے تو بھنگنوں کی طرح گندی میلی کچیلی رہتی ہیں اور جب کہیں برادری میں جاتی ہیں تو سر سے پیر تک آراستہ ہوتی ہیں اور اگر کوئی بے چاری شوہر کی خاطر زینت کرے تو اُسے کہا جاتا ہے کہ ہائے اسے ذرا بھی حیاء و شرم نہیں یہ اپنے شوہر کے واسطے کیسے چوچلے کرتی ہے۔

افسوس! جس جگہ زینت کا حکم تھا وہاں تو اس پر طعن ہوتا ہے اور جہاں ممانعت ہے وہاں اہتمام کیا جاتا ہے۔جب شوہر زینت اختیار کرنے کو کہے تو دلہن کو خراب و خستہ رہنے کا کیا حق ہے۔

زیب وزینت شوہر کے لیے:

حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے بدن پر ریشمی لباس ہے اس کے ہاتھوں میں مہندی رچی ہوئی ہے اور ایک جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح پڑھ رہی ہے میں نے اس عورت سے حیرت کے ساتھ پوچھا کہ عبادت کے ساتھ اس زیب وزینت کا کیا جوڑ ہے؟ یہ سن کر وہ عورت کہنے لگی عبادت اللہ کے لیے اور یہ زیب وزینت شوہر کے لیے دونوں کا حق ادا کرنا مجھ پر فرض ہے اس بات سے میں یہ سمجھا کہ یہ ایک نیک عورت ہے۔ (بحوالہ احیاء جلد ۲ باب النکاح)۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند کے لیے بنی سنوری رہے گی تو دو سو برس کی عبادت کا ثواب پائے گی بشرطیکہ خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ ہو۔" (بیہقی)

ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں میں چاندی کے چھلے پہنے ہوئی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چھلوں کو ان کے ہاتھوں میں دیکھ کر فرمایا' حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا): یہ کیا؟ عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے پہنے گئے ہیں۔

ابوالفرج الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"حسین وجمیل عورت بھی اپنے شوہر کی نظر میں اس وقت اپنا مقام بناتی ہے جب وہ زیب وزینت کرے اور صاف ستھری رہنے کی پابند ہو' اپنے حسن کو مزید دلکش بنانے کے لیے جائز طرز کے بناؤ سنگھار' طرح طرح کے کپڑے اور آرائش کے ایسے طریقوں پر کار

بند ہو جنہیں وہ پسند کرتا ہو۔"

خوشبو کا استعمال:

عورت کا اپنے شوہر کے لیے زیب و زینت کرنا اور خوشبو لگانا آپس میں محبت پیدا کرنے کیلئے بہت ضروری ہے۔ اِس سے اگر میاں بیوی میں نفرت ہو تو وہ ختم ہو جاتی ہے۔

خاوند کی توجہ حاصل کرنے کے لیے خوشبو کا استعمال جائز ہے۔ مگر عورت کو چاہیے کہ وہ خوشبو استعمال کرنے کے معاملے میں احتیاط سے کام لے اور اِس ضمن میں اسلام نے جن حدود کو بیان کیا ہے اُس کی روشنی میں اپنی زیب و زینت کرے اسلام عورت کے لیے ہر اُس چیز کی ممانعت کرتا ہے جو دو مردوں کے جذبات کو مشتعل کرنے والی ہو اور عورت کے لیے گناہ کا باعث ہے۔ اسلام ایک مسلمان عورت کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر راستوں اور بازاروں سے گزرے یا محفلوں اور جلسوں میں شرکت کرے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے عورت خوشبو لگا کر اور خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر گھر سے باہر نہ نکلے۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے:

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلْمَرْاَۃُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا یَعْنِیْ زَانِیَۃٌ

جو عورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے، وہ بدکار اور آوارہ قسم کی عورت ہے، اور اس شان سے وہ ہی عورت نکل سکتی

ہے جو اپنی عفت و عصمت کو کھو چکی ہو اور عصمت دری سے رغبت رکھتی ہو۔" (ترمذی شریف)

عورت خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہ نکلے:

ایک دفعہ ایک عورت مسجد سے نکل کر جارہی تھیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے اور انہوں نے محسوس کیا کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے انہوں نے اسے روک کر پوچھا کہ اے خدا کی بندی کیا تو مسجد سے آرہی ہے؟ اس خاتون نے کہا۔ جی ہاں! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت مسجد میں خوشبو لگا کر آئے یا کسی دیگر عبادت و نیکی کے واسطے گھر سے خوشبو لگا کر نکلے تو اس کی وہ نماز و عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ اپنے گھر جا کر غسل جنابت نہ کرلے۔

(الحدیث ابوداؤد ابن ماجہ احمد نسائی)

شوہر کے نہ ہونے پر زیب وزینت نہ کرنے کا حکم:

"حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنی بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کو گئی اور ہمارے شوہر زبیر کہیں باہر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوشبو کا عطر محسوس کیا تو فرمایا عورت پر یہ ہے کہ جب ان کے شوہر غائب ہوں تو وہ خوشبو (زینت کی چیزیں) نہ لگائیں۔"

نیک بیوی کیلئے ضروری ہدایت:

قابل احترام اسلامی بہنو انہیں معلوم ہونا چاہیے۔ صفائی بہت اچھی چیز ہے

لیکن کافی خواتین یورپ میں استعمال کیے جانے والے ملبوسات کی عکاسی کرتے ہیں اور میک اپ سے اپنے چہرے کے عیوب کو چھپانے کی کوشش کرتی ہیں وہ لوگوں کے سامنے ایک مضحکہ خیز بن جاتی ہیں وہ اپنے طور پر خیال کرتی ہیں کہ وہ عمر میں چھوٹی لگنے لگیں ہیں حالانکہ وہ درحقیقت عقل کے اعتبار سے کم ہو جاتی ہے۔

ہمارے ہاں والدین بچپن میں اپنی بچیوں کو فیشن کا اِس قدر شوقین بنا دیتے ہیں بچپن میں اُنہیں اتنے زیادہ خرچوں کا عادی بنا دیتے ہیں کہ شادی کے بعد شوہر پر بوجھ ہو جاتی ہے خاوند کی ساری آمدنی فیشن لباس اور زیور کی نذر ہو جاتی ہے ناچار نا اتفاقی اور بدمزگی ظاہر ہونے لگتی ہے۔

اے مسلمان بہن! مومن اور قابل عزت و احترام ہونے کی بجائے اِس بات کو کیوں ترجیح دیتی ہو کہ تو فتنہ برداز اور نا قابل عزت و احترام بن جائے یہ مسلمان خواتین کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنے چہرے پر ایمان کے نور کو جھوٹ کذب کے نقاب سے چھپالے۔

زیادہ بناؤ سنگار کی عادت ڈالنے سے تلاوت قرآن پاک دینی علوم حاصل کرنے کی فرصت بھی نہیں ملتی پھر اصل سجاوٹ تو باطن یعنی دل اور روح کی سجاوٹ اور پاکیزگی ہے جسم و لباس کی عمدگی سجاوٹ بھی اسی وقت بھلی معلوم ہوتی ہے جب دل ستھرا اخلاق اچھے عادتیں پاکیزہ ہوں۔

کسی دانشور کا قول ہے:

"سب سے خوبصورت لڑکی وہ ہے جسے اپنے حسن و جمال کا علم ہی نہ ہو۔"

سب سے خوبصورت لڑکی وہ ہے جسے اپنے حسن و جمال کا علم ہی نہ ہو اِس

لیے مسلمان خواتین کو چاہیے کہ وہ اِس طرح کی فضول خرچیوں سے بچیں اور نورِ ایمان سے اپنے ظاہر اور باطن کو روشن کریں۔ (تحفہ دولہا)

دلکش مسکراہٹ

زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے مسکرانا بہت ضروری ہے مسکراہٹ چہرے کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیتی ہے اور مسکراہٹ اِس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ مسکرانے والا دل میں کوئی کدورت نہیں رکھتا کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جس کی خوشبو ہمیشہ مہک اُٹھتی ہے۔

مسکرانے کے لیے زندگی کے خوشگوار واقعات کو یاد کریں انہیں ہمیشہ اپنے ذہن میں اجاگر کیجئے ہر وہ ہنسے ہنسانے والا واقعہ جو آپ نے دیکھا ہو اور آپ کے دوستوں کو پسند آئے ہوں اُنہیں یاد کر کے مسکرائیں۔

شوہر کی محبت حاصل کرنے کے لیے بیوی شوہر سے مسکرا کر بولے اچھی اچھی شگفتہ باتیں کریں، طبیعت میں ظرافت ہو، ہنس مکھ عادت سب پسند کرتے ہیں پھر شوہر کے لیے یہ انداز و عادت ضرور بنائی جائے۔ خاوند دن بھر کے کام کاج کے بعد جب تھکا ہوا گھر واپس آئے تو بیوی مسکرا کر اس کا استقبال کرے تو خاوند کی تھکاوٹ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ نیک عورت کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ خاوند جب گھر میں داخل ہو تو خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کرے قدرت نے عورت کی مسکراہٹ میں ایسی عظیم الشان قوت عنایت کی ہے کہ خاوند بیوی کی مسکراہٹ دیکھ کر تھوڑی دیر کے لیے اپنی ساری تھکن اور غم بھول جاتا ہے مرد اگر تھکن سے نڈھال ہو رہا تھا تو بیوی کے تبسم آمیز گفتگو اور دل جوئی سے تازہ دم ہو جاتا ہے اور اس کی قوت لوٹ آتی ہے۔

کیونکہ بیوی کی خوش مزاجی، ہنس مکھ طبیعت سے گھر میں رونق رہتی ہے۔ ہلکی پھلکی باتیں اور شوہر کے لیے نت نئے انداز اپنائے جائیں۔ ان چیزوں سے میاں بیوی کی زندگی خوشگوار گزارتی ہے۔

جو عورتیں اپنے خاوند کے گھر میں آنے کے بعد منہ بنا کر شکایات کرنا شروع کر دیتی ہیں وہ اپنے گھر کو قصداً جہنم بنانا چاہتی ہیں اور خاوند کی زندگی کو گھن لگاتی ہیں اس لیے چاہیے کہ خاوند کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آیا جائے۔ خاوند کی خوشنودی سے گھر میں امن وسکون رہتا ہے حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہترین عورت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"شوہر کی نگاہ جب بیوی پر پڑے تو بیوی اس کو خوش کر دے۔"

(مشکوٰۃ شریف)

بیوی کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ہمیشہ اُٹھتے بیٹھتے بات کرتے وقت شوہر کے سامنے ادب کا مظاہرہ کرے۔ خاوند جب گھر میں آئے تو بیوی کے لیے ضروری ہے کہ سب کام چھوڑ کر شوہر کی طرف توجہ کرے اُس کی مزاج پُرسی کرے اور فوراً اُس کے آرام کا بندوبست کرے اور اُس کو کھانے کے لیے کچھ دے اور اُس کے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے اور ہرگز ایسی بات نہ سنائے جس سے شوہر کا دل دُکھے۔

خاوند کو ستانے والی کیلئے حور کی بد دُعا

جو عورت خاوند کو ستاتی ہے وہ دنیا و آخرت خراب کرتی ہے خاوند کو ستانا کوئی اچھی بات نہیں بعض عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کو مختلف طریقوں سے تکالیف پہنچاتی ہیں۔ خود کو حق بجانب خیال کرتی ہیں ایسی عورتوں کو چاہیے کہ وہ پیار سے خاوند سے گھریلو معاملات پر تبادلہ خیال کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر خاوند کو رکھ پہنچا

خوش رہنے کی کوشش کرے۔

بعض اوقات یہ ہوجاتا ہے کہ اچھی بھلی نیک اور صالحہ خاتون بھی کسی پڑوسن کے بہکاوے میں آ کر یا اس کے اُکسانے پر اپنے خاوند سے گھریلو ضروریات کو زیادہ اچھے طریقے سے پوری کرنے کا مطالبہ کر دیتی ہیں جس کے باعث خاوند پریشان ہوجاتا ہے جن نفوس قدسیہ پر اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہوتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ جلد ہی سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اور وہ بدستور حسبِ سابق اپنے نیک خاوند کی فرمانبردار اور ہر حال میں اس کے ساتھ خوش رہتی ہیں۔ (تحفہ دولہا)

بیوی کے حقوق

دین اسلام نے عورت کو چادر اور چار دیواری کے اندر احترام کا خاص مقام عطا کیا ہے اور ہر لحاظ سے عورت کے حقوق مقرر فرما دیئے ہیں تا کہ اس کی کسی قسم کی حق تلفی نہ ہو۔ عورت چونکہ پیدائشی لحاظ سے صنف نازک ہے اس لئے اس کی دلجوئی حقوق کی ادائیگی اور عمدہ اخلاق سے پیش آنا چاہیئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا ۝۱۹ (النساء:۱۹)

ترجمہ: ”اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔“

اس فرمانِ خداوندی میں یہی تاکید کی گئی ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو کیونکہ میاں بیوی کی ازدواجی زندگی میں جب دونوں ایک دوسرے کے ساتھ

اچھے طریقے سے پیش آئیں گے تو لامحالہ میاں بیوی دونوں کو راحت، مسرت اور سکون حاصل ہوگا۔

اللہ عزوجل نے مردوں اور عورتوں کے بارے میں جو احکام نازل فرمائے ہیں ان میں واضح طور پر اسی بات پر زور دیا گیا ہے کہ آپس میں پیار و محبت سے رہو۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ (النحل:۹۷)

ترجمہ: "جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے اور ضرور انہیں ان کا نیک دیں گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں۔"

یہاں بتایا گیا ہے کہ مرد ہو یا عورت جب وہ نیک کام کریں گے تو اس کا ہم بہتر اجر دیں گے۔ مرد کو عورت کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارنا نیک اور صالح اعمال میں سے ہے اس لئے مرد کو چاہئے کہ احسن طریقے سے عورت کے حقوق ادا کرے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

(سورۂ روم:۲۱)

ترجمہ: "اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لئے۔"

اللہ تعالیٰ عزوجل کے اس فرمان میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ میاں بیوی آپس میں صلح، امن، دلی محبت اور یک جہتی کے ساتھ رہیں اور آپس کے تعلقات میں ایک دوسرے کے لئے فیاضانہ رویہ اختیار کریں۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْسَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ (البقرہ:۲۳۱)

ترجمہ: "تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر دینے کے لئے روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔"

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر میاں بیوی اتفاق وسلوک سے اپنی زندگی نہ گزار سکتے ہوں تو پھر بھی خاوند کو چاہئے کہ احسن طریقے سے نیکی کے ساتھ یا تو بیوی کو روک لے یا اسے علیحدہ کر دے۔ غرضیکہ بیوی کے ساتھ ہر وقت بھلائی کرنے کا درس دیا گیا ہے۔

کتاب وسنت کے مطابق بیوی کے حقوق حسب ذیل ہیں۔

بیوی سے حسن سلوک

مردوں کو چاہئے کہ اپنی عورتوں سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل خانہ کے ساتھ ہمیشہ بہت عمدہ سلوک کیا بلکہ آپ ﷺ کا حسن خلق تو بے مثل ہے اور امت کے لئے مشعل راہ ہے۔ بالعموم بیوی کی صلاحیت کسی نہ کسی اعتبار سے مرد سے کمزور ہوتی ہے اسی لئے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے کلام پاک میں عورتوں کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔

وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا (النساء:۲۱)

ترجمہ: "اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں۔"

سورۂ بقرہ میں خاوند بیوی کے تعلق کو انتہائی بلیغ الفاظ میں اس طرح سمو دیا گیا ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ

(البقرہ:۱۸۷)

ترجمہ: "وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔"

انسانی عظمت حسن اخلاق میں ہے کیونکہ اچھائی اور نیکی اخلاق ہی سے پہچانی جاتی ہے اس لئے اسلام میں دوسروں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آنے پر بہت زور دیا گیا ہے اس لئے بیوی سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے اور یہ نیکی روزِ قیامت کو کام آنے والی ہے۔ بیوی بچوں سے حسن سلوک کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّ اَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۲۳)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں کامل ایمان والے وہ ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے اور اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔"

اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں میں کامل ایمان والے وہ ہیں جو اپنے اہل وعیال کے حق میں خوش اخلاق اور مہربان ہوں لہٰذا بیوی پر شفقت کارویہ رکھنا ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہے اور یہی بات ایک اور حدیث پاک میں یوں بیان فرمائی گئی ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۱۱۳)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا ہو اور میں اپنے اہل وعیال میں تم سے بہتر ہوں اور تم میں جب کوئی شخص مر جائے تو اسے چھوڑ دو یعنی اس کا ذکر

برائی کے ساتھ نہ کرو۔"

اس حدیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اور اس کی مخلوق کے نزدیک تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی، اپنے بچوں، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے رفقاء و خدمتگاروں اور ماتحتوں کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک کرتا ہے کیونکہ اس کا بھلائی اور اچھا سلوک کرنا اس کی خوش مزاجی اور اس کے خوش اخلاق ہونے کی دلیل ہے۔

یہی بات ایک اور حدیث پاک میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا

(جامع ترمذی جلداول کتاب النکاح حدیث ۱۱۶۰)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں میں کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں ان میں سے اچھا ہو اور تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔"

اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ مومنین میں کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو ان میں بہت زیادہ خوش اخلاق ہو یعنی پوری مخلوقِ خدا کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرے اور تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہے کیونکہ عورتیں اپنے عجز و انکساری اور کمزوری کی بناء پر زیادہ مہربانی اور مروت کی مستحق

ہیں پس مردوں کو چاہئے کہ وہ عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ ان کی کم عقلی کے پیش نظر عفوو درگزر سے کام لیں اور اگر ان کی کسی بات پر ان سے تکلیف اور رنجش پہنچ جائے تو اس سے ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔

عورت کے خاوند پر پانچ حقوق:

فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خاوند پر عورت کے پانچ طرح کے حق لازم ہیں۔ ایک یہ کہ گھر سے باہر اس کے کام کاج سنوارے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے کہ وہ عورت ہے جس کا بلاوجہ نکالنا گناہ اور بے مروی ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز وروزہ وغیرہ کے احکام کے متعلق بقدر ضرورت مسائل اسے سکھائے اور اسے گھر سے باہر نہ جانے دے۔ تیسرے یہ کہ اسے حلال کھانا کھلائے کیونکہ حرام غذا سے پیدا ہونے والا گوشت دوزخ میں پگھلایا جائے گا۔ چوتھے یہ کہ اس پر کوئی ظلم نہ کرے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے۔ پانچویں یہ کہ وہ اگر اس پر کچھ زیادتی بھی کرے تو محض اس کی ہمدردی میں اسے برداشت کرے کہ کہیں اس سے بڑھ کر کوئی بات نہ کر بیٹھے۔

(تنبیہ الغافلین)

خاوند کے اخلاقی فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اگر عورت بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بٹھا دے کہ میرے خاوند کو مجھ سے بے حد محبت ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت خاوند کے اس احسان کو یاد رکھے گی اور وہ خاوند کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

بیوی کا خرچہ برداشت کرنا

بیوی کو یہ حق حاصل ہے کہ خاوند اس کے اخراجات کا بندوبست کرے اور شریعت میں بیوی کے خرچہ کو نفقہ کہا جاتا ہے۔ نکاح کے بعد مرد کو یہ احساس ہو جانا چاہیے کہ عورت نے اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اس کے ساتھ زندگی بھر رہنے کا جو عہد کرلیا ہے تو اب اس کی ضروریات بھی اسی کے ذریعے سے پوری ہوتی ہیں کیونکہ شادی کی وجہ سے عورت مرد کی شریک زندگی بن جاتی ہے تو پھر وہ مرد کے کھانے پینے میں بھی برابر کی شراکت دار بن جاتی ہے اس لئے عورت کے تمام اخراجات کا بندوبست کرنا خاوند کا فرض بن جاتا ہے چنانچہ اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَبْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا يُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء وما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۱۱۹)

ترجمہ: "حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جیسا تم کھاؤ اسے بھی کھلاؤ اور جیسا تم پہنو اسے بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر نہ مارو اور اسے برا نہ کہو اور اسے گھر کے علاوہ تنہا نہ چھوڑو۔"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حیثیت کا کھانا مرد خود کھاتا ہو اور جس حیثیت کا لباس وہ خود پہنتا ہو اور جیسی رہائش میں وہ خود رہتا ہو اس حیثیت کا اپنی بیوی کو کھلائے پلائے اور پہنائے۔ اگر خاوند صاحب حیثیت ہو تو اسے بیوی پر خرچ کرنے میں کنجوسی نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی حد سے زیادہ خرچ کرنا چاہئے کیونکہ فضول خرچی اسراف میں شامل ہے بلکہ اعتدال کے طریقے پر چلنا چاہئے۔ بیوی اگر خاوند کی مرضی سے اپنے ماں باپ کے گھر میں ہی کیوں نہ رہتی ہو اس کا خرچہ پھر بھی خاوند کے ذمہ ہو گا۔

نفقہ میں فراخی کا صلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنی عورت کے نفقہ میں فراخی کرتا ہے اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن غنی فرمائے گا اور جنت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی رفاقت عنایت فرمائے گا۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اخراجات کے سلسلہ میں یہ بات پیش نظر ہونی چاہئے کہ بیویوں پر خرچ کئے جانے والا مال باعث اجر وثواب ہے اور مرد کو چاہئے کہ اپنی حیثیت کے مطابق نفقہ کی فراخی رکھے، عورت کو نہ بھوکا مارے اور نہ بے لباس رکھے اور اپنی حیثیت کے مطابق اس پر خرچ کرے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بیوی بچوں کا فکر کرنا اور ان کے آرام وسکون کے لئے سعی کرنا راہِ خدا میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ حلال رزق کے لئے سعی کرنا اور دین کی طرف راہنمائی کی کوشش کرنا ہر شوہر پر فرض ہے۔

(احیاء العلوم جلد دوم)

اہل وعیال پرخرچ کرنے کا اجر:

مرد اپنی زندگی میں جتنے بھی اخراجات کرتا ہے ان سب میں سے بیوی اور اپنے گھر والوں پرخرچ کرنے کا اجر سب سے زیادہ ہے اور اس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ وَّدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْكِیْنٍ وَّ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا نِالَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ (صحیح مسلم جلد سوم کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایک دینار تم نے اپنے غلام پرخرچ کیا اور ایک دینار تم نے مسکین پر خرچ کیا اور ایک دینار تم نے اپنے گھر والوں پرخرچ کیا اور جو تم نے اپنے گھر والوں پرخرچ کیا اس کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔“

روایات میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا میرے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بچے ہیں اور میں ان پرخرچ کرتی ہوں اور انہیں چھوڑ نہیں سکتی کیا مجھے اس پر اجر ملے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم ان پر جو خرچ کرو گی تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ (صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۸۰۸)

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی تاکید:

اللہ عزوجل کی راہ میں دینے سے پہلے اپنے اہل وعیال کے اخراجات کو پورا کرنا شرعاً ضروری ہے۔ ایسی خیرات کا کوئی فائدہ نہیں ہے جس سے بیوی کے خرچہ کو پس پشت ڈال دیا جائے اور دوسرے لوگوں کو اللہ عزوجل کی راہ میں دے دیا جائے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ پہلے اپنی بیوی کے اخراجات پورے کرو اور اگر اس سے بچے تو پھر دوسروں کو دے سکتے ہو۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ عُذْرَةَ عَبْدًا لَّهٗ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكَ مَالٌ غَيْرُهٗ قَالَ لَا قَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّیْ فَاشْتَرَاهُ نَعِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَآءَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ابْدَا بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِیْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِیْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ (صحیح مسلم جلد سوم کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۳۳)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں بنی عذرہ کے ایک شخص نے ایک غلام کو مدبر کیا یعنی کہا کہ میں میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب

اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تیرے پاس اس کے علاوہ بھی کچھ مال ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا؟ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ درہم لاکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ ﷺ نے وہ درہم اس غلام کے مالک کو دیئے اور فرمایا پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو پھر اگر بچے تو اپنے گھر والوں پر اور پھر بچے تو اپنے رشتہ داروں پر اور پھر اگر بچے تو اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں اسے خرچ کرو۔"

بیوی کو کھلانا اللہ کی راہ میں دینے کی مثل ہے:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جو شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے گا پس وہ صدقہ ہے اللہ عزوجل کے ہاں اور اسے اس کا اجر ملے گا اور یقیناً وہ ایک غازی کا ثواب پائے گا۔ (بیہقی)

خاوند کے مال سے کھانے کا حق:

بقدر ضرورت خاوند کے مال سے عورت کے لئے کھا لینا جائز ہے اور اس ضمن میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ تْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِّسِيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ خَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَا اِلَّا

بِالْمَعْرُوْفِ (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النفقات حدیث ۳۲۷)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کنجوس آدمی ہیں اور اگر میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھلاؤں تو کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دستور کے مطابق مال لے کر خرچ کرو گی تو کچھ حرج نہیں ہے۔"

بخل کی مذمت:

مال ہوتے ہوئے بھی عورت پر خرچ کرنے میں بخل کرنا اچھا نہیں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مذمت فرمائی ہے۔

منقول ہے ایک مرتبہ ایک عورت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا شوہر مجھ سے بہت بخل کرتا ہے حتیٰ کہ آٹا گوندھنے تک کو برتن نہیں دیتا اور میں کوئی کسب اور ہنر نہیں جانتی جس سے اپنا خرچہ اٹھا لوں (اور مجھے بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے) یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر جنت حلال ہوگئی اور تمہارے شوہر پر دوزخ واجب ہوگئی۔ (صحیح مسلم)

بیوی کا خرچہ رزقِ حلال سے دینا چاہیئے:

ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بندے کو میزانِ اعمال کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور اس کے پاس پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہوں گی اور اس سے اہل خانہ کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے متعلق سوالات کئے جائیں گے اور اس ضمن میں اس سے مال کے سلسلے میں بھی باز پرس کی جائے گی کہ کہاں سے

حاصل کر کے اپنے اہل وعیال کو کھلایا اور کس جگہ خرچ کیا؟ اس سے مال کے سلسلے میں جو مطالبات اس پر ہوں گے وہ اس کی تمام نیکیوں پر حاوی ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک نیکی بھی اس کے نامہ اعمال میں باقی نہیں رہے گی۔ اس وقت فرشتے کہیں گے کہ یہ وہ شخص ہے کہ اس کے اہل وعیال نے اس کی نیکیوں کو کھالیا اور اس کے تمام افعالِ حسنہ کھا گئے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جو لوگ آدمی سے آکر لپٹیں گے وہ اس کے عیال و اطفال ہوں گے اور وہ لوگ اسے اللہ عزوجل کے سامنے پیش کریں گے اور عرض کریں گے اے اللہ! یہ وہ شخص ہے جس نے ہمیں اندھیرے میں رکھا اور حرام غذا سے ہمارا پیٹ بھرا اور اس سے ہمارا بدلہ لے چنانچہ اس شخص سے بدلہ لیا جائے گا۔ (احیاء العلوم)

ایک روایت میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص گناہ کے ذریعے مال حاصل کرے اور پھر اس مال سے صلہ رحمی کرے یا صدقہ میں دے دے یا اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرے یا اپنے اہل وعیال کا خرچہ اٹھائے تو اللہ عزوجل ان سب کو جمع کر کے دوزخ میں ڈال دے گا اور تمہارا دین تقویٰ ہے۔

(احیاء العلوم جلد دوم باب حلال وحرام کا بیان صفحہ ۲۱۹)

نفقہ میں اللہ عزوجل کی خوشنودی کو ملحوظ رکھنا:

بیوی کے لئے اس کا خاوند جو خرچہ بھی کرے اس میں اللہ عزوجل کی رضا کو مدنظر رکھے اور ایسا کرنے سے اسے بے پناہ ثواب ملے گا اور اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک یہ ہے۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ وَاِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ

نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ اِمْرَأَتِكَ (صحیح بخاری)

ترجمہ: "حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم اللہ کی رضا کو پانے کے لئے جو بھی خرچ کرو گے اس کا ثواب ملے گا حتیٰ کہ بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالو گے اس کا ثواب بھی پاؤ گے۔"

اللہ عزوجل کی خوشنودی کے پیش نظر بیوی کو جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کا بھی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ثواب ہے۔

خرچ کی ابتداء اہل وعیال سے کی جائے:

خرچ کی ابتداء کے موقع پر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ سب سے پہلے اپنے اہل وعیال کی ضرورت کو پورا کیا جائے پھر اور کاموں پر خرچ کیا جائے۔

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الزکوٰۃ حدیث ۱۳۴۴)

ترجمہ: "حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اپنے بال بچوں، عزیزوں کو دے اور عمدہ

خیرات وہی ہے جس کو دے کر آدمی مالدار رہے اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے گا اللہ اس کو بچائے گا اور جو کوئی بے پروائی کی دعا کرے گا اللہ اس کو بے پرواہ کر دے گا۔"

اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَا کَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًی وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ

(صحیح بخاری جلد اول کتاب الزکوٰۃ حدیث ۱۳۴۳)

ترجمہ: "حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا عمدہ خیرات وہی ہے جس کے دینے کے بعد آدمی مالدار رہے اور پہلے ان لوگوں سے شروع کرو جو تیری نگہبانی میں ہیں۔"

اہل وعیال پر خرچہ کرنا صدقہ کی مثل ہے:

اہل وعیال پر خاوند جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اللہ عزوجل کی راہ میں صدقہ دینے کی مانند ہے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْبَدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَا اَنْفَقَ عَلٰٓی اَهْلِهٖ نَفَقَةً وَّهُوَ یَحْتَسِبُهَا کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً

(صحیح مسلم جلد سوم کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۳۷)

ترجمہ: "حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔"

لہٰذا خاوند کے لئے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتے وقت طلب ثواب کی نیت رکھنا ضروری ہے۔

افضل دینار:

اہل و عیال پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے وہ بڑی فضیلت والی ہوتی ہے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُّنْفِقُهٗ عَلٰى عِيَالِهٖ وَ دِيْنَارٌ يُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ دِيْنَارٌ يُّنْفِقُهٗ عَلٰٓى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَاَيُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ رَّجُلٍ يُّنْفِقُ عَلٰى عِيَالٍ صِغَارٍ يُّعِفُّهُمْ اَوْ يَنْفَعُهُمُ اللهُ بِهٖ وَيُغْنِيْهِمْ (صحیح مسلم جلد سوم کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دینار جسے آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہے جسے وہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے اور اسی طرح وہ دینار جسے وہ اپنے جائز کاموں پر خرچ کرتا ہے اللہ کی راہ میں اور

وہ دینار جسے وہ خرچ کرتا ہے اپنے رفقاء پر اللہ کی راہ میں اور ابوقلابہ رضی اللہ عنہ نے شروع کیا عیال سے اور پھر کہا اس سے بڑھ کر ثواب اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرنا ہے اور نفع دے انہیں اللہ اس کے سبب سے اور بے پرواہ کر دے اسے۔"

اس حدیث پاک میں اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کئے جانے والے مال کے چار درجے بتائے گئے ہیں کہ پہلا درجہ اس مال کا ہے جو خاوند اپنی بیوی اور بچوں پر خرچ کرتا ہے اور پھر اس مال کا درجہ ہے جو فی سبیل اللہ دیا جاتا ہے اور پھر وہ مال ہے جو انسان اپنے چوپایوں پر خرچ کرتا ہے اور پھر اس مال کا درجہ ہے جو انسان اپنے دوستوں پر خرچ کرتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ افضل درجہ اہل وعیال پر مال خرچ کرنے کا ہی ہے۔

زیر کفالت پر خرچ کرنا ضروری ہے:

بیوی اور بچوں کی کفالت خاوند ہی پر عائد ہوتی ہے لہٰذا جو شخص اپنے اہل و عیال پر جان بوجھ کر خرچ نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا اور اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ یَّوْمٍ یُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَكَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّ یَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا

(صحیح مسلم جلد سوم کتاب الزکوٰۃ حدیث ۴۰ تا ۴۱)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر روز بوقت صبح دو فرشتے اترتے ہیں اور ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روکنے والے کا مال برباد کر دے۔“

نفقہ کی مقدار:

حضرت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کا جو نفقہ مرد کے ذمہ ہے وہ صرف تین چیزیں ہیں۔

۱۔ طعام

۲۔ قیام گاہ

۳۔ لباس

اس سے زائد جو کچھ بھی خاوند اپنی بیوی کو دیتا ہے یا اس پر خرچ کرتا ہے وہ ہمدردی اور احسان ہے۔

بعض علماء کا قول ہے کہ نفقہ کی مقدار دونوں کی معاشی حیثیت پر مبنی ہے اور اگر دونوں مالدار ہیں تو نفقہ مالداروں کی طرح ہوگا اور اگر دونوں غریب ہیں تو نفقہ بھی غرباء کی مانند ہوگا۔ اگر بیوی غریب گھر کی ہے اور خاوند مالدار ہے یا بیوی مالدار ہے اور خاوند غریب ہے تو اس صورت میں خاوند کا اعتبار ہوگا۔ اگر خاوند مالدار ہے تو بیوی کو اپنی حیثیت کے مطابق خرچہ دے گا اور اگر غریب ہے تو پھر اپنی غریبانہ حیثیت کے مطابق اسے خرچہ دے گا۔

اگر میاں بیوی میں نفقہ کے معاملہ میں اختلافِ رائے ہو جائے اور بیوی

زیادہ خرچے کا مطالبہ کرتی ہو اور خاوند دینے کا اہل نہ ہو تو خاوند کی بات معتبر تصور ہوگی اور اگر خاوند مالدار ہو لیکن خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتا ہو جس سے بیوی کی ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں تو پھر عورت گھر کے لئے اپنے خاوند کے مال سے صرف اتنا خرچ کر سکتی ہے جو اس کی ذاتی کفالت کے لئے ضروری ہو۔

حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ سال بھر میں عورت کے لئے کتنی مرتبہ کپڑے بنا کر دینا لازم ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا غریب کے لئے تین مرتبہ اور امیر پر چار مرتبہ اور صحیح یہ ہے کہ جب بوسیدہ ہو جائے تو بنائے اور کپڑا درمیانے درجہ کا دینا چاہیے، نہ ہی بہت عمدہ اور نہ ہی بہت باریک اور نہ ہی بہت موٹا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری)

عدل اور برابری کا سلوک

دو یا اس سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں مرد پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ تمام بیویوں کے مابین عدل و انصاف کو مدنظر رکھے اور ان کے کھانے، پینے اور رہائش و دیگر ضروریات میں برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے اور اگر ان کو ماہانہ جیب خرچ دیتا ہو تو ہر بیوی کو یکساں خرچہ دینا چاہیے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیویوں کے درمیان یکساں سلوک نہ کرے گا تو قیامت کے دن اسے سزا ملے گی کیونکہ ایک سے زائد بیویاں ہوتے ہوئے ایک طرف زیادہ مائل ہونا نامناسب ہے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَهٗ اِمْرَاَتَانِ یَمِیْلُ مَعَ اِحْدَاهُمَا عَلَی

الْاُخْرٰی جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَحَدُ شِقَّیْهِ سَاقِطٌ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۹۶۹)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دیتا ہو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ ڈھلکا ہوا ہوگا۔"

اس حدیث پاک میں ایک سے زائد بیویوں میں برابری اور عدل نہ کرنے کی وجہ سے جو سزا ملے گی اس کا ذکر ہے یعنی بیویوں میں انصاف نہ کرنے والا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا جسم ساقط ہوگا لہٰذا یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ بیویوں کے نان نفقہ اور دیگر معاملات میں ہر طرح سے عادلانہ طرزِ عمل ہو تا کہ کسی بیوی کو فرق یا امتیاز کی شکایت کا موقع نہ ملے۔

اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے میں بھی برابری کا رویہ اختیار کرنا چاہئے یعنی ہر ایک کے پاس باری باری رات گزاری جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں اور آپ ﷺ نے ان کے پاس جانے کے لئے باری مقرر فرما رکھی تھی تا کہ ہر ایک سے یکساں سلوک ہو اور اس کے متعلق حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ بَیْنَ نِسَائِهٖ ثُمَّ یَعْدِلُ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ (سنن نسائی جلد دوم کتاب عورتوں کے ساتھ حسن سلوک حدیث ۱۳۰۵)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ہاں باری باری قیام پذیر ہوتے اور پھر فرماتے اے اللہ! میرا یہ کام ہے جس میں مجھے اختیار ہے لہٰذا تو مجھے اس کام میں نہ پکڑ اور جس کا تو مالک ہے وہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ازدواجی تعلقات میں یکساں سلوک فرماتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں ان کے پاس باری باری جاؤ تاکہ کسی کے حق زوجیت میں کمی نہ ہو۔

عَنْ عَطَآءٍ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْا وَلَا تُزَلْزِلُوْا وَارْفُقُوْا فَإِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ فَكَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَّلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الرضاع صفحہ ۸۰ تا ۸۱)

ترجمہ: "حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مقامِ سرف پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں حاضر تھے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا خیال رکھنا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ

ہیں اور پھر جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو ہلانا نہیں اور بہت نرمی سے
چلنا اور رسول اللہ ﷺ کی نو بیویاں تھیں اور ان میں سے آٹھ کے
لئے باری مقرر تھی اور ایک کے لئے نہیں تھی۔"

(ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خوشی سے دے دی تھی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوگئی تھیں)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ میں عدل و انصاف کرنے کا وصف بہت نمایاں ہے اور یہی بات ایک اور حدیث پاک میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ قَالَ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْعُ نِسْوَةٍ فَکَانَ اِذَا قَسَمَ بَیْنَهُنَّ لَا یَنْتَهِیْ اِلَی الْمَرْاَةِ الْاُوْلٰی اِلَّا فِیْ تِسْعٍ فَکُنَّ یَجْتَمِعْنَ کُلَّ لَیْلَةٍ فِیْ بَیْتِ الَّتِیْ یَاْتِیْهَا فَکَانَ فِیْ بَیْتِ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا فَمَدَّ یَدَهٗ اِلَیْهَا فَقَالَتْ هٰذِهٖ زَیْنَبُ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا فَکَفَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ فَتَقَاوَلَتَا حَتّٰی اسْتَخْبَتَا وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَمَرَّ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی ذٰلِكَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَهُمَا فَقَالَ اُخْرُجْ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّلٰوةِ وَاحْثُ فِیْٓ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ الْاٰنَ یَقْضِی النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهُ فَيَجِيْئُ اَبُوْبَكْرٍ فَيَفْعَلُ بِيْ وَيَفْعَلُ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهُ اَتَاهَا اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهَا قَوْلًا شَدِيْدًا وَّقَالَ اَتَصْنَعِيْنَ (صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الرضاع صفحہ ۷۸ تا ۷۹)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ جب ان میں باری کرتے تھے تو پہلی بیوی کے پاس نویں دن تشریف لاتے تھے اور آپ ﷺ کی بیویوں کا قاعدہ تھا کہ جس گھر میں آپ ﷺ ہوتے تھے اس گھر میں جمع ہوتی تھیں۔ ایک دن آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر موجود تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ ﷺ نے ان کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی جانب سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مابین تکرار ہونے لگی یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ اس دوران اقامت ہوگئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! نماز کے لئے آئیے اور ان کے منہ میں خاک ڈالئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نماز کے لئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھ کر آئیں گے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ ہوں

گے تو وہ مجھ پر خفا ہوں گے اور پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھ
چکے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا اور کہا تم ایسا کرتی ہو یعنی چیختی اور آواز بلند
کرتی ہو۔"

ایک رات میں بیک وقت دو بیویوں کے ساتھ شب باشی جائز نہیں ہے
البتہ اگر وہ دونوں بیویاں اس کی اجازت دے دیں اور خود بھی اس کے لئے تیار ہوں
تو پھر جائز ہے۔

مقیم کے حق میں اصلی باری کا تعلق رات سے ہے۔ دن رات کا تابع ہے
ہاں! جو شخص رات میں اپنے کام کاج میں مشغول رہتا ہو مثلاً چوکیداری وغیرہ کرتا ہو
اور اس کی وجہ سے وہ رات اپنے گھر میں بسر نہ کرسکتا ہو تو اس کے حق میں اصل باری کا
تعلق دن سے ہوگا۔

درمختار میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس پر ان
بیویوں کے پاس رات میں رہنے اور ان کے کھلانے پلانے میں برابری کرنا واجب
ہے اور ان کے ساتھ جماع کرنے یا نہ کرنے اور پیار و محبت میں برابری کرنا واجب
نہیں بلکہ مستحب ہے۔

کسی عورت کا جماع سے متعلق اس کے شوہر پر جو حق ہوتا ہے وہ ایک بار
جماع کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ جماع کرنے کے بارے میں شوہر خود مختار ہے کہ
جب چاہے کرے لیکن کبھی کبھی جماع کر لینا اس پر دیانۃً واجب ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا
لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ

لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۹۶)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ نے اپنی باری کا دن انہیں یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ ان کے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو دن رہتے تھے ایک ان کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی باری کا اور دوسرا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی باری کا۔"

بعض علماء نے کہا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے طلاق نہ دیجئے تاکہ قیامت کے دن آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں میرا حشر ہو اور اپنی باری انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی مگر یہ خیال درست نہیں ہے کہ محض ان کی پیرانہ سالی کی بناء پر آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا کیونکہ بیوی کے بوڑھی ہو جانے کا یہ تقاضہ نہیں ہے کہ اسے طلاق دے کر الگ کر دیا جائے بلکہ غزوہ بدر کے دن ان کے کچھ رشتہ دار مشرکین کی طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے تھے جن کے بارے میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اظہارِ غم کیا اور مرثیہ کے کچھ اشعار کہے تھے اس بناء پر ناخوش ہو کر آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا قصد کیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ جب سفر پر جاتے تو اس وقت ہر بیوی کو تو اپنے ساتھ نہ لے جا سکتے تھے لہٰذا آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین قرعہ اندازی کرتے تھے تاکہ جس کا نام نکل آئے اسے ساتھ لے جائیں اور ایک وقت میں جب ہر

بیوی کسی کام میں شامل نہ ہو سکتی ہو تو قرعہ سے انتخاب کر لینا بھی عدل اور برابری کے زمرے میں آئے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَافَرَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ

(سنن ابن ماجہ جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۹۷۰)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین قرعہ اندازی فرماتے تھے۔"

نرمی و شفقت کا روّیہ

خوشحال زندگی کا راز نرم اور مشفقانہ رویے میں ہے۔ بالعموم دیکھا جاتا ہے کہ مرد اگر تلخ کلام ہو اور ذرا ذرا سی بات پر طعنے مارے تو عورت کا جینا مشکل ہو جاتا ہے اور عورت کی گھریلو زندگی جہنم بن کر رہ جاتی ہے۔ اس لئے پرسکون ماحول کے لئے ضروری ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ نرمی اختیار کرے۔ اپنی بیوی کو کبھی بھی سیرت و صورت کا طعنہ نہ مارے اور عورت کے ورثاء پر بھی نکتہ چینی نہ کرے اور نہ ہی کبھی عورت کے ماں باپ اور بہن بھائی کے سامنے اسے برا کہے۔ اگر مرد ایسی باتیں کرے گا تو عورت کے دل سے مرد کی محبت جاتی رہے گی بلکہ نفرت پیدا ہونے کا بھی امکان ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ میاں بیوی میں اختلافات پیدا ہونے کا خطرہ ہے جس سے دونوں کی زندگی کہیں تلخ نہ ہو جائے اور گھر کی خوشگوار زندگی کہیں عذاب نہ بن جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی پیارے انداز میں اپنی امت کو نرمی اور شفقت کا درس یوں

دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِیْ جَارَهٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَ اِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۷۱)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسایہ کو تنگ نہ کرے اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں سے بھلائی کرتے رہنا کیونکہ عورتوں کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی اوپر ہی کی طرف سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے ایک دم سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور یہی ہو گا وہ سیدھی نہ ہو گی اور اگر رہنے دو گے تو خیر ٹیڑھی رہ کر رہے گی اور میں تمہیں عورتوں کے معاملہ میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔"

عورت چونکہ فطرتاً ضدی طبیعت رکھتی ہے اور اکثر معاملات میں عورتیں اپنے خاوندوں سے سخت رویہ اختیار کرتی ہیں جس سے گھر کا سکون خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں عورتوں کے بارے میں نیکی کرنے کی نصیحت فرمائی ہے لہٰذا اپنی بیوی سے ہمیشہ اچھا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہئے۔

عورت کو معاشرے میں جو بلند مقام حاصل ہوا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اسی تعلیم کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ عورت کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور فرمان یہ ہے۔

عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا عَسٰى اَحَدُكُمْ اَنْ يَّضْرِبَ اِمْرَأَتَهٗ ضَرْبَ الْاَمَةَ اَلَا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ (براز)

ترجمہ: "حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح مارے گا سنو تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے نرم رویہ اختیار کرتا ہو۔"

اس حدیث کے مطابق اچھے خاوند کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی سے نرم رویہ اختیار کرتا ہو چنانچہ بیوی کی کوتاہیوں سے ہمیشہ درگزر کرنا ہی بہتر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کے مردوں میں سب سے بہتر مرد وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اس طرح مہربانی سے پیش آئے جس طرح ماں اپنے بچے کے ساتھ پیش آتی ہے۔ ایسے مرد کے لئے ہر دن میں اور رات میں صبر اور شکر کے ساتھ اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والے سو آدمیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

لونڈی پر احسان کرنے کا ایک

ایک لونڈی کے ساتھ احسان کرنے کا ایک واقعہ حدیث پاک میں یوں بیان ہوا ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ اَنَّهُ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ جَارِيَةً لِيْ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لِّيْ فَجِئْتُهَا وَقَدْ فُقِدَتْ شَاةٌ مِّنَ الْغَنَمِ فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ اَكَلَهَا الذِّئْبُ فَاَسِفْتُ عَلَيْهَا وَكُنْتُ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ اَفَاُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ اللهُ فَقَالَتْ فِي السَّمَاءِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقْهَا

(موطا امام مالک کتاب الاعتق حدیث ۱۳۷۹)

ترجمہ: "حضرت عمر بن حکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک لونڈی بکریاں چرا رہی تھی اور جب میں وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک بکری کم ہے۔ میں نے اس سے پوچھا ایک بکری کہاں ہیں؟ وہ بولی اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ مجھے غصہ آیا اور میں انسان تھا چنانچہ میں نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مار دیا اور میرے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے کیا میں اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے فرمایا اللہ عزوجل کہاں ہے؟ وہ بولی آسمان پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا میں کون ہوں؟ وہ بولی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے

رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔“

لونڈی کے منہ پر طمانچہ مارنے کے ازالے میں اس لونڈی کو آزاد کر دیا گیا اور دین اسلام میں عورت سے مشفقانہ رویہ کی یہ بہترین مثال ہے۔

بیوی سے درگزر کرنا:

کہا جاتا ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی بیوی کی شکایت کی غرض سے حاضر ہوا۔ جب وہ دروازے پر پہنچا تو اسے اندر سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی کچھ تیز کلامی کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنے دل میں یہ سوچ کر واپس لوٹنے لگا کہ میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا اور یہاں بھی وہی معاملہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے واپس بلایا اور پوچھا کہ تو کیا کہنے آیا تھا؟ وہ بولا میں تو اس ارادہ سے آیا تھا کہ میں اپنی بیوی کا شکوہ آپ رضی اللہ عنہ سے کروں گا مگر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کا معاملہ معلوم ہوا تو میں واپس جانے لگا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ذمہ اس کے کچھ حقوق ہیں جس کی وجہ سے میں اس سے درگزر کرتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ وہ میرے اور دوزخ کے مابین آڑ ہے وراس کی وجہ سے میرا دل حرام سے بچا رہتا ہے۔

اور دوسرے یہ کہ میں باہر چلا جاتا ہوں تو وہ میرے مال و متاع کی رکھوالی کرتی ہے۔

تیسرے یہ کہ وہ میرے کپڑے دھوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ وہ میری اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے۔ پانچویں یہ کہ وہ میرا کھانا پکاتی ہے۔ یہ سن کر وہ شخص کہنے

لگا یہ سب فوائد تو مجھے بھی حاصل ہیں لہٰذا جیسے آپ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی سے درگزر کرتے ہیں میں بھی آئندہ سے ایسے ہی کروں گا۔

بے تکلفی اور مزاج شناسی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی بے تکلف زندگی گزارتے تھے اور ان کے مزاج کا لحاظ رکھتے ہوئے دنیوی معاملات کو بخوبی سرانجام دیتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کو جس طرح پہچانتے تھے اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَّاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَّاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء وما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۱۰۶)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو؟ میں نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پہچانتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ

سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! یارسول اللہ ﷺ! میں صرف آپ ﷺ کا اسم ترک کرتی ہوں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بیوی کبھی ناراض ہو جائے تو بڑی خوش اسلوبی سے اسے راضی کر لینا چاہیے۔ مقصد یہ ہے کہ بیوی پر ہر وقت رعب ہی رعب نہ ڈالا جائے بلکہ نرمی بھی اختیار کی جائے۔

اس طرح کی ایک اور حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلٰى رِجْلَيَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِيْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبَقَةِ

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء وما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۱۱۲)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھی اور میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دوڑ لگائی اور میں دوڑنے میں آگے نکل گئی۔ پھر جب میں کچھ بھاری ہوگئی تو میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دوڑ لگائی اور آپ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمایا یہ اس سبقت کا عوض ہوگیا۔"

یہ حدیث اپنی بیویوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے حسن معاشرت کی

ایک مثال ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہمراہ ایک پر مسرت اور خوشگوار زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی بیویوں کے حق میں بہت مہربان اور ہنس مکھ تھے۔

نیز اس روایت میں امت کے لئے یہ بھی سبق ہے کہ اپنی عائلی زندگی میں حضور نبی کریم ﷺ کے اس حسن معاشرت کی پیروی کی جائے اور اپنی بیویوں کے ساتھ ہنسی خوشی اور باہمی پیار و محبت کے ساتھ رہا جائے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جوتے خود ہی سی لیتے تھے اور کپڑوں میں پیوند لگا لیتے تھے اور اپنے گھر کے تمام کام کر لیتے تھے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ہمراہ مل کر گوشت بنا لیتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر والوں نے ہمارے پاس رات کے وقت بکری کے گوشت کا ایک پارچہ بھیجا اور میں نے وہ پارچہ پکڑا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی بوٹیاں بنائیں اور آپ ﷺ کو خوشبو بے حد پسند تھی اور بدبو سے آپ ﷺ کو سخت کراہت تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے صوف کا جبہ سیا۔ آپ ﷺ نے اسے زیب تن کیا۔ پسینہ کی وجہ سے صوف کی بو محسوس کی تو اسے اتار دیا۔ آپ ﷺ کو خوشبو بے حد پسند تھی۔

(مسند امام احمد، سنن نسائی، احیاء العلوم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی سونے کی جگہ میں برائی نہیں نکالی۔ اگر آپ ﷺ کے لئے بستر لگا دیا جاتا تو آپ ﷺ اس پر لیٹ جاتے ورنہ زمین پر آرام فرماتے تھے اور آپ ﷺ چٹائی پر کچھ بچھائے

بغیر بھی لیٹ جاتے تھے اور آرام فرماتے تھے اور آپ ﷺ کے پاس چمڑے کا ایک بستر تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اس گدے کی لمبائی دو ہاتھ اور چوڑائی ایک ہاتھ اور ایک بالشت تھی اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا بستر اتنا بڑا تھا جتنی بڑی جگہ میں انسان قبر کے اندر رکھا جاتا ہے۔ (احیاء العلوم)

بیوی کی حوصلہ افزائی

بیوی کے حقوق میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جائز باتوں پر اپنی بیوی کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس کی عادات اور شوق کا خیال رکھا جائے بالخصوص جب عورت کی عمر ذرا کم ہو اور اس کی عادتوں میں بچپن دکھائی دے تو ان سے درگزر کر دینا چاہیے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ

(مراۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء و ما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۱۰۴)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے تو وہ چلی جاتی تھیں اور آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیج دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلنے لگ جاتی تھیں۔"

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ بیوی کے جذبات اور خیالات کی دلداری کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اس کا ایسا شوق جو خلافِ شریعت نہ ہو اسے برداشت کرنا چاہیے۔ غرضیکہ بیوی سے ہنسی خوشی سے رہنا چاہیے اور اس طرح میاں بیوی کی زندگی میں اطمینان اور سکون کی دولت میسر رہے گی اور دونوں کا نباہ اچھی طرح ہو جائے گا۔ اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَآئِهٖ لِاَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَ عَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجَلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا اَقْدَرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء و ما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۱۰۵)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں اللہ کی قسم! میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ میرے حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے اور حبشی بچے مسجد میں نیزہ بازی کرتے تھے اور آپ ﷺ مجھے اپنی چادر سے پردہ کراتے تا کہ میں آپ ﷺ کے مبارک گوش و دوش کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھوں پھر آپ ﷺ میری وجہ سے کھڑے رہتے حتیٰ کہ میں خود چلی جاتی تھی اور اس سے تم نو عمر لڑکیوں کی کھیل

سے دلچسپی کا اندازہ کر سکتے ہو۔"

یہ واقعہ پردہ واجب ہونے سے پہلے کا ہے۔اس واقعہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی اپنی زوجہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خوش اخلاقی اور دلجوئی ظاہر ہوتی ہے لہٰذا آپ ﷺ کی اتباع میں ہر خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی خوشی کو مقدم جانے اور جس قدر ممکن ہو اس کے شوق کا خیال رکھے۔اس سے میاں بیوی کے تعلقات آپس میں بہت خوشگوار رہیں گے۔آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے زندگی کے ہر معاملے میں بڑی نرمی سے پیش آتے تھے۔غرضیکہ اٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے، گھر کے اندرونی اور بیرونی معاملات میں اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی بہت دلداری اور پاسداری فرماتے تھے۔اس لئے ہر مسلمان کو اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر اپنی گھریلو زندگی کو پر کیف گزارنا چاہیے جس میں میاں بیوی میں تلخی والی باتیں نہ ہوں بلکہ سکھ ہی سکھ ہو۔

حدیث میں مسجد سے مراد مسجد سے ملحقہ جگہ تھی جہاں وہ حبشی نیزہ بازی کے کمالات کی مشق کر رہے تھے۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چھوٹے نیزے کے ساتھ ان کا یہ کھیل دشمنانِ دین کے ساتھ جنگ کے حکم میں تھا اور تیراندازی کی طرح جنگ کی تیاری تھی لہٰذا یہ کھیل عبادت کے حکم میں تھا اور عید کے دن تھا جبکہ کھیل مباح ہوا اور عید کے دن ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے منع کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج عید کا دن ہے انہیں منع نہ کرو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نوعمر تھیں کیونکہ نوعمری میں بعض لڑکیاں کھیلوں کے دیکھنے کی بڑی شوقین ہوتی ہیں چنانچہ اسی لئے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں

جتنی دیر تک کھڑی رہتی حضور نبی کریم ﷺ میری خاطر کھڑے رہتے۔

یہ حضور نبی کریم ﷺ کا حسن معاشرت اور حسن اخلاق کا کمال تھا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت اور ان پر آپ ﷺ کی عنایت کا نتیجہ تھا۔

(اشعۃ اللمعات)

عورتوں کی حوصلہ افزائی کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَأَةٍ عَجُوْزٍ اِنَّهُ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوْزٌ فَقَالَتْ وَمَا لَهُنَّ وَ كَانَتْ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهَا اَمَا تَقْرَئِيْنَ الْقُرْاٰنَ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا

(مشکوۃ شریف جلد دوم باب المزاح حدیث ۴۶۶۹)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہ ہوگی۔ اس نے عرض کیا کیا وجہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جائے گی جبکہ وہ قرآن مجید پڑھتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم قرآن مجید نہیں پڑھتی ہو (اللہ عزوجل نے فرمایا ہے) ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا تو انہیں کنواریاں بنایا۔"

بیوی کے جذبات کالحاظ رکھنا

جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کالحاظ رکھنا ضروری ہے ایسے ہی مردوں کو بھی لازم ہے کہ وہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ عورت کی سیرت وصورت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے، نہ ہی عورت کے ماں باپ اور عزیز واقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذابِ جان بن جاتی ہے۔

مرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی بھی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو کیونکہ اگر چہ عورت جبراً قہراً وہ کام کر دے گی مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

عورت اگر اپنے میکے سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہئے کہ اگر چہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی پرتپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تا کہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔

عورت کے پیش کئے ہوئے تحفوں کو ہرگز ہرگز کبھی نہ ٹھکرائے اور نہ ہی ان کو حقیر بتائے اور نہ ہی ان میں عیب نکالے ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ تو جوڑا جا سکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح ٹوٹا ہوا دل جڑ جائے تو پھر بھی دل میں داغ دھبہ باقی رہ جاتا ہے۔

شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے اور گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن. لباس اور بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہی چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں اور اس فرمان پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہیے۔ (جنتی زیور)

بیوی کی رازداری کو قائم رکھنا

عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان نہ کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلَی امْرَاَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ

ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا (صحیح مسلم جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۵۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کے نزدیک قیامت میں لوگوں میں سب سے زیادہ براوہ شخص ہوگا جو اپنی عورت کے پاس جائے اور عورت اس کے پاس آئے اور پھر اس کا بھید ظاہر کرے۔"

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْاَمَانَۃِ عِنْدَ اللہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلَی امْرَاَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا (صحیح مسلم جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۵۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بڑی امانت اللہ تعالیٰ عزوجل کے نزدیک قیامت کے دن یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے صحبت کرے اور عورت مرد سے اور پھر وہ اس راز کو ظاہر کردے۔"

دین اسلام نے میاں بیوی کے باہمی تعلقات کو پردہ داری میں رکھنے کی تعلیم دی ہے اس لئے جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرے تو اس کیفیت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے اور جو شخص اس پردہ کو قائم رکھے وہ بہت اچھا انسان شمار کیا جائے گا اور جو شخص عورت کی اس رازداری کو فاش کرے تو وہ اللہ عزوجل کی نظر میں بہت برا انسان ہے۔ اس لئے خاوند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی

راز داری کو قائم رکھے۔

کسی کے پوشیدہ عیب کو چھپانے میں بہت درجہ ہے۔اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيٰى مُوْءٗ وْدَةً (جامع ترمذی کتاب نیکی وصلہ رحمی کا بیان جلد اول حدیث ۱۹۹۳)

ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی کے پوشیدہ عیب دیکھ کر اسے چھپائے گا گویا اس نے زندہ درگور لڑکی کو پھر زندہ کیا۔“

بدگمانی کی ممانعت

عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ بلا تصدیق و ثبوت خاوند اس پر نہ بدگمانی کا اظہار کرے اور نہ ہی تہمت لگائے اور اس سلسلے میں ہمیشہ سمجھ اور احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ بعض مرد بڑے شکی مزاج ہوتے ہیں اور اکثر اوقات بے بنیاد باتوں کی بناء پر اپنی بیوی پر بدگمانی کرنے لگتے ہیں جس سے بیوی کے دل میں نفرت کے جذبات پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق آپ ﷺ نے ایک عورت پر بدگمانی کرنے والے کو ایک قوی دلیل کے ذریعے سمجھایا کہ تمہاری عورت نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَأَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْکَرْتُہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُھَا قَالَ حُمُرٌ قَالَ ھَلْ فِیْھَا مِنْ اَوْرَقٍ قَالَ اِنَّ فِیْھَا لَوُرْقًا قَالَ فَاَنّٰی تُرٰی ذٰلِکَ جَاءَ ھَا قَالَ عِرْقٌ نَزَعَھَا قَالَ فَلَعَلَّ ھٰذَا عِرْقٌ نَزَعَہٗ وَلَمْ یُرَخِّصْ لَہٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْہُ

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب اللعان حدیث ۳۱۶۷)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا میری بیوی نے کالا بچہ جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں؟ اس نے عرض کیا سرخ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے عرض کیا ان میں خاکستری رنگ کا بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ رنگ کہاں سے آیا؟ اس نے عرض کیا کسی رگ نے کھینچا ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید اسی رگ نے تیرے بچے میں بھی کالا رنگ پیدا کر دیا ہو گا اور آپ ﷺ نے اسے بچے سے انکار کرنے کی اجازت نہ دی۔"

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ بیوی پر بغیر دلیل اور قوی ثبوت کے بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ اعرابی نے بچے کو کمزور اور کالا دیکھ کر یہ اندازہ لگایا کہ یہ بچہ میرا

نہیں اور بیوی پر تہمت کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قوی دلیل کے ذریعے اسے بتایا کہ انکار نہ کرو یہ بچہ تمہارا ہی ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ جب تک قوی دلائل نہ ہوں بچے کو حرامی قرار دینا درست نہیں ہے اور اس کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اِنَّ عُوَيْمِرَ الْعَجْلَانِيِّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَايْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ اِمْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَيَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اُحَيْمِرَ كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ اِلٰى اُمِّهٖ

(مشکوۃ شریف جلد دوم کتاب اللعان حدیث ۳۱۶۰)

ترجمہ: "حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسی کو پاکر قتل کر دے تو آپ ﷺ اسے قتل کر دیں گے لہذا وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور بیوی کے متعلق حکم نازل ہو گیا ہے تم جاؤ اسے لے آؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب دونوں فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اسے رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹ بولا تھا لہذا اسے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھتے رہنا اگر لڑکا سیاہ رنگ، بڑی آنکھوں والا، موٹے سرینوں والا اور موٹی پنڈلیوں والا ہو تو میں یہی گمان کروں گا کہ عویمر (رضی اللہ عنہ) نے عورت کے متعلق سچ کہا اور اگر وہ ایسا بچہ جنے جس کا رنگ سرخ ہو تو پھر عویمر (رضی اللہ عنہ) نے جھوٹ بولا ہے۔ اس عورت نے ویسا ہی بچہ جنا جس کی نشانیاں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی جس سے عویمر (رضی اللہ عنہ) کی تصدیق ہو گئی اور بعد میں وہ لڑکا اپنی ماں سے منسوب ہوا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ بیوی پر جب بھی کسی برائی کا الزام لگایا جائے تو اس کا ثبوت تمہارے پاس ہونا چاہئے لہذا بدگمانی کی بناء پر تہمت نہیں

لگانی چاہئے اور بدگمانی کے باعث گھر تباہ ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اس کے علاوہ مرد کو یہ بھی چاہئے کہ وہ اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت کے ساتھ کوئی تعلق ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لئے بھی صبر وقرار نصیب نہیں ہو سکتا۔

یاد رکھو کہ جس طرح کوئی شوہر یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز یا تعلق ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط سے کام لے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کر دے گا۔

مہر وصول کرنے کا حق

مہر اس معاوضے کو کہا جاتا ہے جو نکاح کے موقع پر خاوند کی جانب سے عورت کے لئے حقوق زوجیت کی بناء پر مقرر کیا جاتا ہے۔ مہر نکاح کی ضروری شرائط میں سے ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کر لے کہ مہر نہیں دیا جائے گا تو اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ مُّحۡصِنِيۡنَ غَيۡرَ مُسٰفِحِيۡنَ ؕ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً ؕ (النساء:۲۴)

ترجمہ: "اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو قید لاتے نہ پانی گراتے تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو تو ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا مہر مقرر ہوا اس لئے آپ ﷺ کی اتباع میں مہر مقرر کرنا سنت ہے۔

شریعت اسلامیہ نے مہر کی کسی خاص مقدار کو معین کر کے واجب قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس کی زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اسے خاوند کی حیثیت اور استطاعت پر موقوف کیا گیا ہے یعنی جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اسی قدر مقرر کرے البتہ شریعت میں کم از کم مقدار مقرر کی گئی ہے تا کہ اس سے کم مقرر نہ کیا جائے اور اس کے متعلق احادیث ذیل ہیں۔

عَنۡ اَبِيۡ سَلَمَةَ ابۡنِ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلۡتُ عَآئِشَةَ زَوۡجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ كَمۡ كَانَ صَدَاقُ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَتۡ كَانَ صَدَاقُهٗ لِاَزۡوَاجِهٖ ثِنۡتَيۡ عَشۡرَةَ اَوۡقِيَةً وَّنَشٌّ قَالَتۡ اَتَدۡرِيۡ مَا النَّشُّ قَالَ قُلۡتُ لَا قَالَتۡ نِصۡفُ اَوۡقِيَةٍ فَتِلۡكَ خَمۡسُ مِائَةِ دِرۡهَمٍ وَهٰذَا صَدَاقُ رَسُوۡلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَزْوَاجِهٖ

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب النکاح صفحہ ۳۶)

ترجمہ: "حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا حق مہر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا بارہ اوقیہ چاندی اور نش ہوتا تھا۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ انہوں نے فرمایا نصف اوقیہ اور یہ پانچ سو درہم ہو گئے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج کے لئے حق مہر تھا۔"

عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ اَبُوْطَلْحَةَ اُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صِدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْاِسْلَامُ اَسْلَمَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ قَبْلَ اَبِيْ طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ اِنِّيْ قَدْ اَسْلَمْتُ فَاِنْ اَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ فَاَسْلَمَ فَكَانَ صِدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا

(سنن نسائی جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۲۵۲)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور ان کا مہر اسلام تھا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے قبل مسلمان ہوئیں اور پھر جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواباً کہا میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو میں تم سے نکاح کر

لوں گی چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے اور ان کا مہر اسلام قرار پایا۔"

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ عَلٰى صَدَاقٍ اَوْ حِبَاءٍ اَوْ عِدَّةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ اُعْطَاهُ وَاَحَقُّ مَا اُكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ اَوْ اُخْتُهُ اللَّفْظُ لِعَبْدِ اللهِ

(سنن نسائی جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۲۶۵)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت نے مہر یا بخشش پر یا بخشش کے وعدہ پر نکاح کیا تو یہ سب چیزیں عورت کی ہیں اور جو کچھ نکاح کے بعد ہو گا وہ دینے والے شخص کا حق ہے اور انسان کی عظمت اور عزت بیٹی اور بہن کی وجہ سے ہے یعنی اگر لڑکی اور بہن کو دوسرے کے نکاح میں دینے یا اپنے نکاح میں ان کو لانے سے خوش رکھے گا تو ایسا شخص قابل تعریف سمجھا جائے گا۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطِهَا شَيْئًا قَالَ مَا عِنْدِيْ قَالَ فَاَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ (سنن نسائی)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

سے نکاح کرنا چاہا تو کہا کہ اسے کچھ دو۔ انہوں نے عرض کیا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری زرہ حطمیہ کہاں ہے؟"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین عورتیں وہ ہیں جن کے مہر ہلکے پھلکے ہوں۔

عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَقُّ مَا اَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجِ (صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۳۷)

ترجمہ: "حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب شرطوں میں جن کو تم پورا کرو ان شرطوں کا پورا کرنا ضروری ہے جن کی وجہ سے تم نے عورتوں کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حلال کیا۔"

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ جَاءَ اِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ اَثَرُ صَفْوَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۳۹)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے اوپر زردی کا نشان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مہر کیا دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ایک گٹھلی برابر سونا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ولیمہ بھی کرو خواہ ایک بکری ہی تمہیں میسر آئے۔“

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کریں کہ عورت کی برکت اور خوبی یہ ہے کہ اس کا مہر تھوڑا ہو۔ نکاح کی سہولت سے کم خرچ میں ہوا ہو اور وہ خوش اخلاق اور دیندار ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ ہو اور نکاح دشواری سے ہوا ہو اور وہ بد اخلاق و بے دین ہو۔

(سنن ابی داؤد جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۳۴۹)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا

لَكَ فَرَأْ فِيهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْكِحْنِيهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اِذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِي سُوْرَةٌ كَذَا وَ سُوْرَةٌ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۳۵)

ترجمہ: "علی بن عبداللہ مدینی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اور ان سے سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اور انہوں نے ابوحازم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں اور لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس دوران ایک عورت کھڑی ہوئی اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا مناسب سمجھیں کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ جواب نہ دیا اور پھر وہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہیں ویسا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر کوئی جواب نہ دیا اور وہ تیسری مرتبہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو مناسب

سمجھیں وہ کریں۔اس دوران انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا یارسول اللہ ﷺ! میرا نکاح اس سے کر دیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا تیرے پاس کچھ ہے؟اس نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور ڈھونڈ کر لاؤ خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔وہ گیا اور کچھ دیر بعد آ کر کہنے لگا مجھے کچھ نہیں ملا اور نہ ہی لوہے کی کوئی انگوٹھی ملی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟اس نے عرض کیا مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا میں نے قرآن کے بدلے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں زیادہ برکت والی وہ عورت ہے جس کا مہر کم سے کم ہو اور دین میں زیادہ سے زیادہ ہو۔

وَعَنْ اَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا اَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ

(مرآۃ المناجیح جلد پنجم باب عشرۃ النساء وما لکل واحد من الحقوق حدیث ۳۰۷۴)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان سے نکاح فرمایا اور ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر مقرر ہوا اور ان پر حریسہ سے ولیمہ کیا۔"

اس بات کو ایک اور جگہ حضور نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ تمہاری عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو خوش مزاج اور ہنس مکھ ہو اور اس کا مہر بھی کم ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ الصَّدَاقُ اِذْ کَانَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ اَوَاقٍ

(سنن نسائی جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۱۲۶۰)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دس اوقیہ مہر مقرر تھا۔"

عَنْ اَبِی الْعَجْفَاءِ السُّلَمِیِّ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ فَقَالَ اَلَا لَا تُغَالُوْا بِصُدُقِ النِّسَاءِ فَاِنَّهَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَةً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللہِ لَکَانَ اَوْلَا کُمْ بِهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصْدَقَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةً مِّنْ نِّسَائِهٖ وَلَا اُصْدِقَتِ امْرَاَةٌ مِّنْ بَنَاتِهٖ اَکْثَرُ مِنْ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَّةٍ

(سنن ابی داؤد جلد دوم کتاب النکاح حدیث ۳۲۸)

ترجمہ: "حضرت ابو العجفاء سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا خبردار! عورتوں کے مہر بڑھا چڑھا کر نہ باندھا کرو کیونکہ یہ اگر دنیا میں عزت افزائی اور اللہ عزوجل کے نزدیک تقویٰ کی

بات ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ اس کے زیادہ مستحق ہوتے
حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا یا اپنی کسی
صاحبزادی رضی اللہ عنہا کا بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں باندھا تھا۔"

مہر کم باندھنا سنت ہے اور دس درہم چاندی سے کم مہر جائز نہیں ہے پس اگر کوئی دس درہم سے کم مہر مقرر کرے تو بھی دس درہم لازم آئے گا اور عورت پورے دس درہم کی مستحق ہے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ کسی صورت بھی دس درہم سے کم مہر نہ باندھا جائے۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں بنی فزارہ کی ایک عورت نے دو جوتوں پر نکاح کیا تو اس سے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم دو جوتوں کے عوض اپنے نفس و مال سے راضی ہو گئیں؟ اس نے عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا یہ نکاح جائز ہے۔ (مراۃ المناجیح جلد پنجم کتاب النکاح حدیث ۳۰۶۷)

قرآن مجید کا حکم ہے کہ اپنی بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کیا کرو جو بھی مقرر ہوئے ہوں اور جن کو تم نے منظور کیا ہو۔ ہاں! اگر عورت خود اپنی مرضی اور خوشی سے سارا مہر یا تھوڑا بہت مہر مرد کو معاف کر دے تو اسے اختیار ہے اور بغیر مہر کے نکاح کرنا جائز نہیں اور اگر کر لیا تو نکاح ہو جائے گا لیکن مہر مثل لازم ہو گا کیونکہ امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس کی نیت مہر کی رقم ادا کرنے کی ہوتی ہے اور وہ خوشی سے مہر ادا بھی کر دیتا ہے تو اس کو ہر درہم کی ادائیگی کے بدلے ایک حج کا ثواب بھی ملتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب عورت اپنے شوہر کو مہر معاف کر

دیتی ہے تو اللہ عزوجل اس عورت سے خوش ہو جاتا ہے اور اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

عورت اگر اپنا سارا مہر خوشی سے اور صدق قلب سے خاوند کو معاف کر کے بخش دے تو یہ عمل مستحب ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کو مہر معاف کر دیتی ہے اللہ عزوجل اس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے اور عورت کو ہر درہم کے عوض ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔

بیوی پر اعتماد اور بھروسہ

خاوند کو چاہئے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کر دے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں اللہ عزوجل پوچھ گچھ فرمائے گا۔

بیوی پر اعتماد کرنے کا یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی امور میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور خاوند کو کافی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی۔

اعتماد اور بھروسے کی بناء پر مرد کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے خلاف دل میں بغض نہ رکھے۔ اگر بغض رکھے گا تو پھر بد اعتمادی پیدا ہو جائے گی جس سے گھر کا نظام

نہیں چل سکے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بغض سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَفْرُكُ مُؤْمِنٌ مُّؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ اَوْ قَالَ غَیْرَهٗ

(صحیح مسلم جلد چہارم کتاب الرضاع صفحہ ۸۶)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی مومن مرد کسی مومن عورت کو دشمن نہ رکھے اور اگر اس میں ایک عادت ناپسندیدہ ہے تو اس کے سوا کوئی دوسری عادت پسندیدہ ہوگی۔“

ہر بیوی کی کچھ عادات پسندیدہ ہوتی ہیں اور بعض عادتیں ناپسندیدہ بھی ہوتی ہیں چنانچہ اس کی اچھی عادتوں سے اس کے ساتھ گزارہ کرنا چاہیے اور اس کی ناپسندیدہ عادتوں کو درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر ٹھیک ہو جائیں تو بہت بہتر ہے ورنہ زندگی کے ایام گزارنے کے لئے ان سے درگزر کر لینا چاہیے اس طرح بیوی پر اعتماد اور بھروسہ قائم رہے گا۔

بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لینا

شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے خاوند کو بیوی کی جائز باتوں میں دلچسپی لینی چاہیے کیونکہ اپنی بیوی کا گھر میں دل لگانے کے لئے اس سے دل لگی کرنا اور اس کے ساتھ ہنسی مذاق کا رویہ اختیار کرنا بالکل جائز ہے۔ اگر بیوی کے سامنے کوئی بات چیت نہ کریں گے اور بالکل خاموش رہیں گے تو گھریلو ماحول پر اجنبیت چھائی رہے گی اس

طرح گھریلو فضا دلکش اور خوشگوار نہ رہے گی۔ اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ سے ہمیں یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ اپنی بیوی کو خوش رکھنے والی باتیں بھی کبھی کبھار کرنی چاہئیں یا اس کی کسی عادت پر خود کو خوش کر لینا چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَوْ خَيْبَرَ وَفِيْ سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتِ الرِّيْحُ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِّعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ قَالَتْ بَنَاتِيْ وَرَاٰى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهٗ جَنَاحَانِ مِنْ رِّقَاعٍ فَقَالَ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَرٰى وَسْطَهُنَّ قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ وَمَا هٰذَا الَّذِيْ عَلَيْهِ قُلْتُ جَنَاحَانِ قَالَ فَرَسٌ لَهٗ جَنَاحَانِ قَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ اَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَّهٗ اَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رَاَيْتُ نَوَاجِذَهٗ

(سنن ابی داؤد جلد سوم کتاب الآداب حدیث ۱۴۹۹)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک یا خیبر سے تشریف لائے۔ ام المومنین کے طاقچے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی تو اس سے پردہ اٹھ گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں دکھائی دینے لگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ میری بچیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس پر

کپڑے کے دو پر تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہم ان کے درمیان کیا دیکھ رہے ہیں؟ عرض کیا یہ گھوڑا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کیا دو پر ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کے دو پر۔عرض کیا آپ ﷺ نے نہیں سنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تھے۔(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے اندرونی دانت دیکھے۔"

تبوک ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے دمشق جانے والی سڑک پر واقع ہے اور ۹ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے گئے لیکن دشمن کو مقابلے کی جرأت نہ ہوئی اس لئے آپ ﷺ بغیر جنگ کے واپس تشریف لے آئے۔اس غزوہ سے واپسی پر جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو گھر کے طاقچے پر ایک پردہ پڑا ہوا دیکھا اور جب ہوا چلی تو وہ پردہ ہٹ گیا اور آپ ﷺ کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کھلونے دکھائی دیئے۔آپ ﷺ نے ان سے ان کھلونوں کے متعلق دریافت کیا اور پھر انہوں نے جو جواب دیا اس جواب کو سن کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔یہ ایک طرح کی دلچسپی تھی اور علماء کرام کا اس حدیث کے بارے میں یہ قول ہے کہ اس حدیث میں جس بات کا ذکر ہے وہ تصویر کی ممانعت سے پہلے کی بات ہے۔

خاوند کو اگر عطر وغیرہ سے رغبت ہو تو مسنون ہے کہ اپنی عورت کو بھی دے بلکہ اسے لگا دے تو اس کا بہت ثواب ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی خاوند اپنی عورت کو عطر لگا دے تو جب تک اس کے بدن میں خوشبو رہتی ہے سو فرشتے خاوند کے حق میں عبادت لکھتے

رہتے ہیں اور اگر عورت اپنی کمائی سے اپنے آپ کو عطر لگائے تو صرف اسی کو ثواب ملتا ہے۔ (مسند امام احمد)

واضح رہے کہ مزاح و حسن اخلاق اور عورتوں کی خواہشات کے اتباع میں اس حد تک آگے نہ بڑھ جائے کہ بیوی کے اخلاق متاثر ہوں اور اس کی عظمت دل سے نکل جائے۔ یہ حسن معاشرت کے لئے بہت زیادہ مضر ہے بلکہ ان امور میں بھی اعتدال ضروری ہے اس طرح کہ جب بھی کوئی غیر شرعی حرکت دیکھے تو ناراض ہو جائے ورنہ منکرات پر اعانت کا دروازہ کھلے گا۔ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۱۲)

خاوند کے فرائض میں یہ فرض بھی شامل ہے کہ خاوند کو چاہئے کہ عورت کے مقابلے میں ماں باپ کی زیادہ عزت کرے اور ان کی عظمت و وقعت دل میں رکھے اور بالکل بیوی کا غلام بن کر نہ رہ جائے جس کا شکار آج کل کے اکثر مسلمان ہیں۔ آخرت کی کامیابی اور عذابِ خداوندی سے نجات کے لئے اس غلط حرکت سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دولت اور عورت کے غلام کے لئے سب سے زیادہ ہلاکت ہے۔

(احیاء العلوم جلد دوم)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بیوی کا اس قدر مطیع ہو کہ اس کے چشم و ابرو کے اشاروں کا منتظر رہے تو اللہ عزوجل اسے دوزخ میں اوندھا گرائے گا۔ (احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۱۲)

یہ وعید بالخصوص ان لوگوں کے لئے ہے جو لوگ عورتوں سے دل لگی میں اپنا تمام وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے لیکن انہیں

آخرت کی تیاری کے لئے فرصت ہی نہیں ملتی۔ تمام وقت عورتوں کی غلامی میں گزار دیتے ہیں جیسا کہ آج کل کے کچھ گندم نما جو فروش مسلمانوں کا حال ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ بیویوں کے گھٹنے سے لگ کر بیٹھے رہنے والے ہیں ان سے کسی خیر کی توقع مت رکھو۔

(احیاء العلوم جلد دوم)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرد کا تو حق یہ تھا کہ اس کی اتباع کی جائے نہ یہ کہ وہ خود عورت کا تابع ہو جائے۔ جو عورت کا تابع بنے وہ مرد نہیں بلکہ غلام ہے اور اللہ عزوجل نے مردوں کو عورتوں پر حاکم مقرر کیا ہے۔

(احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۱۳)

بیوی کی عادات پر صبر وضبط کرنا

اگر بیوی کے قول وفعل، بدخوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے خاوند کو کبھی کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو خاوند کو چاہئے کہ صبر وتحمل اور برداشت سے کام لے کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے اور اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِیْ جَارَهٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَ اِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا

بِالنِّسَاءِ خَیْرًا

(صحیح بخاری جلد سوم کتاب النکاح حدیث ۱۷۱)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ہمسایہ کو تنگ نہ کرے اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ عورتوں سے بھلائی کرتے رہنا کیونکہ عورتوں کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی اوپر ہی کی طرف سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے ایک دم سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور یہی ہوگا وہ سیدھی نہ ہوگی اور اگر رہنے دو گے تو خیر ٹیڑھی رہ کر رہے گی اور میں تمہیں عورتوں کے معاملہ میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔"

میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کا جب آغاز ہوتا ہے تو بیوی بعض اوقات گھریلو نشیب وفراز کو سمجھ نہیں پاتی اور بیوی کی بعض مرد کو ناگوار محسوس ہوتی ہیں لیکن جوں جوں وقت گزرتا ہے سمجھدار عورتیں اپنی عادتوں کو خاوند کے مطابق تبدیل کر لیتی ہیں جس سے گھر کا نظام پرسکون ہو جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر خاوند کو بیوی کی ان بری عادات پر مسلسل صبر کرنا چاہئے تا آنکہ اللہ عزوجل کوئی بہتر صورتحال پیدا فرما دے۔

بیوی کی بدمزاجی پر صبر:

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں جو شخص بھی اپنی بیوی کی بدمزاجی پر صبر کرے گا تو اللہ عزوجل اسے اتنا اجر عطا فرمائے گا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے صبر کرنے پر دیا تھا اور جس عورت نے

اپنے خاوند کی بداخلاقی اور غصہ پر صبر کیا اور اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو عطا ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا میں خود ہی عورتوں کے غصہ اور بدمزاجی پر صبر کرتا ہوں تم بھی مجھ جیسے بن جاؤ۔

(احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۱۰۸)

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے مردوں میں سب سے افضل وہ مرد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اسے دینی نصیحتیں کرتا ہے اور خوف دلاتا ہے اور عورت سے دکھ اور اذیت ملنے پر صبر کرتا ہے اور جو شخص عورت کے دکھ پہنچانے پر صبر کرے گا تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اسے آخرت میں غازی کا مرتبہ ملے گا۔

خاوند کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ خاوند کو چاہئے کہ اپنی بیوی کو گالی نہ دے اور نہ خرافات ولغویات باتیں کرے اور یہ ایک ناسمجھ اور کم علم انسان کا کام ہے اور معزز ومہذب انسان کبھی بھی ایسا نہیں کرتے۔

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی عورت کو گالی دیتا ہے آسمان کے تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

فحش کلامی سے بچو:

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جو شخص فحش کلامی کرتا ہے یعنی قابل شرم باتیں منہ سے نکالتا ہے اور اس برے فعل پر نادم بھی نہیں ہوتا تو اس شخص پر اللہ عزوجل کی جنت حرام ہے۔

دوزخ میں کچھ دوزخی ایسے ہوں گے جن کے منہ سے نجاست بہے گی اور اس کی بدبو کی وجہ سے دوسرے دوزخی لوگ نجات کے لئے فریاد کریں گے اور

پوچھیں گے اے اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن سے ہم سخت پریشان ہیں؟ اس موقع پر اللہ عزوجل فرمائے گا یہ وہی لوگ ہیں جو دنیا میں اپنی زبان سے فحش باتیں نکالتے تھے اور اس طرح لوگوں کی دل آزاری کرتے تھے۔

اچھا عمل:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے اور مجھے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ تو نے چھوٹا جملہ بولا ہے لیکن درخواست بہت لمبی چوڑی کی ہے۔ اب سن لے نیک کام خود کر اور دوسروں کو بھی حکم دے اور بری بات سے بچا رہ اور اگر اس کی طاقت تیرے اندر نہ ہو تو زبان کو خیر کے علاوہ نہ کھول اور تیرے لئے یہی کافی ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

تمہیں اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے:

حضرت یونس علیہ السلام کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ لوگ آپ علیہ السلام کی خدمت میں بطورِ مہمان حاضر ہوئے اور آپ علیہ السلام نے آنے والوں کی ضیافت کی لیکن وہ مہمان یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ علیہ السلام کی زوجہ نہایت ہی بدزبان ہے اور زبان درازی کرتی ہے اور آپ علیہ السلام کو بڑی تکلیف پہنچاتی ہے اور یہ تو مہمانوں کو بھی نہیں بخشتی اور اللہ عزوجل کے نبی علیہ السلام حرفِ شکایت زبان پر لانے کی بجائے صبر کرتے ہیں اور خاموشی سے بیوی کی یہ بیہودہ گوئی سنتے ہیں۔ مہمانوں نے اس تمام صورتحال پر وضاحت چاہی تو آپ علیہ السلام نے جواباً فرمایا اس میں حیرانگی کی کیا بات ہے اور اس پر

تمہیں تعجب نہیں کرنا چاہیے ۔میں نے ایک مرتبہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں درخواست کی تھی کہ جو چیز مجھے آخرت میں عطا ہونی ہے وہ دنیا میں عطا ہو جائے تو اس پر مجھے اس عورت سے نکاح کا حکم ملا اور میں نے اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل کی اور اس وقت سے اپنی بیوی کی ان عادات پر صبر کر رہا ہوں۔

عورت زبان درازی سے بچے:

زبان دراز عورت کو سمجھانا چاہیے کہ زبان درازی کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک زبان دراز عورت کو زبان درازی ترک کرنے کی یوں ترغیب فرمائی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ فُلَانَةً تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلٰوَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا جِرْهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللهِ فَاِنَّ فُلَانَةً تُذْكَرُ قِلَّةُ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوَاتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقَطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم کتاب الاداب حدیث ۴۷۷۳)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! فلاں عورت بہت نمازیں پڑھتی ہے، روزے رکھتی ہے اور خیرات کرتی ہے مگر وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسایہ کو تکلیف دیتی ہے۔آپ ﷺ نے

فرمایا وہ جہنمی ہے۔ اس نے پھر عرض کیا فلاں عورت کم روزے رکھتی ہے، کم صدقہ دیتی ہے اور کم نمازیں پڑھتی ہے اور پنیر کے ٹکڑے ہی خیرات کرتی ہے مگر وہ اپنی زبان سے ہمسایہ کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جنتی ہے۔"

شوہر کی بدگمانی

خاوند کو چاہیے کہ وہ کبھی بھی بغیر تصدیق وثبوت کے اپنی بیوی پر بدگمانی کا اظہار ہرگز نہ کرے اور نہ ہی اس پر تہمت لگائے۔ اس سلسلے میں ہمیشہ سمجھ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ بعض مرد بہت شکی مزاج ہوتے ہیں بیشتر اوقات بے بنیادی باتوں کو بنا کر اپنی بیوی پر شک وشبہ کرتے رہتے ہیں جس سے گھریلو فضا نفرت کی شکار ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ کے ایک فرمان کے مطابق حضور ﷺ نے ایک عورت پر بدگمانی کرنے والے کو ایک قوی دلیل کے ذریعے سمجھایا تھا کہ تمہاری عورت نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ عرض کی ہاں؟ فرمایا کہ ان کے رنگ کیسے ہیں؟ عرض گزار ہوا کہ سرخ۔ فرمایا کہ کیا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ عرض گزار ہوا کہ ان میں خاکستری بھی ہے فرمایا کہ یہ رنگ کہاں سے آیا؟ عرض کی کہ کسی رگ نے اسے کھینچا ہو گا فرمایا تو لڑکے کو بھی کسی رگ نے کھینچا ہو گا اور

آپ نے اسے بچے سے انکار کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ (بخاری)

اس حدیث پاک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیوی پر بغیر دلیل اور قوی ثبوت کے بدگمانی نہیں کرنی چاہیے۔ بچہ کمزور اور کالا دیکھ کر اعرابی کے ذہن میں یہ گمان پیدا ہوا کہ یہ بچہ میرا نہیں اور بیوی پر تہمت کا ارادہ کیا حضور ﷺ نے قوی دلیل کے ذریعے اسے بتایا کہ انکار نہ کرو یہ بچہ تمہارا ہی ہے اس حدیث پاک سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب تک قوی دلیلیں نہ پائی جائیں، بچے کو حرامی قرار نہ دیا جائے۔

ایک حدیث پاک یوں ہے کہ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عویمر عجلانی عرض گزار ہوئے یارسول اللہ! اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کے پاس کسی کو پاکر قتل کر دے تو آپ اسے قتل کر دیں گے لہٰذا وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور بیوی کے متعلق حکم نازل ہوا ہے جاؤ اسے لے آؤ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب دونوں فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اسے رکھوں گا تو گویا میں نے اس پر جھوٹ بولا تھا لہٰذا اسے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھتے رہنا اگر لڑکا سیاہ رنگ، بڑی آنکھوں والا، موٹے سرینوں والا اور موٹی پنڈلیوں والا ہو تو میں یہی گمان کروں گا کہ عویمر نے عورت کے متعلق سچ کہا اور اگر وہ وحرہ (بامنی) کی طرح سرخ رنگ کا ہو تو میرے خیال میں عویمر نے عورت پر جھوٹا الزام لگایا پس وہ بچہ اسی طرح کا پیدا ہوا جو اس کا حلیہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا جس سے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق ہو گی اور بعد میں وہ لڑکا اس کی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔ (مسلم)

حضور ﷺ نے یہ تاکید فرمائی کہ بیوی پر جب بھی کسی برائی کا الزام لگایا

جائے تو اس کا ثبوت تمہارے پاس ہونا ضروری ہے۔ بغیر دلیل یا ثبوت کے بیوی پر ہرگز الزام نہیں لگانا چاہیے۔ بدگمانی کی بناء پر کبھی بھی تہمت نہیں لگانی چاہے۔ بدگمانی کے باعث گھر تباہ ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اس کے علاوہ ہر مرد کو چاہیے کہ اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لیے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔

یاد رکھو کہ جس طرح کوئی شوہر یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز اس بات کی تاب نہیں لا سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کر دے گا۔

بعض عورتیں اپنے خاوند کی اس حرکت کو کبھی معاف نہیں کرتیں اور انتہائی قدم اٹھا لیتی ہیں چاہے اس میں کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو "طبقاتِ ناصری" میں تحریر ہے کہ والئی قفچاق قدر خان کی بیٹی بلکہ ترکان خاتون جو کہ والئی خیوا سلطان تو کش کی بیوی تھی بڑی روشن دماغ، مدبر اور قوی دل خاتون تھی اپنے خاوند سے بہت محبت رکھتی تھی ایک مرتبہ اسے معلوم ہوا کہ اس کے خاوند نے کسی لونڈی سے تعلق پیدا کر لیا ہے اس پر وہ سخت غضبناک ہوئی اور اپنے خاص ملازموں کے ذریعے سلطان کو ایک گرم حمام

یں بند کرادیا وہاں اس قدر حرارت تھی کہ سلطان کی جان پر آ بنی۔ دربار کے کچھ بڑے بڑے امیروں کو اس صورت حال کا علم ہوا تو انہوں نے حمام کا دروازہ توڑ کر سلطان کو باہر نکالا اس وقت سلطان کا سارا جسم پلپلا ہو چکا تھا اور ایک آنکھ ضائع ہوگئی تھی یہ سلطان ۵۹۶ ھ میں فوت ہوا مشہور حکمران علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ اس کا بیٹا تھا۔

اس واقعہ پر غور کیجئے کہ کوئی بھی عورت ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ کوئی دوسری عورت اس کے خاوند کی زندگی میں آئے۔ اس کی محبت تقسیم ہو جائے خاوند کی توجہ تقسیم ہو جائے۔ وہ اپنے خاوند کی پوری محبت اور پوری توجہ کی خواہاں ہوتی ہے۔

نرم مزاج اور شفیق شوہر

گھر میں خوبصورت فضا قائم رکھنے کے لیے خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنے رویے میں شفقت اور نرمی پیدا کرے ایک اچھا شوہر اپنے گھر میں کھچاؤ کا ماحول پیدا نہیں کرتا وہ اپنے شفقت آمیز رویئے سے اپنی بیوی کے دل میں اپنے لیے محبت پیدا کرتا ہے۔

اس کے برعکس مرد اگر اپنی بیوی سے جھگڑتا رہے ذرا ذرا سی بات پر اُسے طعنہ دیتا ہے ہر وقت غصے میں رہے تو عورت کی گھریلو زندگی جہنم بن کر رہ جاتی ہے۔ عورت کے دل میں خاوند کے لیے اچھے جذبات پیدا نہیں ہوتے گھر کا ماحول ناخوشگوار رہتا ہے اس لیے اپنی بیوی سے نرمی اختیار کرنی چاہیے۔

کیونکہ خوش اخلاقی وخوش مزاجی انسانی عظمت اور بلند کردار کی آئینہ دار ہے مرد کو چاہیے کہ اپنی بیوی پر نکتہ چینی نہ کرے اور نہ کبھی عورت کے عزیز واقارب ماں باپ بہن بھائی کے سامنے اُسے بُرا نہ کہے۔ اگر مرد اپنی بیوی سے ایسا تلخانہ رویہ اختیار کرے

گا تو عورت کے دل میں مرد کے لیے محبت نہ رہے گی جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ میاں اور بیوی میں اختلافات پیدا ہونے کا خطرہ ہے جس سے دونوں کی زندگی نہیں تلخ نہ ہو جائے گھر کی پرسکون خوشگوار فضا کہیں عذاب نہ بن جائے۔ حضور ﷺ نے پیارے انداز میں اپنی امت کو نرمی اور شفقت کا یوں درس دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے چلو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کے حال پر چھوڑے رہو گے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرو۔ (بخاری شریف)

عورت فطری ضدی مزاج ہے اکثر معاملات پر عورتیں اپنے خاوندوں سے سخت رویہ رکھتی ہیں۔ جس سے گھریلو فضا خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی کہ اپنی بیوی سے اچھا سلوک رکھنا عورت کو معاشرے میں جو بلند مقام ملا ہے وہ حضور ﷺ کے اس فرمان کی بدولت ملا ہے۔

جو کوئی اس بات کا خواہاں ہو کہ اس کی گھریلو زندگی خوشگوار انداز سے گزرے میاں بیوی کے مابین کوئی تلخی پیدا نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ گاہے بگاہے خوش مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی ایسی بات کر دیا کرے کہ جس سے مزاح کی صورت پیدا ہو جائے اور چہروں پر مسکراہٹ آ جائے۔

عورت کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کے بارے میں حضور ﷺ کا ایک اور فرمان یہ ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح مارے گا سنو تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی سے نرم رویہ اختیار کرتا ہو۔(براز)

اس حدیث پاک کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مردوں میں سب سے بہتر وہ مرد ہوگا جو اپنی بیوی سے نرم رویہ اختیار فرماتا ہے۔ اُس سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتا ہے اس لیے بیوی کی کوتاہیوں کو درگزر ہی کرنا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مردوں میں سب سے بہتر مرد وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اسی طرح مہربانی سے پیش آئے جس طرح ماں اپنے بچے کے ساتھ۔ ایسے مرد کے لیے ہر دن میں اور رات میں صبر اور شکر کے ساتھ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے سو آدمیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔(غنیۃ الطالبین)

لونڈی پر احسان کرنے کا واقعہ:

ایک لونڈی کے ساتھ احسان کرنے کا ایک واقعہ حدیث پاک میں یوں بیان ہوا ہے:

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک لونڈی میری بکریاں چرا رہی تھی میں جب اس کے پاس آیا تو ایک بکری کو نہ پایا۔ میں نے اس سے بکری کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا اسے بھیڑیا کھا گیا۔ مجھے اس لونڈی پر بہت غصہ آیا میں بھی انسان تھا اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور میرے ذمے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ کیا میں اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے فرمایا اللہ تعالیٰ کہاں

ہے؟ اس نے کہا آسمان میں۔ فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ (موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)

لونڈی کے منہ پر طمانچہ مارنے کے ازالے میں اس لونڈی کو آزاد کر دیا گیا۔ اسلام میں عورت سے مشفقانہ رویے کی یہ بہترین مثال ہے۔ (تحفہ دلہن)

بیوی سے درگزر کرنا:

کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی بیوی کی شکایت لے کر حاضر ہوا دروازے پر پہنچا تھا تو اندر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی کچھ تیز کلامی محسوس ہوئی تو اپنے دل میں یہ سوچ کر لوٹنے لگا کہ میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا اور یہاں خود ہی قصہ موجود ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے واپس بلا کر پوچھا تو کہنے لگا کہ میں یہ ارادہ لے کر آیا تھا کہ اپنی بیوی کا کچھ گلہ شکوہ آپ کے پاس کروں گا مگر آپ کے گھر کا معاملہ معلوم ہوا تو میں واپس جا رہا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے ذمے اس کے کچھ حقوق ہیں جس کی وجہ سے میں درگزر کرتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ وہ میرے اور دوزخ کے درمیان آڑ ہے کہ اس کی وجہ سے میرا دل حرام سے بچا رہتا ہے۔

دوسرے یہ کہ میں باہر چلا جاتا ہوں تو وہ میرے مال و متاع کی رکھوالی کرتی ہے۔

تیسرے یہ کہ وہ میرے کپڑے دھوتی ہے۔

چوتھے یہ کہ وہ میری اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے۔

پانچویں یہ کہ وہ میرا کھانا پکاتی ہے۔
یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا کہ یہ سب فوائد تو مجھے بھی حاصل ہے لہٰذا جس طرح آپ اپنی بیوی سے درگزر کرتے ہیں تو اب میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ (تحفہ دلہن)

قابل دید واقعہ:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ كَانَتْ لِيْ جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِيْ قِبَلَ اُحُدٍ وَ الْجَوَانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا وَ اَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ اٰسَفُ كَمَا يَاْسَفُوْنَ لٰكِنْ صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَلَا اُعْتِقُهَا فَقَالَ ائْتِنِيْ بِهَا فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ لَهَا اَيْنَ اللهُ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ قَالَ مَنْ اَنَا قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ

ترجمہ: "حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ایک باندی تھی اور میں نے اس کے ذمہ بکریاں چرانے کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ وہ باندی اُحد اور جوانیہ کے اطراف میں بکریاں چرا رہی تھی کہ بھیڑیا آ کر میری ایک بکری ریوڑ میں سے لے گیا۔ میں نے جب یہ واقعہ سنا تو میرے غصہ کی انتہا نہ رہی اور دل یہ چاہا کہ اس کو خوب ماروں لیکن مجھ

سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ ایک طمانچہ میں نے اسے مار ہی دیا۔ اس فعل کی ندامت میرے قلب میں ضرور تھی کہ یہ کیا ہو گیا۔ اسکے بعد حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا۔ میرا یہ فعل حضور ﷺ کو بہت گراں گزرا اور آپ نے فرمایا تو نے بڑا گناہ کیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ اس کو آزاد نہ کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اس کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے۔ اس نے کہا آسمان میں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ۔ اس پر حضور پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو آزاد کر یہ مسلمان ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب باندی کو نقصان پر مارنا نادرست اور غیر مناسب ہے، خود صحابی کا ایک طمانچہ مار کر نادم ہونا اور اس پر سرکار دو عالم ﷺ کا اظہارِ ناراضگی۔ اور یہ معلوم کر کے کہ باندی مسلمان ہے آزاد کرنے کا حکم دینا حالانکہ باندی زر خرید ہوتی ہے۔ اس کے تمام حصہ کو خریدا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے حقوق ہماری ان بیویوں سے کم۔ اس کی عدت آدھی۔ اس کی طلاق دو وغیرہ وغیرہ تو اب مسلمان خاوندوں پر ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔ کیوں کہ ان کی بیویاں ان کی ملکیت نہیں۔ وہ ان کی زر خرید نہیں ہوتیں بلکہ مہر کے بدلہ میں عورت کا ایک چھوٹے سے چھوٹے حصہ کو خدیرا جاتا

ہے لہٰذا اپنے نقصانات پر عورتوں کو مارنا کہاں تک درست ہو اور بعض مرد تو یہاں تک ظلم کرتے ہیں کہ جن کو طمانچہ سے مارنا درست نہیں ان کو جوتوں اور لکڑیوں اور بیتوں سے مارتے ہیں اور حالانکہ دیندار کہلاتے ہیں۔۔ یہ بڑا ظلم ہے اور اللہ کے یہاں اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ اپنے ذاتی معاملات پر علاوہ ان چار صورتوں کے جو اوپر لکھی گئیں قطعاً ناجائز ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں ہفتہ میں دو بار اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ باندی کے مارنے سے حضور ﷺ کو کس قدر صدمہ ہوا تو اپنی بیوی کے مارنے سے حضور ﷺ کو کس قدر رنج پہنچے گا کیوں کہ جو شخص اپنی بیوی کو مارتا ہے، فرشتوں کے ذریعہ حضور ﷺ کو معلوم ہو جاتا ہے اور اب حضور ﷺ جیسے شفیق کو اگر آپ رنج و تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں تو ضرور اپنی بیویوں کو ماریئے۔ ورنہ جو مسلمان خاوند ایسا کرتا ہے اس کو توبہ کرنی چاہیئے اور گذشتہ واقعات کے متعلق اپنی بیوی سے معافی چاہنی لازمی ہے کیونکہ یہ حقوق العباد ہیں جب تک کہ وہ معاف نہ کرے گی۔ صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔" وَاللّٰهُ اَعْلَم

(مسلمان خاوند)

پرسکون زندگی بسر کرنے کے چند طریقے

۱۔ یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ایک ایسا ساتھ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے اگر دونوں کا دل ملا ہوا ہے تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدانخواستہ دونوں کے دلوں میں فرق آ گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے میاں کا دل ہاتھ میں لیے رہو اور اس کے آنکھ کے اشارے پر چلا کرو مثلاً اگر وہ حکم دے کہ رات بھر اٹھ باندھے کھڑا رہا کرو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارہ کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔

۲۔ کسی وقت کوئی ایسی بات نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو مثلاً اگر وہ دن کو رات بتلادے تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو۔

۳۔ کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعض بیبیاں ایسی باتیں کر بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل اور فرق آجاتا ہے۔ کہیں بے موقعہ زبان چلا دی۔ کوئی بات طعنہ وتشنیع کی کہہ ڈالی۔ غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ مرد کو

خواہ مخواہ سن کر برا لگے۔ پھر جب اس کا دل پھر جاتا ہے (ہٹ جاتا ہے) اور اس میں فرق پڑ جاتا ہے تو روتی پھرتی ہیں۔ یہ خوب سمجھ لو کہ خاوند کے دل میں میل آ جانے کے بعد اگر دو چار دن میں تم نے کہہ سن کر اس کو منا بھی لیا۔ تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی۔ پھر ہزار باتیں بناؤ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہے گی جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آ جاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے دن کہا تھا۔ اس لیے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہیئے کہ خدا اور رسول ﷺ کی بھی خوشی ہو اور تمہاری دنیا و اخرت دونوں درست ہو جائیں۔ سمجھ دار عورتوں کو کچھ بتانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ خود ہی ہر بات کے اچھے اور برے کو دیکھ لیتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم چند ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم ان کو خوب سمجھ لو گی اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہو جایا کریں گی۔

۴۔ شوہر کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگو۔

۵۔ جو کچھ تم کو میسر آ جائے تو اپنا گھر سمجھ کر چٹنی روٹی کھا کر ہی گزارہ کر لو۔

۶۔ اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو اور اس کے نہ ملنے پر حسرت اور افسوس کرو اور بالکل اس کو اپنے منہ سے نہ نکالو۔

۷۔ کسی بات پر ضد اور ہٹ دھرمی مت کرو۔ اگر کوئی بات تمہارے خلاف ہو بھی جائے تو اس وقت جانے دو۔ پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقے سے طے کر لینا۔

۸۔ اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گزرے تو کسی کے سامنے اس کو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس قسم کے طریقے سے اس کا دل تمہاری مٹھی میں ہو جائے گا۔

اگر تمہارے لیے کوئی چیز لادے اور تم کو پسند آئے یا نہ آئے ہمیشہ اس کی خوشی ظاہر کرو۔ یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے۔ ہمارے پسند نہیں ہے۔ اس سے اس کا دل تھوڑا ہو اور پھر تمہارے واسطے کبھی بھی کوئی چیز لانے کو اس کا دل نہ چاہے گا اور اگر اس کی تعریف کر کے خوشی سے لو گی تو اس کا دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ بہتر چیز لا کر دے گا۔ کبھی بھی غصہ میں آ کر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہو کہ میں نے تیرے پاس آ کر کیا دیکھا۔ بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ ماں باپ نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھانس دیا۔ ایسی آگ میں جھونک دیا۔ کیونکہ ایسی باتوں سے مرد کے دل میں جگہ نہیں رہتی۔

حدیث مبارکہ میں ہے حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں۔ کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اوروں پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں۔ تم یال کرو کہ خاوند کی ناشکری کتنی بری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرو یہ کہ تم یہ کہو کہ فلانی پر خدا کی مار ہو۔ اس پر خدا کی پھٹکار۔ فلانی کا لعنتی چہرہ ہے۔ منہ پر تیرے لعنت برس رہی ہے۔ یہ سب باتیں بہت بری ہیں۔

۱۱۔ شوہر کو کسی بات پر غصہ آ گیا تو ایسی بات مت کہو جس سے اس کا غصہ اور زیادہ ہو جائے۔ ہر وقت مزاج دیکھ کر بات کرو۔ اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل

لگی میں خوش ہے تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو اس سے ہنسی دل لگی نہ کرو۔ جیسا مزاج دیکھو ویسی باتیں کرو۔ کسی بات پر تم سے ناراض ہو کر روٹھ گیا تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ جایا کرو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بھی بنے اس کو منا لو چاہے تمہارا قصور ہو یا نہ ہو اور شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو اور ہاتھ جوڑ کر اپنا قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور عزت سمجھو۔

۱۲۔ خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ملاپ فقط خالی محبت سے نہیں ہوتا بلکہ محبت کے ساتھ میاں کا ادب بھی کرنا ضروری ہے۔ میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔

۱۳۔ میاں سے ہر بات میں ادب تمیز کا پاس اور خیال رکھو اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت اینٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بھی پوری بے وقوفی اور نادانی ہے ایسی باتوں سے خاوند کا دل دُکھ جاتا ہے۔

۱۴۔ تمہارا خاوند جب کبھی پردیس سے آئے تو اس کا مزاج پوچھو اور خیریت دریافت کرو کہ وہاں آپ کس طرح رہے۔ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ آپ تھک گئے ہوں گے اور پھر سب سے پہلے ان سے کھانے کو پوچھو کہ اگر آپ کو بھوک ہو تو کھانا لاؤں۔ اگر وہ کہہ دے کہ لے آؤ تو سب سے پہلے پانی کا لوٹا لا کر اس کے ہاتھ دھلاؤ اور جو کچھ ہو سکے ان کے سامنے رکھ دو اور گلاس بھر کر ساتھ پانی بھی رکھ دو۔ جب وہ کھا پی کر لیٹ جائیں تو ان کے ہاتھ پاؤں پکڑ لو اور ان سے یہ کہو کہ لائیے آپ کا بدن دبا دوں۔ آپ سفر کی وجہ سے تھک گئے ہوں گے ورنہ اگر گرمی کا موسم ہو تو پنکھا

جھلنے کھڑی ہو جاؤ۔ غرضیکہ اس کی راحت و آرام کی باتیں کرو۔ اس سے روپے پیسے کی باتیں ہرگز نہ کرنے لگو کہ ہمارے لیے کیا کیا چیز لائے کتنا روپیہ لائے۔ یہ بھی نہ کرو کہ اس کی جیب ٹٹولنے لگو اور اس کے بٹوے کی تلاشی لینے لگو۔ روپیہ کا بٹوہ کہاں ہے۔ دیکھیں کتنا روپیہ ہے۔ جب وہ خود دے تو لے لو یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے۔ اتنے مہینوں میں بس اتنا ہی لائے تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو۔ آخر اتنا روپیہ کاہے میں اٹھایا کیا کر ڈالا کبھی خوشی کے وقت کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کوئی حرج نہیں۔

۱۵۔ اگر خاوند کے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ پیسہ سب ان ہی کو دے تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کچھ برا نہ مانو۔ بلکہ اگر تم کو دے تب بھی عقل کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ لو اور یہ کہو کہ ان ہی کو دیجئے تا کہ ساس سسر کا تمہاری طرف سے دل میلا نہ ہو اور تم کو برا نہ کہیں کہ ہمارے لڑکے کو اپنے ہی پھندہ میں کر لیا اور جب تک ساس سسر زندہ رہیں ان کی خدمت اور ان کی تابعداری کو اپنا فرض جانو اور اسی میں اپنی عزت سمجھو اور ساس نندوں سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اسے پالا پرورش کیا اور اب بڑھاپے میں اس امید پر اس کی شادی بیاہ کی کہ ہم کو آرام ملے۔

۱۶۔ اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ کا رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی، بڑوں کا ادب کیا کرو۔ اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمہ نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز بے جگہ پڑی نہ رہنے دو کہ کوئی اور اس کو اٹھائے۔

۱۷۔ جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے شرم اور عار نہ کرو۔ تم خود سے وہ کام لے لو اور کر دو۔ اس سے سسرال والوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا ہو جائے گی۔

۱۸۔ جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اس کی کھوج نہ لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہو رہی تھیں اور خوامخواہ یہ بھی نہ خیال کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوں گی۔

۱۹۔ یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال میں بے دلی سے مت رہو۔ اگرچہ یہ نیا گھر ہے نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے لیکن جی کو سمجھانا چاہیئے۔ یہ کہ وہاں رونے بیٹھ جاؤ اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں جاتے دیر نہیں ہوئی اور آنے کا تقاضا شروع کر دیا۔

۲۰۔ بات چیت میں خیال رکھو۔ نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو بری لگے نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ بھی برا ہے اور غرور سمجھا جاتا ہے۔

۲۱۔ اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بری لگے تو میکے میں آ کر چغلی نہ کھاؤ۔ سسرال کی ذرا ذرا سی بات آ کر ماں سے کہنا اور ماؤں کو خود سسرال کی باتیں کھود کھود کر پوچھنا بڑی بری بات ہے۔ اس سے آپس میں لڑائی جھگڑے پڑتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

۲۲۔ شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تمیز سے رکھو۔ رہنے کا کمرہ صاف رکھو، گندہ نہ رہنے دو۔ بستر میلا کچیلا نہ ہونا چاہیئے۔ شکن نکال ڈالو۔ تکیہ میلا ہو گیا تو غلاف بدل دو۔ نہ ہو تو سی ڈالو۔ جب خاوند کے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں کیا بات

رہی۔ لطف تو اسی میں ہے کہ بے کہے سب چیزیں ٹھیک کر دو۔ جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہوں ان کی حفاظت سے رکھو۔ کپڑے ہوں تو تہ کر کے رکھو۔ یوں ہی بے پروائی سے ادھر اُدھر نہ ڈالو۔ بلکہ قرینے سے کسی صندوق وغیرہ میں رکھو۔ کبھی کسی کام میں حیلہ بہانے نہ کرو۔ نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے۔ پھر سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔

۲۳۔ اگر خاوند تم کو غصہ میں کبھی برا بھلا کہے تو تم ضبط کرو اور بالکل جواب نہ دو بلکہ خاموش ہو جاؤ۔ چاہے وہ کچھ بھی کہتا رہے تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اتر جانے کے بعد دیکھنا وہ خود شرمندہ ہوگا اور تم سے کتنا خوش رہے گا اور پھر کبھی ان شاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ کرے گا اور اگر تم بھی بول اٹھیں تو بات بڑھ جائے گی۔ پھر نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچے۔

۲۴۔ ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت ہنسا کرتے ہو۔ وہاں زیادہ جایا کرتے ہو۔ وہاں بیٹھے کیا کرتے ہو کہ اس میں مرد اگر بے قصور ہو تو تم ہی سوچو کہ اس کو کتنا برا لگے گا اور اگر سچ مچ اس کی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے سے بکنے جھکنے سے یا اور کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے۔ اپنی طرف سے دل میلا کرنا ہو تو کر لو۔ ان باتوں سے کہیں عادت جایا کرتی ہے۔ عادت چھڑانا ہو تو عقل مندی سے رہو۔ تنہائی میں چپکے چپکے سمجھاؤ بجھاؤ۔ اگر سمجھنے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو۔ لوگوں کے سامنے گاتی نہ پھرو اور اس کو بدنام اور رسوا نہ کرو۔ تیز ہو کر اس کو مت دباؤ کہ اس طریقہ سے ضد زیادہ بڑھ جاتی ہے اور غصہ میں آ کر وہ کام زیادہ کرنے لگتا

ہے اگر تم غصہ کرو گی اور لوگوں کے سامنے بک جھک کر رسوا کرو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا پھر اس وقت روتی پھرو گی اور یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے دباؤ اور زبردستی سے ہرگز زیر نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے۔ ان پر غصہ گرمی کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ اگرچہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہو گا۔

(مسلمان بیوی، صفحہ ۲۴ تا ۳۲)

اولاد کی پرورش

اولاد کی پرورش کے چند طریقہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ نیک بخت دین دار عورت کا دودھ پلائیں۔ دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

۲۔ عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے سو یہ بری بات ہے۔ اس سے بچے کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس کے دودھ پلانے کے لیے اور کھانا کھلانے کے لیے وقت مقررہ رکھو تاکہ وہ تندرست رہے۔

۴۔ اس کو صاف ستھرا رکھو اور گرمی میں ان کو روزانہ نہلایا کرو اور سردی میں گرم پانی سے دو پہر کے وقت روزانہ نہلایا کرو کہ اس سے تندرستی قائم رہتی ہے۔

۵۔ اس کا بہت بناؤ سنگار نہ کرو۔

۶۔ اگر لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال نہ بڑھاؤ۔

۷۔ رات کے وقت روزانہ اس کی آنکھوں میں سرمہ لگایا کرو۔

۸۔ اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پردے میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے زیور نہ پہناؤ۔ اس سے ایک تو ان کی جان کا خطرہ ہے۔ دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔

۹۔ بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا، کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو، اسی طرح کھانے پینے کی چیز انکے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو۔ تاکہ ان کی سخاوت کی عادت ہو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی ہی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو۔ خود جو چیز شروع سے ان ہی کی ہو اس کو دلوانا کسی کو درست نہیں۔

۱۰۔ زیادہ کھانے والوں کی برائی اس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اس کو جلبشی سمجھتے ہیں۔ اس کو بیل جانتے ہیں۔

۱۱۔ اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں۔ تم ماشاءاللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔

۱۲۔ اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت عمدہ لباس اور تکلف کے کپڑوں کی عادت نہ ڈالو۔

۱۳۔ اس کی سب ضدیں پوری نہ کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔

۱۴۔ چلا کر بولنے سے روکو۔ خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت پختہ ہو جائے گی۔

۱۵۔ جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔

۱۶۔ ان باتوں سے ان کی نفرت دلاتی رہو: ۔ غصہ جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا

حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، اپنی بات کی پچ کرنا، خواہ مخواہ اس کو بنانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا، بے بات ہنسا، دھوکہ دینا، بری بھلی بات کا نہ سوچنا اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے فوراً اس کو روکو اس پر تنبیہ کرو۔ نرمی سے سمجھاؤ اور پھر بھی باز نہ آئے تو سختی کرو۔

۱۷۔ اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تا کہ پھر ایسا نہ کرے۔ ایسی باتوں میں لاڈ پیار ہمیشہ کے لیے بچہ کو کھو دیتا ہے۔

۱۸۔ بہت سویرے نہ سونے دو۔

۱۹۔ سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔

۲۰۔ جب سات برس کی عمر ہو جائے نماز کی عادت ڈالو۔

۲۱۔ جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے اول قرآن شریف پڑھواؤ۔

۲۲۔ جہاں تک ہو سکے دین دار استاد سے پڑھواؤ۔

۲۳۔ مکتب میں جانے میں کبھی رعایت نہ کرو۔

۲۴۔ کسی کسی وقت ان کو نیک لوگوں کی حکایتیں اور قصے سنایا کرو۔

۲۵۔ ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بے ہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔

۲۶۔ ایسی کتابیں پڑھواؤ جس میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کاروائی آ جائے۔

۲۷۔ مکتب سے آ جانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لیے اس کو کھیلنے کی اجازت دو تا کہ اس کی طبیعت کند نہ ہو جائے لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

۲۸۔ آتش بازی یا باجہ فضول چیزیں مول لینے کے لیے پیسے نہ دو۔

۲۹۔ کھیل تماشے دکھلانے کی عادت نہ ڈالو۔

۳۰۔ اولاد کو ضرور کوئی ہنر سکھلا دو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کر سکے۔

۳۱۔ لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکے۔

۳۲۔ بچوں کی عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپاہج اور سست نہ ہو جائیں۔ ان سے کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھائیں۔ صبح کو سویرے اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ ادھڑا پھٹا خود سی لیا کریں۔ کپڑے خواہ میلے ہوں یا اجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے اور چوہے نہ ہوں۔ دھوبن کو خود گنکر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑتال کر کے لیں۔

۳۳۔ لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے او صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔

۳۴۔ لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے، سینے پرونے، کپڑے رنگنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو کہ کیوں کر ہو رہا ہے کہ دیکھنے سے ذہن نشین ہوتا ہے۔

۳۵۔ جب بچہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو۔ پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تا کہ اس کا دل بڑھے۔ جب اس کی بری بات دیکھو اول تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے۔ دیکھنے والے کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا خبردار پھر نہ کرنا۔ نیک

بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے اور اگر پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔

۳۶۔ ماں کو چاہیئے کہ بچہ کو ہر بری بات سے ڈراتی رہے۔

۳۷۔ بچہ کو کوئی کام چھپا کر نہ کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا ہو یا کوئی اور شغل ہو جو کام چھپا کر کرے گا سمجھ جو نا کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے۔ سو اگر وہ برا ہے تو اس سے چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پیئے۔

۳۸۔ کوئی کام محنت اور ورزش کا اس کے ذمہ مقرر کرو جس سے صحت اور ہمت رہے۔ سستی نہ آنے پائے مثلاً لڑکوں کو ڈنڈ، مگدر کرنا ایک آدھ میل چلنا اور لڑکیوں کے لیے چکی یا چرخہ چلانا ضروری ہے اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہ سمجھیں۔

۳۹۔ چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔

۴۰۔ اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالو۔ زبان سے، چال سے، برتاؤ سے شیخی نہ بگھارے پائے۔ یہاں تک کہ اپنے ہم عمروں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب وقلم دوات تختی تک کی تعریف نہ کرے۔

۴۱۔ کبھی کبھی اس کو دو چار پیسے دے دیا کرو تا کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے۔ مگر اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔

۴۲۔ اس کو کھانے کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔

کچھ ضروری معلومات

۱۔ اپنے دو لڑکوں کی یا دو لڑکیوں کی شادی جہاں تک ہو سکے ایک دم نہ کرو۔ کیونکہ بہوؤں میں ضرور فرق ہوگا دامادوں میں ضرور فرق ہوگا۔ خود لڑکوں اور لڑکیوں کی صورت شکل میں کپڑے کی سجاوٹ میں، نور صبوری میں، حیاو شرم میں ضرور فرق ہوگا اور بھی بہت باتوں میں فرق ہو جاتا ہے اور لوگوں کی عادت ہے ذکر مذکور کرنے کی اور ایک کو گھٹانے کی اور دوسرے کو بڑھانے کی۔ اس سے ناحق دوسری کا جی برا ہوتا ہے۔

۲۔ ہر کسی پر اطمینان نہ کر لیا کرو۔ کسی کے بھروسہ پر گھر چھوڑ کر نہ جایا کرو۔ غرض جب تک کسی کو ہر طرح کے برتاؤ سے نہ آزما لو اس کا اعبار نہ کرو۔ خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی حجن بنی ہوئی کعبہ کا غلاف لئے ہوئے اور کوئی تعویذ گنڈا جھاڑ پھونک کرتی ہوئی کوئی فال دیکھتی ہوئی کوئی تماشا لئے ہوئے گھروں میں گھستی پھرتی ہیں ان کو تو گھر میں ہی نہ آنے دو۔ دروازے ہی سے روک دو۔ ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کی صفائی کر دی ہے۔

۳۔ کبھی صندوق یا پاندان جس میں روپیہ پیسہ گہنہ زیور رکھا کرتی ہو کھلا چھوڑ کر نہ

اٹھو قفل لگا کر یا اپنے ساتھ ساتھ لے کر اٹھو۔

۴۔ جہاں تک ممکن ہو سکے۔ سودا قرض نہ منگاؤ۔ جو بہت ناچاری میں منگانا ہی پڑے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب دام ہوں فوراً دے دو۔

۵۔ دھوبن کے کپڑے، پنساری کا اناج اور پسائی ان سب کا حساب لکھتی رہو۔ زبانی یاد کا بھروسہ نہ کرو۔

۶۔ جہاں تک ہو سکے گھر کا خرچ بہت کفایت اور انتظام سے اٹھاؤ۔ بلکہ جتنا خرچ تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

۷۔ جو عورتیں باہر سے گھر میں آیا کرتی ہیں ان کے سامنے کوئی بات ایسی نہ کیا کرو جس کا تم کو دوسری جگہ معلوم کرانا منظور نہ ہو۔ کیوں کہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھر جا کر کہتی ہیں۔

۸۔ آٹا، چاول زیادہ نہ پکاؤ۔ اپنے خرچ کا اندازہ کر کے دونوں وقت سب چیزیں ناپ تول کر خرچ کرو۔ اگر کوئی تم کو طعنہ دے کچھ پرواہ نہ کرو۔

۹۔ جو لڑکیاں باہر نکلتی ہیں ان کو زیور نہ پہناؤ اس میں جان و مال دونوں کا خطرہ ہے۔

۱۰۔ اگر کوئی مرد دروازے پر آ کر تمہارے شوہر یا باپ بھائی سے اپنی ملاقات یا دوستی یا کسی قسم کا رشتہ داری کا تعلق ظاہر کرے ہرگز اس کو گھر میں نہ بلاؤ۔ یعنی پردہ کر کے بھی اس کو نہ بلاؤ اور نہ کوئی قیمتی چیز اس کے قبضہ میں دو۔ غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ بھیج دو۔ نہ زیادہ محبت و اخلاص مت کرو۔ جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے اسی طرح ایسے شخص کی بھیجی ہوئی چیز ہرگز نہ برتو اگر وہ برا مانے تو کچھ غم نہ کرو۔

۱۱۔ اسی طرح اگر کوئی انجان عورت سواری کے ساتھ کہیں سے آ کر کہے کہ مجھ کو فلانے گھر سے آپ کے بلانے کو بھیجا ہے۔ ہرگز اس کے کہنے سے سواری میں سوار نہ ہو۔ غرض انجان آدمیوں کے کہنے سے کوئی کام نہ کرو۔ نہ اس کو اپنے گھر کی کوئی چیز دو، چاہے مرد ہو چاہے عورت ہو وہ اپنے نام سے یا دوسرے کے نام سے مانگے۔

۱۲۔ گھر کے اندر کوئی ایسا درخت نہ رہنے دو جس کے پھل سے چوٹ لگنے کا ڈر ہو جیسے کیکر کا درخت۔

۱۳۔ کپڑا سردی میں ذرا زیادہ پہنو۔ اکثر عورتیں بہت کم کپڑا پہنتی ہیں۔ کہیں زکام ہو جاتا ہے۔ کہیں بخار ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرا دو اور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تا کہ اس کو یاد رہے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بچہ کبھی کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تو کس کا لڑکا ہے۔ تیرے ماں باپ کون ہیں تو اگر بچے کو نام یاد ہوں گے تو بتلا دے گا۔ پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اس کو پہنچا دے گا اور اگر یاد نہ ہو تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اماں کا ہوں۔ ابا کا ہوں۔ یہ خبر نہیں کہ کون اماں کون ابا۔

۱۵۔ ایک جگہ ایک عورت اپنے بچہ کو چھوڑ کر کسی کام کو چلی گئی۔ پیچھے ایک بلی نے آ کر اس کو اس قدر نوچا کہ اسی میں جان گئی۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ بچہ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ بلی کتے جانور کا کچھ اعتبار نہیں۔

۱۶۔ دوا ہمیشہ پہلے حکیم کو دکھالو اور اس کو خوب صاف کر لو۔ کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ

اناڑی پنساری دوا کچھ کی کچھ دیتا ہے۔ بعض دفعہ اس میں اسی کوئی چیز ملی ہوتی ہے کہ اس کی تاثیر اچھی نہیں ہوتی اور جو دوا کسی بولت یا ڈبہ یا پڑیا میں بچ جائے اس کے اوپر ایک کاغذ کی چٹ لگا کر اس دوا کا نام لکھ دو۔ بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسی کو اس کی پہچان نہیں رہی اس لیے چاہے کتنی ہی لاگت کی ہوئی مگر پھینکنی پڑی اور بعض غلط یاد رہی اور اس کو دوسری بیماری میں غلطی سے برت لیا اور اس نے نقصان کیا۔

۱۷۔ لحاظ کی جگہ قرض نہ دو اور زیادہ قرض بھی نہ دو۔ اتنا دو کہ اگر وصول نہ ہو تو وہ تم کو بھاری معلوم نہ ہو۔

۱۸۔ جو کوئی بڑا یا نیا کام کرو۔ اول کسی سمجھ دار دین دار خیر خواہ آدمی سے صلاح لے لازمی لو۔

۱۹۔ اپنا روپیہ پیسہ مال و متاع چھپا کر رکھو ہر کسی سے اس کا ذکر نہ کرو۔

۲۰۔ جب کسی کو خط لکھو پتہ لازمی لکھو کیونکہ پہلا خط خدا جانے پاس ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہو تو دوسرے آدمی کو کیسی دقت پڑے گی کہ شاید اس کو زبانی بھی یاد نہ رہا یا ان پڑھ ہونے کی وجہ سے لکھنے والے کو نہ بتلا سکے۔

۲۱۔ اگر ریل کا سفر کرنا پڑے تو اپنا ٹکٹ بڑی حفاظت سے اپنے پاس رکھو اور گاڑی میں غافل ہو کر نہ سوؤ۔ نہ کسی عورت مسافر سے اپنے دل کے بھید کہو۔ نہ اپنے اسباب اور زیور کا اس سے ذکر کرو اور اس کی دی ہوئی چیز پان پتا مٹھائی کھانا وغیرہ ہرگز نہ کھاؤ اور زیور پہن کر ریل میں نہ بیٹھو بلکہ اتار کر صندوقچہ وغیرہ میں رکھ لو۔ جب منزل پر پہنچ کر گھر جاؤ اس وقت جو چاہو پہن لو۔

۲۲۔ سفر میں کچھ خرچ ضرور پاس رکھو۔

۲۳۔ باؤلے آدمی کو نہ چھیڑو۔ نہ اس سے بات کرو۔ جب اس کو ہوش نہیں خدا جانے کیا کہہ بیٹھے۔ کیا کر گزرے۔ پھر ناحق تم کو شرمندگی اور رنج ہو۔

۲۴۔ اندھیرے میں ننگا پاؤں کہیں نہ رکھو۔ اندھیرے میں کہیں ہاتھ نہ ڈالو پہلے چراغ کی روشنی لے لو پھر ہاتھ ڈالو۔

۲۵۔ اپنا بھید ہر کسی سے نہ کہو۔ بعضے آدمی اچھوں سے بھید کہہ کر منع کر دیتے ہیں کہ کسی سے کہنا نہیں اس سے ایسے آدمی اور بھی کہا کرتے ہیں۔

۲۶۔ ضروری دوائیں ہمیشہ اپنے گھر میں رکھو۔

۲۷۔ ہر کام کا انجام پہلے سوچ سمجھ کر پھر اس کو شروع کیا کرو۔

۲۸۔ چینی اور شیشے کے برتن اور سامان بھی بلا ضرورت زیادہ نہ خریدو کہ اس میں بڑا روپیہ برباد جاتا ہے۔

۲۹۔ اگر عورتیں ریل میں بیٹھیں اور اپنے ساتھ مرد دوسری جگہ بیٹھے ہوں تو جس اسٹیشن پر اترنا ہو ریل کے پہنچنے کے وقت اس اسٹیشن کا نام سن کر یا تختہ پر لکھا ہوا دیکھ کر اترنا نہ چاہیے۔ بعض شہروں میں دو تین اسٹیشن ہوتے ہیں شاید ان کے ساتھ مرد دوسرے اسٹیشن پر اترے اور یہ یہاں اتر پڑیں۔ تو دونوں پریشان ہوں گے یا مرد کی آنکھ لگ گئی ہو اور وہاں نہ اترا اور یہ اتریں تب بھی مصیبت ہوگی۔ بلکہ جب اپنے گھر کا مرد آجائے تب اتریں۔

۳۰۔ سفر میں لکھی پڑھی عورتیں یہ چیزیں بھی اپنے ساتھ رکھیں:۔

ایک کتاب۔ پنسل کاغذ۔ تھوڑے سے کارڈ۔ وضو کا برتن

۳۱۔ سفر میں جانے والوں سے حتی الامکان کوئی فرمائش نہ کرو کہ فلاں جگہ سے خرید

لانا ہماری فلاں چیز فلاں جگہ رکھی ہے۔تم اپنے ساتھ لے آنا یا یہ اسباب لے جاؤ۔فلانے کو پہنچا دینا یا یہ خط فلانے کو دے دینا۔ان فرمائشوں سے اکثر دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر دوسرا بے فکر ہو تو اس کے بھروسے رہنے سے تمہارا نقصان ہوگا۔خط تھوڑے پیسے میں جہاں چاہو بھیج دو اور چیز ریل میں منگا سکتی اور بھیج سکتی ہو یا وہ چیز اگر یہاں ہی ملتی ہو تو مہنگی لے سکتی ہو۔اپنی تھوڑی سی بچت کے واسطے دوسروں کو پریشان کرنا بہتر نہیں ہے۔بعض کام ہوتا تو ہے ذرا سا مگر اس کے بندوبست میں بہت الجھن ہوتی ہے اور اگر بہت ہی لاچاری آ پڑے تو چیز منگانے میں پہلے دام بھی دے دو۔اور اگر ریل میں آئے جائے تو کچھ زیادہ دام دے دو کہ شادی اس کے پاس خود اپنا اسباب بھی ہو اور سب مل کر تو لنے کے قابل ہو جائے۔

۳۲۔ ریل میں یا ویسے کہیں سفر میں اَن جان آدمی کے ہاتھ کی دی ہوئی چیز کبھی نہ کھاؤ۔بعض شریر آدمی کچھ زہر یا نشہ کھلا کر مال و اسباب لے بھاگتے ہیں۔

۳۳۔ ریل کی جلدی میں اس کا خیال رکھو کہ جس درجے اور جس گاڑی کا ٹکٹ ہمارے پاس ہے اسی گاڑی میں بیٹھو۔کیونکہ گاڑیاں پسینجر اور ایکسپریس دو طرح کی ہوتی ہیں۔اسی طرح ہر گاڑی میں درجے ہوتے ہیں فرسٹ کا کرایہ بمقابلہ سیکنڈ کے زیادہ ہوتا ہے اگر اسٹیشن پر کسی طرح کی پریشانی ہو کہ گاڑی کس پلیٹ فارم پر ملے گی یا ٹکٹ وغیرہ کہاں ملیں گے تو معلوماتی دفتر جو ہر اسٹیشن پر ہوتے ہیں۔ان سے رجوع کر لینا چاہیے۔

۳۴۔ سینے میں اگر کپڑے میں سوئی اٹک جائے تو اس کو دانت سے پکڑ کر نہ کھینچو۔بعض دفعہ ٹوٹ کر یا پھسل کر تالو میں یا زبان میں گھس جاتی ہے۔

۳۵۔ ایک نیل کٹر یعنی ناخن تراشنے کی ضرور اپنے پاس رکھو۔ اگر وقت بے وقت ناخن کو دیر ہوگی تو اپنے ہاتھ سے ناخن تراشنے کا آرام ملے گا۔

۳۶۔ بنی ہوئی دواء کبھی نہ استعمال کرو۔ جب تک اس کا پورا نسخہ کسی تجربہ کار سمجھدار حکیم کو دکھلا کر اجازت نہ لی جائے۔ خاص کر آنکھ میں تو دواء ہرگز نہ ڈالنا چاہیئے۔

۳۷۔ جس کام کا پورا بھروسہ نہ ہو اس میں دوسرے کو کبھی بھروسا نہ دو۔ ورنہ تکلیف اور رنج ہوگا۔

۳۸۔ کسی مصلحت میں دخل اور صلاح نہ دو۔ البتہ جس پر پورا اختیار ہو یا جو خود پوچھے وہاں کچھ ڈر نہیں۔

۳۹۔ کسی کو ٹھہرانے پر کھانا کھلانے پر زیادہ اصرار نہ کرے۔ بعض دفعہ اس میں دوسرے کو الجھن اور تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی محبت میں کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور ایذا ہو۔

۴۰۔ اتنا بوجھ نہ اٹھاؤ جو مشکل سے اُٹھے۔ ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ لڑکپن میں بوجھ اٹھالیا اور ایسا کوئی بگاڑ پڑ گیا جس سے ساری عمر کی تکلیف کھڑی ہو گئی۔ خاص کر لڑکیاں اور عورتیں بہت احتیاط رکھیں ان کے بدن کے جوڑ اور رگ پٹھے اور بھی کمزور اور نرم ہوتے ہیں۔

۴۱۔ سوا یا سوئی یا ایسی کوئی چیز چھوڑ کر نہ اٹھو۔ شاید کوئی بھولے سے اس پر بیٹھے اور وہ اس کے چبھ جائے۔

۴۲۔ آدمی کے اوپر سے کوئی چیز وزن کی یا خطرہ کی نہ دو اور کھانا پانی بھی کسی کے اوپر نہ دو۔ شاید ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

۴۳۔ کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے نہ مارو۔ اللہ بچائے اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو لینے کے دینے پڑ جائیں اور چہرا اور سر پر بھی نہ مارو۔

۴۴۔ اگر کہیں مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکی ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے اطلاع کر دو کیونکہ وہ لحاظ کے مارے خود نہیں پوچھیں گے، بلکہ چپکے چپکے سب فکر کریں گے خواہ وقت ہو یا نہ ہو انہوں نے تکلیف جھیل کر کھانا پکایا۔ جب سامنے آیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم نے تو کھالیا۔ اس وقت ان کو کتنا افسوس ہوگا۔ تو پہلے ہی سے کیوں نہ کہہ دو۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا تمہاری دعوت کرے یا تم کو ٹھہرائے تو گھر والے سے اجازت لو۔ اگر ایسی ہی مصلحت ہو جس سے تم کو خود منظور کرنا پڑے تو گھر والے سے ایسے وقت اطلاع کر دو کہ کھانا پکانے کا سامان نہ کرے۔

۴۵۔ جو جگہ لحاظ اور تکلیف کی ہو وہاں خرید و فروخت کا معاملہ مناسب نہیں۔ کیونکہ ایسی جگہ نہ بات صاف ہو سکتی ہے نہ تقاضا ہو سکتا ہے۔ ایک دل میں کچھ سمجھتا ہے دوسرا کچھ سمجھتا ہے انجام اچھا نہیں۔

۴۶۔ چاقو وغیرہ سے دانت نہ کریدو۔

۴۷۔ پڑھنے والے بچوں کو کوئی چیز دماغ کی ہمیشہ کھلاتی رہو۔

۴۸۔ جہاں تک ممکن ہو۔ رات کو تنہا مکان میں نہ رہو۔ خدا جانے کیا اتفاق ہو اور ناچاری کی بات علیحدہ ہے۔ بعضے آدمی یوں ہی مر کر رہ گئے اور کئی کئی روز کے بعد لوگوں کو خبر ہوئی۔

۴۹۔ چھوٹے بچوں کو کنوئیں پر نہ چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اس پر تختہ

ڈلوا کر ہر وقت قفل لگا رکھو اور ان کو لوٹا دیے کر پانی لانے کے واسطے کبھی نہ بھیجو۔ شاید وہاں جا کر خود ہی کنویں سے ڈول کھینچنے لگیں۔

۵۰۔ پتھر کی سل، اینٹ بہت دنوں تک جو ایک جگہ رکھی رہتی ہے اکثر اس کے نیچے بچھو وغیرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کو دفعتاً نہ اٹھاؤ خوب دیکھ بھال کر اٹھاؤ۔

۵۱۔ جب بچھونے پر لیٹنے لگو تو اس کو کسی کپڑے سے پھر جھاڑ لو۔ شاید کوئی جانور اس پر چڑھ گیا ہو۔

۵۲۔ ریشمی اور اونی کپڑوں کی تہوں میں نیم کی پتی اور کافور یا فنائل کی گولیاں رکھ دیا کرو کہ اس سے کیڑا نہیں لگتا۔

۵۳۔ اگر گھر میں کچھ روپیہ پیسہ دبا کر رکھو تو ایک دو آدمی گھر کے جن کا تم کو پورا اعتبار ہو ان کو بھی بتلا دو ایک عورت پانچ سو روپیہ میاں کی کمائی کا دبا کر مر گئی جگہ ٹھیک ٹھیک کسی کو معلوم نہ ہوئی۔ سارا گھر کھود ڈالا کہیں پتا نہ لگا میاں غریب آدمی تھا خیال کرو کیسا صدمہ ہوا ہوگا۔

۵۴۔ بعض آدمی تالا لگا کر کبھی کبھی ادھر اُدھر چابی پاس ہی رکھا دیتے ہیں یہ بڑی غلطی کی بات ہے۔

۵۵۔ مٹی کا تیل بہت نقصان کرتا ہے اس کو نہ جلائیں اور چراغ میں بتی اپنے ہاتھ سے بنا کر ڈالیں۔ مفت میں دوگنا تگنا تیل برباد جاتا ہے اور چراغ میں بتی اُکسانے کے لیے پابندی کے ساتھ ایک لکڑی یا لوہے پیتل کا تار ضرور رکھیں ورنہ انگلی خراب کرنی پڑتی ہے اور چراغ گل کرنے کے وقت احتیاط رکھیں۔ اس پر ایسا ہاتھ نہ ماریں کہ چراغ ہی آ پڑے بلکہ اس کے لیے پنکھا

یا کپڑا مناسب ہے اور منہ سے نہ بجھادیں۔

۵۶۔ رات کے وقت اگر روپیہ وغیرہ گننا ہو تو بہت آہستہ سے گنو کہ آواز نہ ہو۔ اس کے ہزاروں دشمن ہیں۔

۵۷۔ جلتا چراغ تنہا مکان میں چھوڑ کر نہ جاؤ۔ اسی طرح دیا سلائی سلگتی ہوئی ویسی ہی نہ پھینکو۔ اس کو یا تو بجھا کر پھینکو یا پھینک کر جوتی وغیرہ سے مل ڈالو تا کہ بالکل اس میں چنگاری نہ رہے۔

۵۸۔ بچوں کو دیا سلائی یا آگ سے یا آتش بازی سے ہرگز نہ کھیلنے دو۔ ہمارے پڑوس میں ایک لڑکا دیا سلائی سے کھیل رہا تھا کہ کرتے میں آگ لگ گئی۔ تمام سینہ جل گیا۔ ایک جگہ آتش بازی سے ایک لڑکے کا ہاتھ اڑ گیا۔

۵۹۔ پائخانہ وغیرہ میں چراغ لے جاؤ تو بہت احتیاط سے رکھو کہیں کپڑوں میں نہ لگ جائے۔ بہت آدمی اسی طرح جل چکے ہیں۔ خاص کر مٹی کا تیل تو اور بھی غضب کا ہے لالٹین میں کوئی حرج نہیں۔

کتابیات

☆ قرآنِ مجید

☆ بخاری شریف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از: امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

☆ مسلم شریف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از: امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری

☆ سنن ابن ماجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از: امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

☆ موطا امام مالک۔۔۔۔۔۔۔از: امام مالک بن انس اصبحی

☆ مشکوٰۃ المصابیح۔۔۔۔۔۔۔از: امام ولی الدین تبریزی

☆ موطا امام محمد۔۔۔۔۔۔۔۔از: امام محمد بن حسن شیبانی

☆ کتاب الآثار۔۔۔۔۔۔۔از: امام محمد بن حسن شیبانی

☆ الادب المفرد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از: امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

☆ سنن ابو داؤد۔۔۔۔۔۔۔از: امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی

☆ ریاض الصالحین ۔۔۔۔۔۔از: امام محی الدین یحییٰ بن نووی شافعی

☆ سنن ترمذی ۔۔۔۔۔۔از: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

☆ سنن دارقطنی ۔۔۔۔۔۔از: امام علی بن عمر دارقطنی

☆ سنن کبریٰ ۔۔۔۔۔۔از: امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی

☆ مجمع الزوائد ۔۔۔۔۔۔از: حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی

☆ میاں بیوی کے حقوق ۔۔۔۔۔۔از: علامہ عالم فقری

☆ تحفہ شادی ۔۔۔۔۔۔از: محمد محسن

☆ تحفہ دُلہن ۔۔۔۔۔۔از: محمد محسن

☆ تحفہ دُلہا ۔۔۔۔۔۔از: محمد محسن

☆ میاں بیوی کے حقوق و فرائض

☆ اسلامی شادی ۔۔۔۔۔۔از: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

☆ مسلمان بیوی ۔۔۔۔۔۔از: محمد ادریس انصاری

☆ مسلمان خاوند ۔۔۔۔۔۔از: محمد ادریس انصاری

☆ اسلام اور حقوقِ انسانیت ۔۔۔۔۔۔از: محمد اقبال کھرل

☆ جمع الجوامع ۔۔۔۔۔۔از: حافظ جلال الدین سیوطی

☆ الخصائص الکبریٰ ۔۔۔۔۔۔از: حافظ جلال الدین سیوطی

☆ زاد المسلم ۔۔۔۔۔۔از: امام شنقیطی

☆ کنز العمال ۔۔۔۔۔۔از: علامہ علی متقی بن حسام الدین

☆ جامع البیان ۔۔۔۔۔۔از: امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری

☆ فتح الباری ۔۔۔۔۔۔از: حافظ شہاب الدین احمد بن علی حجر عسقلانی

☆ تنبیہ الغافلین
☆ مواہب لدنیہ
☆ بہارِ شریعت
☆ مسند امام احمد
☆ سنن بیہقی
☆ کنز العمال
☆ اسد الغابہ
☆ شرح معجم الصغیر
☆ الترغیب والترہیب
☆ شعب الایمان
☆ ابن کثیر
☆ حلیۃ الاولیاء
☆ سعدی شیرازی گلستان
☆ اسرار الاولیاء
☆ عین الہدایہ اُردو شرح ہدایہ
☆ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ
☆ درِمختار
☆ فتاویٰ عالمگیری
☆ شرح السنۃ
☆ قصص الاولیاء

☆ اسلامی آداب ۔۔۔۔۔۔۔از: مولانا اشرف علی تھانوی
☆ شریعت کے مقرر کردہ فطری حقوق ۔۔۔۔۔۔از: شیخ محمد بن صالح العثیمین
☆ حقوق العباد اور اُن کی اہمیت ۔۔۔۔۔از: مولانا محمد الیاس
☆ حقوق و فرائض ۔۔۔۔۔۔از: حافظ صلاح الدین یوسف
☆ حقوق العباد ۔۔۔۔۔۔۔از: حضرت مولانا مفتی محمد امین
☆ حقوق العباد کی فکر کریں ۔۔۔۔۔۔۔۔از: مولانا محمد ہارون معاویہ
☆ اسلام میں بنیادی حقوق ۔۔۔۔۔۔۔۔از: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح